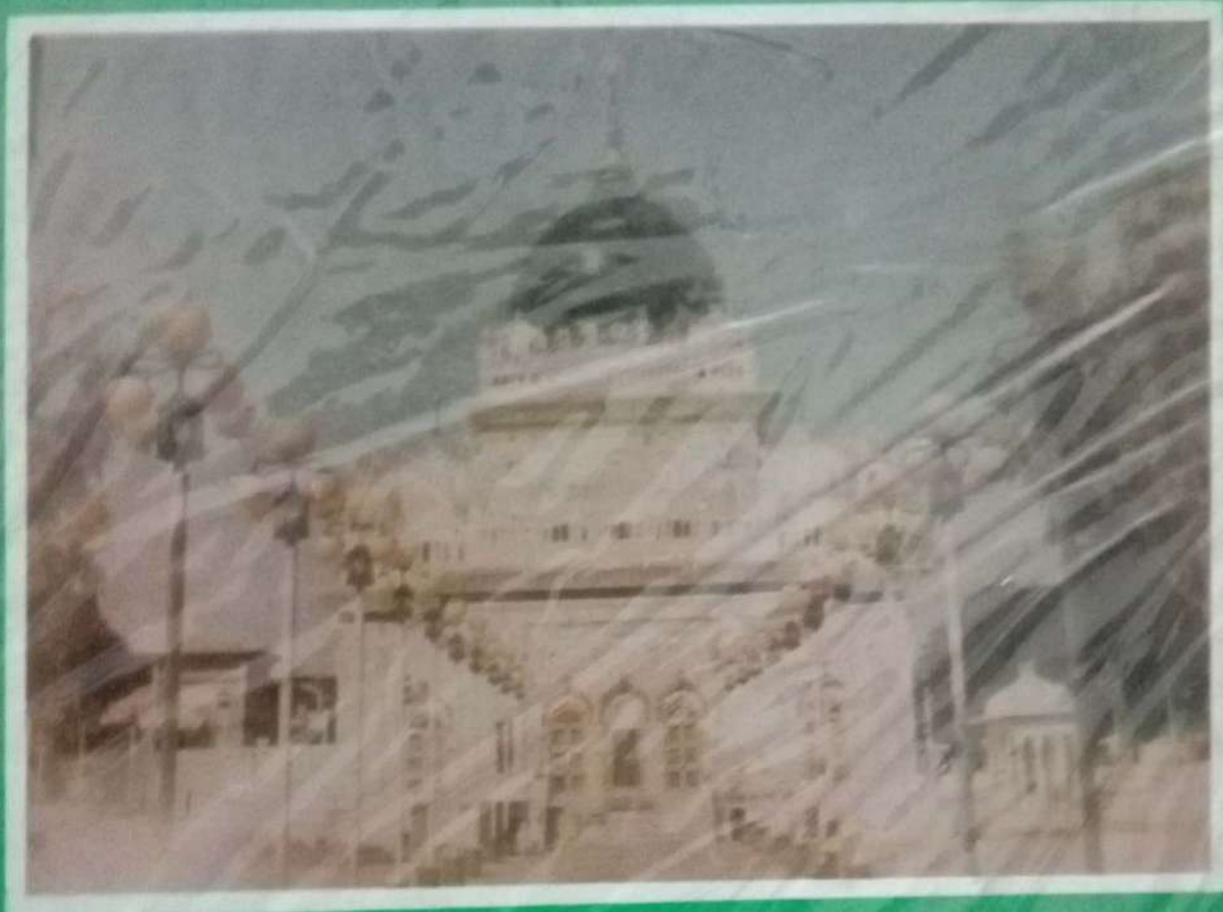


الذات أولاً ياء الله لا خوفٌ علىٰ مُّهْمَّ ولا هُمْ يُخْرِجُونَ

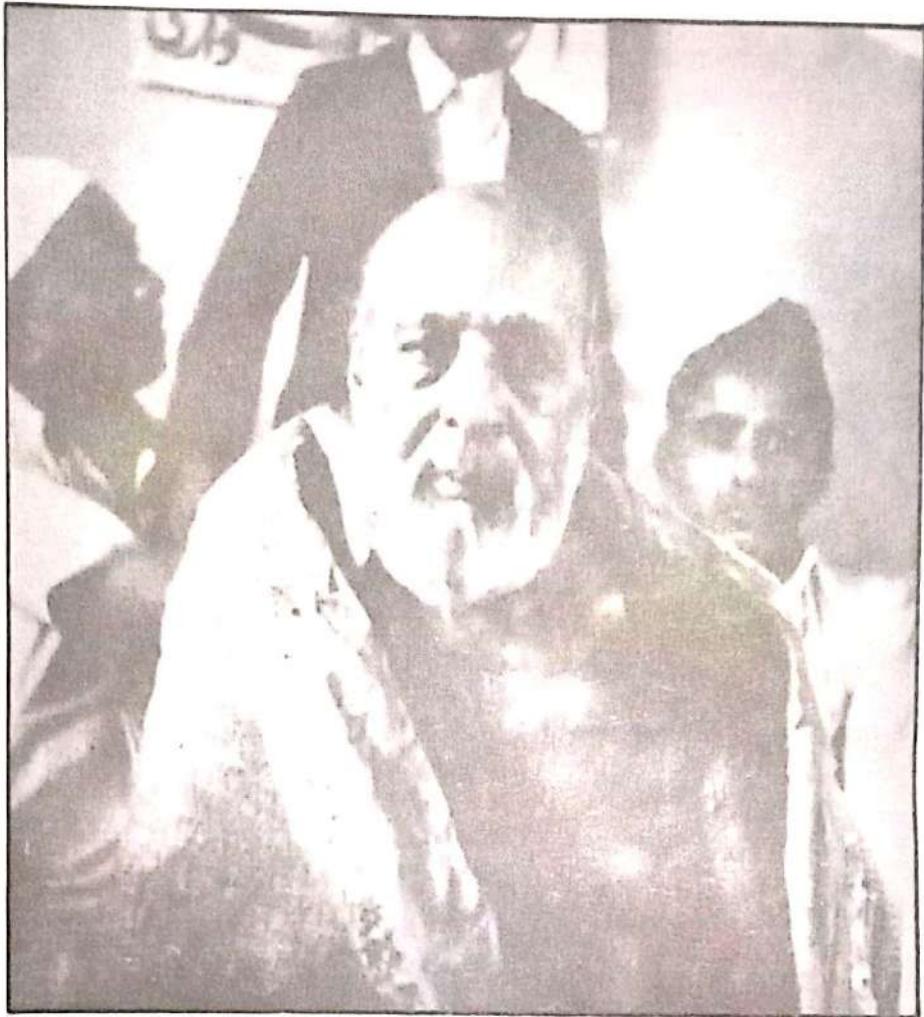


# شہاب شا قب

موسوم بـ

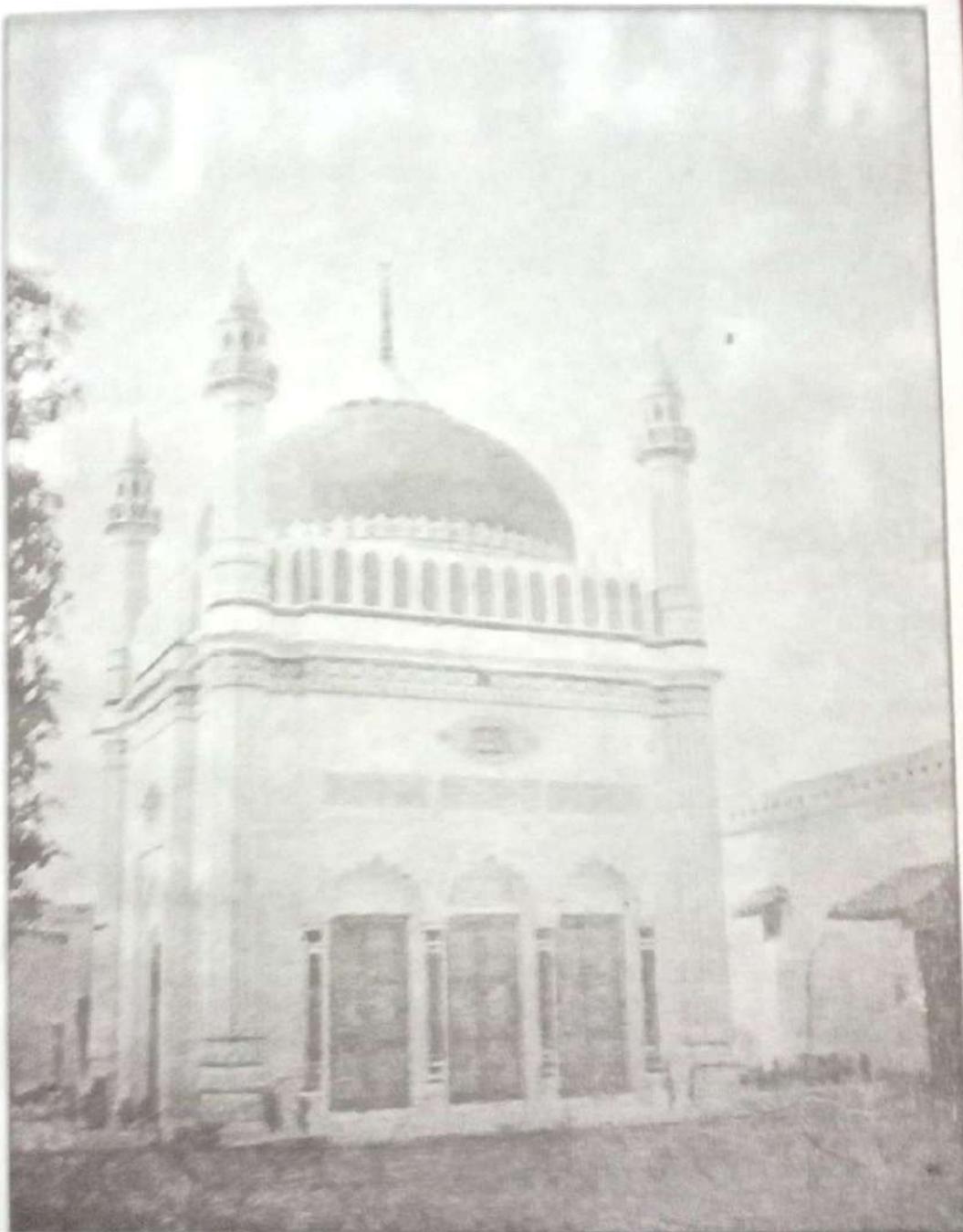
رو کفر

از تالیف لطیف حاجی فقیر او گھٹ شاہ وارثی سعید



حاجی فقیر او گھٹ شاہ دارثی رہ

روضَه مبارک  
حضرت حاجی فقیر او گھٹ شاہ وارثی



بچھراوں شریف۔ ضلع مراد آباد،



ابداللہ کے نام سے جوڑا مہماں اور تہایت حم والا ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# عرفان وارثت

موسوم

## ارشاد او گھٹ

هدیہ حاجی فقیر اون گھٹ شاہ وارثی حب  
با احتمام

## حاجی فقیر عزت شاہ وارثی

ناظم اعلیٰ آستانہ عالیہ وارثیہ چھپر شرافت  
ڈاکخانہ چنگا بنگیاں - تحصیل گوہر خان - ضلع راولپنڈی

لعداد \_\_\_\_\_ ایک نظر  
سال اشاعت \_\_\_\_\_ ۱۹۹۴ء نومبر  
مطبع \_\_\_\_\_ فلاور پرنٹ میس اونپیڈی

کتاب ملنے کا پتہ: آستانہ عالیہ وارثیہ  
حضرت حاجی وحافظ فقیر اکمل شاہ وارثی  
چھپر شرافت ڈاکخانہ چنگا بنگیاں تحصیل گوہر خان - ضلع راولپنڈی

ہنر والوائیٹ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ الْوَاحِدِ الْغَفَارِ رَوْلِيْلَهُ

عَلٰی سَيِّدِ الْأَبْرَارِ وَاللّٰهُ أَكْلَمُهَا رَوْلِاً صَحَابِهِ أَشِدَّاءَ

عَلَى الْأَكْفَارِ اَمَّا بَعْدَ

ایں چہ شوریت کے درود تبریزی نہیں  
ہمہ آفاق پُرا فتنہ و شرمی نہیں  
ہر کے روز بھی می للبدرا زایام مشکل این سوت کہ ہر روز تبریزی نہیں  
سان القیب حضرت خمس الملة والدين محمد الحافظ شیرازی طیب قادر  
تریتہ و رفتہ عالم القدس رتبہ کے یہ اشعار گذشتہ چہ سورپس کے اخبار ہیں بلکہ  
اپ کی یہ پوری غزل ہمارے اس باہمی اختلافات کے خراب نتائج اور روز  
انزوں تشریں کی خبر دیتی ہے حالانکہ یہ اُس زمانہ کے اخبار ہیں کہ اختلاف نے

اپنے سخوس چہرے سے نقاب الٹی تھی اور عالم اسلام میں نمودار ہوا تھا ایکن جو لوگ  
سی محمد اور روانہ ندیش تھے اُن کے اس کی جملک بھی دیکھنا انگوار تقارہ غافللوں کو  
ہو سفجارت کرنے تھے چنانچہ آپ اسی عزل کے مقطی میں فرمایا ہے ۔

پند حافظ بشنو خواجه بر دیکھیں گے

زانکہ ایں پند چاہ دُر دَ لَحْمَنِيْنِ

مُرَانِسِ بَزَرَوْگُونَ كَيْ نَصِيمَتْ نَسْنِي جِنَسَ كَيْ تَبَهَّيْ هَرَكَرَهْ أَنْجَ اَنْسَلَاتْ كَا وَهْ  
دَوْرَ دَوْرَهْ ہے کہ ہر طبقہ میں اس کی دعوم ہے ۔ ہر زردا سماں کا معلوم ہے آپس کی  
تو توتیں یہ اس کی بدلت دوسری مذہب تو تیسرا ہم کو خمارت کی نظر سے دیکھتی ہیں  
یہاں تک کہ جو لوگ گوشہ نشین اور سبکے سر دکار ہیں ان لوگوں کی اپنی زندگی کے دن  
کا شناسد شوار ہیں کہ اُن کے وہ ہر بار ان جن سے کبھی کی جان نہ پہچان ۔ نام سے وقت  
نہ صورت سے آشنا مگر نا حق تکلیف رسائی کے درپے اور جسے وجہ تحریر کی جس جو میں  
رہتے ہیں اپنے گھر میں بھی کہ بھر را ازالہ لگاتے ہیں اور اصول شریعت اسلام  
کے خلاف مسلمانوں کو کافر بناتے ہیں ۔

چنانچہ حب سلسلہ ہجری میں دیوبند کے دارالعلوم سے ایک ماہواری  
رسالہ الرشید کے نام سے نکانا شروع ہوا ہے اور جس طرح کتاب کی اہتماد  
حمد و نعمت سے کرتے ہیں اُسی طرح ارکین الرشید نے اخوات اسلامی کا رفع بدل کر  
اپنی تہذیب در شاہستگی کو شریعت کے پردہ میں یوں دکھایا ہے کہ پھر ہی رسالہ  
کے سفر، ۳ میں مولوی عزیز زار ہمن عاصی مفتی دیوبند کا دو نئے نئے شانے کیا ہے  
جس میں مفتی صاحب بغیر کسی تحقیق و تدقیق کے ایک کثیر استعداد گروہ کو تکفیر کا

خطابِ محنت فرمایا ہے جو بالکل اصول شریعت کے خلاف ہے۔ (جس کی تصریح انشاً تقدیم  
ائینہ نکر دی گا)

لیکن مفتی صاحب کی یہ بیرون ایگلیزِ بست بھی اپنی نظر آپسے کہ جب فتحے  
نہ فتحے کو قلم اٹھایا تو نہ تحقیقات کا جھگڑا آگوار اکیا نہ عذر و فلکر کی تکلیف پسند نہ رہی  
بلکہ آنکہ بسدر کر کے پورے فرقے کے لئے یہ حکم نادری صادر فرمایا کہ یہ سب  
ملعون و کافر ہیں۔

اگر مفتی صاحب یوں سمجھ پر فرماتے کہ اس حرام پوش فرقے کے بعض  
افراد کا فلاں جرم اور فلاں تصور ہے تو شہرہ بھی ہوتا اور ایک طور پر فرض قیاس  
بھی تھا کہ محتاج اخیر محتاج طبع فرقے میں ہوتے ہیں مفتی صاحب نے کسی نظر کی  
ابی حالت دیکھی ہوئی یا تحقیقات کرنے سے ثابت ہوا ہو گاتب مفتی صاحب نے  
ایک یا چند مسلمانوں کو کافر اور ملعون کہا ہے۔ لیکن ہمارے نفیت مآب  
مفتی صاحب نے اپنے ہات اور سادہ فتوے میں ایسا بھی نہیں کیا بلکہ  
اعضرا بی حالت میں ایک کثیر التعداد گروہ کے حق میں فقہہ کفر۔ فرماد یا جو  
اُندرے واقعات بھی صریح اعتمام ہے۔

اوپر نظر اس کے متوڑ اغور کرنے سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جاپ مفتی  
صاحب کا یہ فتوے کسی طرح قابل اعتبار نہیں ہے کیونکہ کسی فرقہ کے افراد  
کسی خاص اور محدود مقام میں نہیں ہوتے ہیں اس لئے نہ مفتی صاحب نے  
کسی فرقے کے جملہ افراد کو دیکھا ہے اور نہ شاید دیکھ سکتے ہیں اور نہ تمام فرقہ  
کی نسبت قطعی شہادت تقدیم ہوئی۔ اور نہ ہو سکتی ہے ہاں اگر مفتی صاحب

تحریک علوم کے ساتھ کشف باطنی میں بھی اپنا کمال ظاہر فرمائیں تو اس صورت میں  
صرف مفتی صاحب کے مستقد اور ہم خیال اس فتویٰ کی تصدیق کر سکتے ہیں اور  
اس کو اعلام فرمیں سمجھ سکتے ہیں۔

لیکن اس قدر ہم بھی اس ہمہ دانی کی داد مفتی صاحب کو ضرور دین گے  
کہ اس مرتد اور ملعون فرقہ کے افراد مغرب میں ہوں یا مشرق میں جنوب میں  
ہوں یا شمال میں۔ جن کے حالات اور خیالات سے کا حقہ دلیفیت ہونا قطعی  
ناممکن اور حالات سے ہے مگر ہر فرد کو ہمارے لاائق مفتی صاحب نے ایک بڑی جرم کی  
سترا میں دار و ند جہنم کے حوالہ کر دیا۔ مفتی صاحب کا پیغام دیکھیں کہ ملیل شیراز  
کا یہ قول یاد آتا ہے۔

گرہیں مکتب است ولیں مُلّا  
کار طلبان تمام خواهد شد

مفتی عزیز الرحمن صاحب، کا یہ فتویٰ دیکھ کر پہلے ہم کو تجہیب ہوا تھا کہ بت  
عمر کے بعد فرقہ کے ایک پورے فرقے پر قوم نوچ اور اُست لوط علیہما السلام  
کی طرح مفتی صاحب کی معرفت یہ خدا کا عصفب غیوں نازل ہوا اگر جب پیشان  
پڑبی جرنوں میں لفظ دارالعلوم دیوبند نظر آیا تو تمَّ زادِ اطمینان ہو یا کیونکہ ابھی  
خود ماعصمه ہوا ہے کہ انھیں ہلماً دیوبند نے عزیب اور بے زبان کوے کو جو  
ہمیشہ سے آزاد اور بے جرم سمجھ دیا تھا اگر دن زدنی ٹھیک رایا اور اس کا خون  
بمانا جائز اور اس کا گلوشت کھانا حلال اور میت بمحابی نہ یہ کون بڑی بات  
ہے کہ ایک گروہ فرقہ کو کافر اور ملعون کہا۔ یہ حضرت الگر خدا کی تمام فلکت پر چلے ہے

ابس میں حمدان ہو یا انسان تشنہ دکریں تو بعید نہیں۔

مفتی صاحبؑ اس فتوے میں جس قدر انصاف کا خون کیا ہے وہ تعلیم  
بیان نہیں سمجھی گئی کہ آدمی بھی اس فتوے کو دیکھ کر مفتی صاحبؑ کے علم و فضل کا  
بخوبی اندازہ کر سکتا ہے۔ مگر تاہم مفتی عزنا رحمن صاحب کا یہ عجیب اور حیرت انگیز  
اس حل اور یہ نو ایجاد اور خود ساختہ قیاس ضرور اس قابل ہے کہ عجز و تعلیم  
کے ساتھ نذر ناظرین کر دیں۔ حالانکہ نہ میں فالم ہوں اور نہ مفتی سیکن انہمار  
حق میں کو تاریخ بھی مذہب میں ہے۔ بقیل۔

اُرْبَنِمْ كَذَا بَيْنَا وَچَا هَا سْت  
وَكَرْخَا موشْ بَنْثِنِمْ گَنَا هَا سْت

لیکن اس فتوے کی تبیح سے پہلے یہ بھی دلکھا دینا چاہتا ہوا ہوں کہ مفتی  
صاحبؑ اگر فقر کے ایک فرقہ کو کافر اور بیرون کہا تو یہ کوئی عجیب بات نہیں  
ہے بلکہ ہر عہد اور ہر قرن میں متھلب اور خود غرض علمانے ہمارے مقدس اور  
مفتی رپیشواؤں کے ساتھ ایسا ہی کیا ہے با وحہ دیکھ اسلام کا شفافت دامن  
اس خبلدار اور کدوڑت سے بالکل پاک ہے۔ ہمارے پے پے مذہب کا ہر گز یہ رسول  
نہیں ہے کہ اپنی نبودا اور شہرت کے داسٹے کسی پر بے بنیاد اسلام اور فلسطین اقام  
لگائیں۔ ہمارے رہنماؤں نے ہمیں اتفاق۔ استحاد۔ تنبت۔ وداد۔ راستی۔ سچائی  
دیانت کی ہایت فرمائی ہے چنانچہ طبقہ اسلام میں خصوصیت کے ساتھ یہ ام  
سلک ہے کہ سب مسلمان گو دنیا کے کسی گوشہ میں رہیں اور مختلف قوموں کے  
نام سے پکاری جائیں مگر ایک دوسرے کا بھائی ہے یہ یونکہ ہمارے باقی اسلام

علیہ الرصلوہ والسلام کے ان مضمون طالب الرز بودست ہاتھوں نے جذبیۃ اللہ توق انہیم  
کے حقیقی مصداق ہیں اسی خوت اور بیانگی کی بنیاد پر ایسے سُنّت کام سے ڈالی ہے  
کہ ہاوس جو دعویٰ متفقہ رجیشوں اور عصر ماہی تجدید گیروں کے ہنوز قائم ہے اور انتشار المعرفۃ  
قائم رہیگی۔ مگر اس خاتمہ جہنمگی کا خدا برآ کرے ہیں کی وجہ سے کوئی صدی  
اسی نہیں گزری جس میں امید کے خلاف کوئی عظیم انقلاب نہ ہوا ہو۔ اور یہ  
انقلاب صرف تمدنی اور سیاسی معاملات اور دنیاوی اغراض ہی تک محدود نہیں  
بلکہ اس فالم کیر دبا کے زہر لیے اثر نہ اثر حضرات ملما کے ذرعیہ سے دینی معاملات  
میں بھی اس باہمی نفاق کی بنیاد ڈالی۔ حالانکہ اس مفتدر گروہ کا ذخیر مخصوصی  
خلق اشتر کی فلاج اور اصلاح کے واسطے کو مشتری اور اسلامی اخوت کو مضمون  
کرنا اور خدا کے لئے کارائیہ استحکام ہتا ہے کہ عوام کے دلوں میں ان کی محبت ہو  
ان کے کفے پر عمل کریں۔ ان کی ہمدردی سے اسی کے گرد یہ ہو کران کو بادی دلت  
جائیں مگر افسوس لیسا نہ ہو۔

کیونکہ دنیا کی تایخ شاہر ہے اور اس کے اوراق زبان حال سے یہ کہہ  
رہے ہیں کہ الکثر حضرات ملما نہ اپنے قلم اور اپنی زبان سے وہ کام لیا جو  
سپاہیوں کی تواریخی نہیں اُرسکتی کہ علم کے عزور اور نفسانیت کے جوش میں  
یا کسی دنیاوی مصلحت کے لحاظ سے بڑے بڑے اولو العزم خوبی پیش کروں  
اوہ میں اقدر رہنا دل کو ہجن کی بزرگی کا زمانہ معتبر ہے اور جن کو قوم خدا کا  
مقبول اور بگزیدہ جانشی ہے اُن کو معافہ المثلود۔ مرتبہ۔ بدھتی۔ طعنی بلکہ  
کافر فرمایا بعض کو قید کیا۔ بعض کو بڑی بند جوستی کے ساتھ جلا ر دھن کیا۔

بعض کو سرد ربار کوڑے لگوائے اور ان کی بہیل سینیف کر دہ تاہمیں جو اپنی نظر  
آپ تھیں اور آیات کلام آئی اور احادیث برمی سے ملتو تھیں ان کو حبلہ ادا یا۔  
اور اکثر علمائے تو خدا کے پیاروں کو واجب الفعل قرار دیکھان کے قتل کا نتیجی ہے یہ  
مگر ہزار آفربیان مقدس اور ابرار بزرگوں کے چہرہ تحمل بر کر کے اپنے  
ہم صرف ہمارے طواہر کے جست سے طبع طبع کی اذیتیں اٹھائیں مگر ان کے غلط  
الزمام اور بے ہیاد اتهام کو خاموشی کے ساتھ سنانا اور ان کی نادانی اور ملت  
فروشی کا پرداہ نہ فاش کیا۔ اور بھال استقلال محبت آجھی میں یہ کہتے ہوئے  
جان بھن سلیم ہوئے بصرع۔

### ایں کفر سرزلف ہا ایاں نفوذ شم

جب کہ اسلام کے مقدس بزرگوں اور سچے ہمدرد اور رہنماؤں کو  
ان مستحب اور جاہ پسند علمائے نہیں بھوڑا اور ان کی تخفیر کافتوںی دیا تو اج  
مولوی عزیز الرحمن صاحب مفتی دیوبندی اور فقیروں کے ایک لشیر التعداد اور وہ  
کو کافروں ملعون کا خطاب یا تو پچھے عجیب اور حیرت خیز رات نہیں کی۔ یہ تو  
بدر افی و سکھ ہے اور ہمیشہ اپنے علم در آور رہا ہے اور ذہنی سرداروں نے اسے  
اپنی وقعت اور عزت کا ذریعہ ٹھپرا کھا ہے تاکہ وہ پوجے جائیں اور انہیں کے  
جانشین کھلا جائیں۔ بلکہ آلو دہ بستر لائیں۔ کے مطابق مفتی صاحب نے اپنے  
بزرگان سلف کی سنت ادا کی اور اپنے زمانے میں وہی کام کیا جو انکو کرنے اچھی ہے  
تھا۔ کہ فقیروں کا ایک ایسا فرقہ جو بظاہر علماء سلف کے دینے ہوئے نتوں  
نی چوری سے باہر رکتا اس کو بھی تکفیر کی زنجیر میں ہاندھا اور اگر پرستوانہ

پس رہا مکنڈ کے مصداقی ہوئے۔

لیکن جب صرح مفتی صاحب نے عذر کے سلف کی تقلید کی ہے لبقن ہے کہ  
دام سخیز دامت کے پتازہ گرفتار یعنی فقر اکار وہ پورا گردہ جس کو مفتی صاحب نے  
کافراں طعون کا خطاب پاہے اپنے بزرگان دین اور سلف صالحین کی سنت  
ادا کریں گے اور اس فتویٰ کی جو تعجب اور لفسانیت سے ملوا اور صریح اصول  
شریعت کے خلاف ہے کوئی شرکایت شکریں گے بلکہ نہایت صبر اور خاموشی کے  
ساتھ نہیں گے اذالہ کیوں کہیں گے تو یہ کہیں گے۔

ناہد ظاہر پست از حال ما آگاہ نیست

در حق ما ہرچہ گوید جائے پچ آراہ نیست

آن اس فتویٰ کے اثر ان عامیوں کو شاید محسوس ہو جن کا ایمان صرف  
برادری کے حصر پانی پر ہے اور ان لوگوں کو تو اس کا خیال بھی نہ ہوگا جو اسلام  
کی حقیقت اور خدا کی وحدانیت اور فردا بست کو کفر کا فتویٰ دینے والوں سے بھی  
زیادہ جانتے ہیں۔ وہ تو ان بادی کا غذہ دل کو جو کبھی مغربے مشرق کو اور کبھی  
مشرق سے مغرب کی طرف اڑتے پھرتے ہیں آنکھ اٹھا کر بھی نہیں سمجھتے اور پرنس  
کے ہر اب بھی ان کی رفت نہیں سمجھتے۔ ان کے نزدیک خدا نے اپنی جنت اور زمین  
ان کفر کا فتویٰ می دینے والوں کو ہبہ نہیں کر دی کہ جس کو چاہیں وہ جنت میں بھیج دیں  
اور جسے چاہیں وہ کافر ہنکے دونوں میں ڈال دیں۔ ضعیف القلب اور ضعیف  
الایمان لوگوں کا کام ہے کہ اپنی دلی تصدیق پر اطمینان نہ رکھیں۔ اور ان کے  
دل ان ہوائی کاغذوں کے ساتھ پتوں کی طرح اڑتے پھریں اور خود غرض و

دشہرت پہنچ عالموں کی آواز کو روح القدس کی آواز سمجھیں۔

میرا مطلب نہیں ہے کہ حضرات علما اپنے علم سے کام نہ لیں یا احکام شریعت نافذ نہ فرمائیں۔ بلکہ فردی حکم شریعت سے عوام کو مطلع کریں۔ ان کا یہی فرض منصبی ہے مگر کم سے کم اس قدر لحاظ رکھنا لازمی ہے کہ اگر ملزم شریعت احکام شریعت سے ناقص ہے یا ان کا مقلد اور مستین یا ان کا ہم مذاق و ہم خیال ہے تو بیک ان کے نتوے کا مستحق اور ان کی تهدید کا سزاوار ہے اور انکو پورا اختیار ہے کہ انکے بند کر کے چاہے اُس کو مرتد اور کافر کہیں چاہے اس کے قتل کا فرمان جاری فرمائیں یا اُس کو جہنم کا پروانہ لکھ دیں۔ کسی کو غذر نہ ہوگا اور یقینی ان کا فیصلہ ناطق بھا جائے گا۔ اور اگر اس کے خلاف ایسے شخص کو ملزم شریعت قرار دیں گے جو ظاہری علم و فضل میں ان کے برابر یا ان سے زیادہ ہے اور تحقیق و تدقیق بحروف قدس میں شہرہ آفاق ہے یا علم باطنی اور عطیات رہبی سے بھی سینہ اسکا معمور ہے اور اسکا مذاق اور مشرب بھی وہ ہے جو ان کے دراک سے ہاہر ہے اور ایسے خیال میں محوا و مستغرق ہے جسکی ہوا بھی اُن کو نہیں لگی۔ اور اُس کا خیال و مذاق ہر طرح مددوس و محسن ہے تو ضرر ہوا کہ شخص اول الذکر کی طرح بے دہڑک نہ اسکو مرتد اور کافر کہنے کے وہ مجاز ہیں اور نہ اس کے واسطے ان کا حکم فقد کفہ صحیح ہو سکتا ہے۔

چنانچہ میں اپنے اس بیان کی تائید میں علامہ جلال الدین رومی قدس سرہ کی اُس تنوی کا حوالہ دیتا ہوں جس کی نسبت آجتنک یہ کہا جاتا ہے کہ

”درست قرآن زبانِ پسلوی“

اد جس کی شرح بڑے بڑے ممتاز اور شاہیر علمانے کی ہے اور اُس چرداست کا تفتہ  
دکھانا چاہتا ہوا جس کے باطن کے مذاق اور خیال پر سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے  
تو جو چہ فرمائی اور اُس بادی نیشن کے ظاہری الفاظ مُسنٰ کر تو مسلمان ناشدہ کافر شدی  
اور شاد فرمایا۔ اس تبیہ سے وہ خاموش تو ہو گیا لیکن تبیہ اسکا یہ ہوا کہ ۔ ۵

و حی آمد سوئے موسمی از خدا

بندہ نارا ز من کردی جو خدا

اہم اہمیت ادب کے ساتھ حضرات علماء کی خدمت میں یہ ضرور عرض کرو نکا  
کہ جو شخص ان پاک امقلدو یا متنیع ہو یا ہو سکتا ہے اُس کو وہی راستہ تباہیے جس کے آپ  
ماہر ہیں اور اُس کے واسطے قانون نافذ فرمائیے جو آپ کو یاد اور جس کا سارہ مفہوم  
آپ کے پاس ہے لیکن ایک لکڑی سے شیرا اور بکری کو نہ ہونا ہے اسفل اکو وحدہ ناشریک  
اور رسول کو محمد رسول اللہ نہ نے کو بے شکنے بوجھے کافر اور طعن نہ بنالے ایسا نہ  
کہ عطا بحق حدیث نبوی وہ کفر اور نعن آپہی کی طرف جمعت کے۔

قبل اس کے مفتی صاحب ہے اس نتے کی نسبت کچھ عرض کرو سمجھے  
اس کی بھی تصریح ختنہ طور پر کہ دنیا چاہیے کہ واقعی آجٹک حضرات علماء نے اپنے مقدار  
او متنیع پر یا جو لوگ خدا کو بھر لکھ مہیات شرعیہ کے ارتکاب میں مصروف نہ ہو گئے  
او متنیع پر احکام شرع چارہی فرمائے۔ یاد حقيقة مقدس عالمیں اور ابراہیم بزرگوں  
کو بھی مرتد اور کافر کا خطاب دیا ہے۔

بلطفاً ہیری تو بہت دشوار اور باکل عقل کے خلاف معلوم ہوتا ہے کہ پڑھا کھا  
آدمی کبھی ایسی فاش غلطی دکر لگائے کسی مقصد را مستحبہ عالم یا انسی مقدس اور برگزیدہ صوفی

کو کاڑ کے۔ مگر تاریخ کی در حقیقت اگر دنیا کی کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ علمائے سلف اور مشاہیر حضرات صوفیہ کرام جن کے علم و فضل تبر و تقدیس کا قریب قریب سبکو اعتراض ہے اور جنپوں نے خدا کی یاد میں اپنی مستقیم مسلمانیا اور خدا کی محبت میں دنیا کی دولت بعترت علیش۔ آرام کو خیر پا دکھنا۔ انھیں پربخش علمانے از امام اور امام حامی لکھئے اور اس منشاء کو دکھنے کا تخفیر کا نشانہ بھی بنایا۔

دواس کی تفصیل کی ضرورت نہیں گیونکہ متفقہ علماء اور خود غرض مفتیوں کے یقین بخیر کا نامے ایسے مشہور ہے کہ محتاج بیان نہیں۔ تاریخ کے صفحوں سے ان واقعات کا ذکر ہے میں سمجھتا ہم کہ ایسے سچے اور ایماندر اسلامیانوں پر جنپوں نے تمام عمر عزیزاً مصلح اسلام کی اور انھیں کی تایفات اور رصیفات سے آجٹک اسلام زندہ رہے اور انھیں کی کمی ہرگز کتابوں کے پڑھنے کے بعد ہر ایک مولوی کو علامہ اور فضیلت مآب کا القب طھا ہے اور انھیں کے تابعے اور سکھائے ہوئے قواعد پر عمل کرنے سے مفتی صاحب کھلاتے ہیں مگر۔

### مقتضائے طبیعتیش این ہست

کامضیوں ہے کہ انھیں پر اُن کے علمائے معاصرین نے ارتداد و تکفیر کا ازام فائدہ فرمایا۔ اور یہ خیال ڈکیا کہ ہمارے عجائب تحریر کے دامن سے یہ بدناد اغتیاث تک نہ پہنچے گا۔

اور جو عظیماً زیادہ دلیر اور بجا درستے ہم خپوں نے تکفیر کے ساتھ قتل اور احرار کا جسی حکم دیا۔ اور وہ بھی اس سادگی سے کہ بعض شہداء اسلام کے تذکروں کے پڑھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مفتی صاحبان نے کیسی خوبی سے حبلہ تلاش کیا کہ

اہد عالما ن تقریر اور فاضلائے مدبر سے جبت قائم کی ہے اور ان کے قلم فی کیا سمرکہ اللہ  
فیصلہ کیا ہے اور ان یہ کنایوں کا خون بھایا ہے۔ بقول  
اس سادگی پر کون نہ رجاء اسے خدا  
ریشنے میں اور باہم میں تلوار بھی نہیں

آہذا اسلام کے وہ مقندر اور ممتاز اراکین جھوپیں نے بیان دا اسلام کو  
ستحکم اور پھیلہ بنائے میں اپنی حیدم المثل زندگی و قوت کی اور وہ مقدس ادھار پر لے گئے  
جن کے باطنی عطیات اور روحانی جذبات سے اسلام کی حقایق کا شاندار نشان  
بلند ہوا اور چاہ دا لگ عالم میں وحدۃ لا شریک لہ کا ذکر کا بجا اوساس کے صدر میں اُنکے  
ہم عمر علماء نے اُن کو الحیاد اور تماد کے تھہ پر بخیط جعلی نقد کف کلکھر رحمت فرمایا۔  
اس کو اگر مغضص کھا جائے تو طوالت کا خوف ہے اس لئے بطور مشتمل نواعہ اذخر دلیے۔  
اُن کے اسماء گرامی کی فخر فہرست نذر ناظرین کرتا ہوں۔ اور اگر زیادہ تصریح  
کے ساتھ ان واقعات کا مرحلہ متعارض ہو تو کتاب تبیین الحییں و طبقات الکبریٰ  
ذمایخ ابن خلکان و تلیخ ابن اثیر و نفحات الانس و عیزہ و عیزہ کو دیکھئے اور  
خود غرض مفتیوں اور متعدد بقاضیوں کے فیصلہ کی داد دیکھئے۔

اسلام کی پہلی صدی میں وہ حضرات جن کو اسلام کی جان کھنا چاہیے اور جنکو  
معض حاسدوں کی خود عرضی نے ناد کب تکفیر کا نشانہ بنا یا ہے محکم لازم ہوا کہ اس  
فخر فہرست کی ابتداء اُنہیں کے نام نامی سے کروں ناکہ ناظرین کو معلوم ہو جائے کہ یہ  
تکفیر کا ہمک مرض مثل الغلو از اور ڈینیکو فیور کے مدید تحقیقات کا میتوحہ نہیں ہے  
 بلکہ اسلام کے نشوونما کے ساتھ اس منحوس دہاکا بھی مادہ پیدا ہر اے۔

(۱) چنانچہ نظرِ الحجائب والغرايب طلوب کیل طالب مسلمانوں ایامِ العین  
مقبرہ الرعاشین امیر المؤمنین سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملما  
خواجہ نے علائیہ کا فرما۔

(۲) راکب دش رسول رب آخوش بتوں مظلوم کرہا سید الشهداء حضرت  
امام حسین علیہ التحیۃ والثنا کے واسطے ملار کوفہ و شام نے قتل کا فتویٰ دیا۔

(۳) سید الساجدین امام الموحدین حضرت امام زین العابدین رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ بن کے گھر میں قرآن نازل ہوا جن کے آہار دا جدار نے شرک اور  
کفر کا نشان مٹایا۔ اسلام کی برکتوں سے آگاہ کیا۔ توحید حضرت جل جلالہ کا سبق  
پڑھایا۔ اُس امام اور امامزادہ کی نسبت پہ کہا گیا کہ پہ توہت برسنے کی ایسی بائیں  
کرتے ہیں۔

### (طبقة الکبریٰ)

(۴) خیر النابین دلدادہ محبوب رب العالمین حضرت اُمیس فرنی رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ کا قبول ہے کہ واللہ لوگوں میں مجھے پر عونے خدائی کا الزام لگایا۔

(۵) سید ابراہیم سرفی نے نقل کیا ہے کہ اصحاب رسول اللہ کی ایک جماعت  
کی نسبت، یا اونفات مفسوب کیا گیا جن میں ایک حضرت زیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی  
ہیں جن کا اجلہ اصحاب میں شمار ہے۔ وہ نماز میں بہت خشوع کرتے تھے۔ اس  
تصور پر کہا گیا کہ پہ ریا کرتے ہیں اور مکاریں اور مُناقت ہیں چنانچہ ایک مرتبہ  
کا ذکر ہے کہ جب آپ سجدہ میں تھے تو آپ کے چہرے اور سر پر گرم پانی دالا گیا جس سے  
آپ کے چہرہ اقدس کی کھال اُرگئی مگر آپ کو فخر نہ ہوئی۔ (دیکھو طبقات الکبریٰ)

(۶۱) فروزی مرد میدان تحریر ہو اس بھر تو حیدر حضرت ابو یزید بسطامی  
بختہ اندر علیہ سات مرتبہ جلا دلن کئے گئے۔ آخر میں حب آپ سفر سے واہن آئے  
اویا بیمار اور اولیاء کے مقامات میں گفتگو کی تو حسین بن عیسیٰ سہ طای ہوا اس  
نوائج کا امام اور علوم ظاہری کا مدرس تھا انکار پر آمادہ ہوا اور آپ کو بسطام  
سے نکلا دیا۔

(۶۲) حقیقت آگاہ حضرت ابو سعید خراز علیہ الرحمۃ کا یہ قصور تھا کہ آپ نے  
ابنی کسی تعینت میں یہ لکھا تھا کہ اگر تم دریافت کرو کہ ماں سے آتے ہو اور کہاں  
جا ستے ہو تو میرا جواب امیر کے سوا کچھ نہ ہو گا۔ علمدار ظاہر نے اپر تحریر کا فتویٰ دیا۔  
(طبیعتۃ الْبَرُّ)

(۶۳) علامہ ابن جوزی محدث نے اپنی کتاب تبلییس بالبیس میں لکھا ہے کہ  
حضرت سبیل بن عبد اللہ قستریؓ کفر اور بد کاری کی تحدت حکایت کی اور  
خارج الہاد کر کے بھرے بیجے گئے۔ اور اسی غربت میں انسال ہوا۔ علمائے  
معاصرین کو اُن سے مخالفت صرف اس وجہ سے ہی کہ اُنکا قول مقاکہ تو ہے  
ہر سانس کے ساتھ بندہ پر فرض ہے۔

(۶۴) حضرت ابو سلیمان دارالریانی تدس سترہ، جن کا عیل افقدر صوفیوں  
میں شمار ہے اور جن کے حالات اور مناقب مولانا عبد الرحمن جامی نے اپنی  
کتاب لغفات الانس میں مفصل تحریر فرمائے ہیں۔ وہ بھی علما و فطواہوں کے نتویٰ  
سے جلا دلن ہوئے اور دمشق سے نکالے گئے۔

(۶۵) تبلییس بالبیس میں علامہ ابن جوزی نے لکھا ہے کہ حضرت احمد

ابن ابی الجواری علیہ الرحمۃ کا یہ جرم تھا کہ آپ فرماتے تھے کہ اولیا و اللہ کا مرتبہ نہ تھا سے بھی ریادہ بر حدا ہوا ہے اس پر علما رنے نے خلافت کی اور آپ کو اپنا وطن پھرنا پڑا اور مکہ مسٹریم میں پناہ لی۔

(۱۱) تایخ ابن اثیر جلد میں ہے کہ حضرت حارث محاسیبی نے جو حضرت مجیدؐ کے اُستاد تھے علم کلام اور صفات باری تعالیٰ جل جلدہ پر تقریب کی تھی۔ اس جرم پر سب خلافت کی تھی کہ آپ کے جنازہ کی نماز میں صرف چار آدمی تھے۔

(۱۲) جبقات الکبریٰ میں ہے کہ حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر عالموں نے کافرا در زندیق ہونے کا فتویٰ دیا اور معرسے بیڑیاں اور ہنگڑیاں ڈال کر نہایت بے حرمتی کے ساتھ بغاود کیجئے گئے۔ مگر جب خلیفہ نے آپ سے گھنگوکی قوشی ہو کر بولا اگر یہ شہنشاہ کافرا در لامد ہے مگر تو روئے نہیں پر کوئی مسلمان نہیں ہے۔ پھر ایک مرتبہ ایحیم کے عہدا حضرت ذوالنون کی خلافت میں معرجاً نے کپٹے کشتمی پر سوار ہوئے کہ سلطان کے حفنوں میں اُن کے کفر پر گواہی دیں۔ لوگوں نے اس رات کی حضرت ذوالنون کو جلدیدی۔ آپ نے کہا خدا یا اگر یہ لوگ جھوٹے ہیں تو ان کو دریا میں عرق کر دے۔ چنانچہ سب کے سامنے وہ کشتمی اُنٹ گئی اور سب ڈوب گئے تھی کہ کشتمی ہاں بھی نہ بچا۔ تب حضرت ذوالنون سے کہا گیا کہ بھلا کشتمی ہاں کا کیا تصور تھا کہ آپ نے فرمایا کہ پہ کاروں کو سوا رکپا بخھا۔

(۱۳) حضرت سمنون حب علیہ الرحمۃ اور اُن کے رفقاء پر بھی سخت مصیبت اُنی اور حرام کاری کی تھت لگائی گئی۔ (دیکھو جبقات الکبریٰ)

(۱۷۲) سین بن حلاج (منصور) کی سرگزشت محتاج بیان نہیں علمائے  
ظاہر کا اُن کے کفر اور قتل پر فتویٰ دیتا۔ اور اُن کا صبر راستقلال کے ساتھ  
جال سبق تسلیم ہونا مشہور ہے۔ اب فلکان کا قول ہے کہ قتل منصور کی ایسے  
امر کی وجہ سے نہیں ہوا جو قتل کا موجب ہو۔ وزیر نے یہ کارروائی اُسوقت کی  
جب منصور کی ہار مجلس میں لائے گئے اور اُن سے کوئی بات خلاف شریعت  
نہ ظاہر ہوئی۔ تب وزیر نے اس کی کوشش کی کہ منصور کی تصنیفات میں کوئی  
بات قابل گرفت تلاش کی جائے۔ اسپر لوگوں نے عدالت سے کہا کہ ان کی ایک  
کتاب میں لکھا ہے کہ جب انسان بخا کر لے سے مجبور ہو تو ان کے گھر کے ایک  
دریچہ کو صاف کر کے اُس کا طواف کرے۔ اسپر قاضی نے منصور سے پوچھا کہ  
یہ کتاب تھاری تصنیف ہے۔ انہوں نے اقرار کیا۔ پھر لوگوں کے یہ مفہما میں  
کس سے حصل کئے اُنہوں نے کہا کہ حضرت عن بصری سے۔ مگر منصور کو اس فنا  
کی خبر نہ تھی جو لوگوں نے ان کے واسطے کی تھی بھر حال قاضی نے کہا کہ اے  
خون ریختہ حسن بصری کی کتنا بول میں تو یہ مضامین نہیں ہیں۔ وزیر نے خون ریختی  
کو پکڑ لیا اور قاضی سے کہا کہ اس کی تکفیر کی نسبت یہ تھارے حکم کی فرع ہے  
اب اس کی تکفیر کا حکم تھو۔ قاضی نے تامل کیا مگر وزیر کے مجبور کرنے سے  
نکفیر کا فتویٰ تھدیا۔ جب عوام نے یورش کی تو وزیر نے خلیفہ سے اس معالمه  
کا ذکر کیا۔ خلیفہ نے حلاج کو بلاؤ دھڑک کر دے لگوائے۔ جب اپنے اُن بھی  
ذکر تو آپ کے دلوں ہاتھ اور دلوں پاؤں قلم کھکھے اور سولی دیکر  
آپ کی لاصق جلائی گئی اسی کا شاہد حضرت مولا ناصر و می علیہ امر حرمہ نے اپنے

اپنے اس شعر میں کیا ہے ۔

چوں مسلم در دست غذا رے بود  
لا جسم منصور بردارے بود

(۱۵) سراج السالکین تاج الاولیا حضرت جعفر بن حمادی علیہ الرحمہ  
کو جو سید الطائف اور تمام صوفیا یے گرام کے مرچ اور ماہی ہیں۔ علیہ الرحمہ  
کے ہاتھوں بار بار یہ واقعہ پیش آیا کہ آپ کافر اور زندگی قرار دیتے گئے اور  
ماخوذ ہوئے۔ اور علمانے گواہیاں دیں کہ ہمارے سامنے انہوں نے کفر  
اور بے دینی کے کلمات کے تھے۔ اور فلاٹ شرعاً خیال ظاہر کیا تھا۔

(دیکھو تبلیس ابن بیس بن جوزی)

(۱۶) طبقات الکبریٰ میں ابو یکبر تمسانی کا بیان ہے کہ ابو داہش جہ  
نہایت سرپر اور دشمن شخص تھا وہ حضرت جعفر بن جعفر اور حضرت رویم اور حضرت  
سمنون اور ابن عطا اور تمام مشائخ عراق کو المزام دیتا تھا اور الکرسی کو  
اُن کا مدارج یا مستقد پا آتا تھا تو عصف بنا ک اور برم ہوتا تھا۔

(۱۷) تبلیس ابن بیس میں ملامہ ابن جوزی نے لکھا ہے کہ عبد اللہ بن احمد  
باصلی ملقب بہ فضیل نے خلیفہ معتضد بالله کے دربار میں صوفیوں کی شکایات  
کی کہ یہ لوگ زندگی اور بے دین ہیں اور خلیفہ کا یہ فرض ہے کہ اسلام کو انکے  
فقہ سے بچا گئے۔ اور یہ غلام فضیل وہ عالم ہے کہ ملامہ ابن ندیم نے اپنی  
کتب الفہرست میں لکھا ہے کہ کتاب الدعا اور کتاب الاولقطاع الی استدائد  
کتاب العصرۃ اور کتاب الموعظۃ اس کی تصنیفات سے ہیں۔

(۱۸) محدث بن الفضیل بنی علیہ الرحمۃ کو اس جرم پر جلاوطن ہوتے کا حکم مہا کر انکا زہب اہل حدیث کا نہ ہب تھا۔ اپنے فرمایا کہ میں جب تک نہ نکلوں گا کتنہ سیکھ لے میں رسمی ڈال کر شہر کے ہاداروں میں یہ کتے ہوئے نہ لجاوے گے کیا بد عنی ہے چنانچہ جب آپ کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا گیا اور شہر سے نکال دیا۔ اس وقت آپ نے ان لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ امیر تعالیٰ نے تمھارے دلوں سے اپنی صرفت نکال لی اور ایسا ہی ہدا کہ پھر ملنے میں کوئی صرفی نہ ہوا۔ حالانکہ قبل اس کے سب شہروں سے زیادہ بلخ میں صوفی ہیما ہوتے تھے۔ (دیکھو طبقۃ الکبریٰ)

(۱۹) شیخ عبدالعزیز بن حمزہ سے بھی زمانہ منحر ہو گیا۔ (طبقۃ الکبریٰ)

(۲۰) حکیم فرمذی رضی امیر تعالیٰ عنہ نے جب کتاب علل الشرعیہ اور کتاب

ختم الاولیاء، تصنیف کی تو لوگ بگردگئے اور بلخ سے نکال دیا۔ (طبقۃ الکبریٰ)

(۲۱) ملکے کے زادروں نے یوسف بن احیین سے دشمنی کی۔

(طبقۃ الکبریٰ)

(۲۲) ابوالحسن پوشنجی نیشاپور سے نکل گئے۔ (طبقۃ الکبریٰ)

(۲۳) ابو عثمان مغربی علیہ الرحمۃ کو با وجود اُن کے ریاضات اور مجاہدات

اور علمی کمالات کے کم مغفرے سے نکالا گیا۔ (دیکھو طبقات الکبریٰ)

(۲۴) تاج الدین سلکی علیہ الرحمۃ محدث و صوفی کے کفر پر چند مرتبہ

گواہیاں گزریں حالانکہ وہ عابد اور متبع سنت تھے۔ (تبیس بلیس)

(۲۵) ابو بکر نا بلسی علیہ الرحمۃ پر کیا کیا الزام لگائے گئے۔ حالانکہ

اُن میں علم و فضل و ذرہ واستفامت طریقیت امر بالمعروف اور نهى عن المنکر کی سرداری موجود تھی مگر لوگ ہیر بیان طال کر آپ کو صبر میں لے اور سلطان کے حضور میں آپ کے خلاف شہادت دی۔ آخر میں کی زندہ ہی حال چینی گئی۔ مگر جب وفات کھال چینی بانی تھی تو آپ کا نیچے اور پاؤں اور پر تھے اور آپ قرآن پڑھنے میں اس سب سے قریب تھا کہ لوگوں میں شورش پیدا ہو جائے۔ فوراً سلطان نے کہا کہ پلے ان کو قتل کرو چکر کھال چینی ہو۔ (طبیعتات الکبر)

(۲۶) ابوالافق سلم نصر آبادی با وجود ذکوکاری۔ زید اور پرہیزگاری کے بصرہ سے نکالے گئے جو منیع سنت تھے۔ (طبیعتات الکبر)

(۲۷) ابوالحسن خضری علیہ الرحمۃ کے کفر ریگوں ایساں پیش ہوئیں (طبیعتات الکبر)

(۲۸) ابن سکون علیہ الرحمۃ کی شان میں بیان تک کہا گیا کہ با وجود آپ کے

علم اور پرہیزگاری کے لوگ آپ کے جنازہ پر نہیں آئے۔ (تبییں ایڈیشن)

(۲۹) آشنا نے بھر تھیقت حضرت ابو بکر شبلی علیہ الرحمۃ بھی علامہ ابن جندی کی طعن طامت سے ہمیں نہیں پکے اور اپنے علم اور یہ حضرت کے باعث زنجیروں میں بالدھے گئے اور کفر کا نتوی دیا گیا اور لوگوں نے راہ چلتے پھرتے پھروارے جس سے آپ کے پاؤں ایسے زخمی ہو گئے کہ چلتے تو زمین پر چلن کے چھاپے بن جاتے۔ اور کتاب مذکورة الاولیاء میں ہے کہ انکر لوگ آپ کے قتل پر آمادہ ہوئے۔

(۳۰) علامہ ابن حزی نے اپنی کتاب تلبیس ایڈیشن میں حضرات صونیم کرام

پر اسقدر احترام کئے ہیں کہ محبوب سبحانی عاشق ربی علوت التقلیین حضرت

محمد الدین عبد القادر جیلانی رضی است تعالیٰ عنہ بھی اُن کے تعلم سے نہیں نہیں۔ اور

اپ کی شان اقدس میں وہ الفاظ لکھے ہیں اور میسی ہے ادبی سے آپ کا ذکر کیا ہے جس کے اعادہ سے روئیں کھڑے ہو جائے ہیں۔

(۳۱) حضرت شیخ احمد رفاعی علیہ الرحمۃ پر نذقہ اور الحادی و محترمات کو عدالت فراز دینے کی تہمت لکھاں گئی۔ (طبقۃ الکبریٰ)

(۳۲) امام ابوالقاسم بن قستی پر کفر کا الزام لکھا یا آیا چنانچہ آپ علام عصر کی تجویز سے قتل ہوئے۔ (ذکیح طبقۃ الکبریٰ)

(۳۳) حضرت ابن بر جان صوفی بھی قتل ہوئے (دیکھو طبقات الکبریٰ)

(۳۴) شیخ خولی علیہ الرحمۃ بھی کفر کے الزام میں قتل ہوئے (طبقۃ الکبریٰ)

(۳۵) حضرت مر جانی علیہ الرحمۃ کے خلاف حاسدوں نے گواہیاں دیں۔

او کافر قرار دیجی اُس برگزیدہ خدا کو قتل کیا۔ (طبقۃ الکبریٰ)

(۳۶) حضرت خواجہ شمس الدین حافظ شیلزی علیہ الرحمۃ بھی محن ملامت سے نہیں بچے حتیٰ کہ آپ کے جنائزہ کی نماز پڑھنے میں لوگوں کو غدر تھا۔

(۳۷) حضرت مولانا قسمس تبرنی علیہ الرحمۃ کو بھی جان بچاناد شوار ہوئی۔

(۳۸) حضرت جلال الدین رومی قدس سرہ سے بھی لوگ بہطن ہوئے آپ کا بلا قصور یہ تحکام آپ مسلمانوں کے کسی فرقہ کو بڑا نہیں کہتے تھے۔ چنانچہ ایک عالم نقیب نے اپنے ناگر دکوآپ کے پاس صحابہ کرد یافت کرو۔ اگر آپ ہر فرقہ سے اتفاق ظاہر کریں تو آپ کو گانیاں دو۔ اُس نے حسب فہماش حاضر ہو کر آپ سے پوچھا اور جب آپ نے مسلمانوں کے کسی فرقہ سے اختلاف نہ کیا اور کسی کو بُرا ذکماں تو اُس نے آپ کو علا نیمہ کا لیاں دیں۔ آپ نے کمال ایثار غصی سے فرمایا کہ مجھے

اس سے بھی آفاق ہے۔

(۲۹) علی زدہ ہندوستان کے شاہیر حضرات صوفیہ کی بھی یہی حالت ہریں چنانچہ شہید ترمذی کا قصہ اس تدریش ہوا ہے کہ جس کے اعادہ کی یہاں ضرورت نہیں۔ اور جس عالمانہ تقریر اور فاضلۃ اللہ تبارکہ اس سے نہ کاخون بھایا گی تاریخ کے صفوی سے اس کا شان اقامت تک نہ مٹے گا۔

(۳۰) حضرت فرمادین عطاء بھی شہید ہوئے۔

(۳۱) حضرت ابو بہالی سید نظام الدین سلطان المشائخ کے طرز اور عادات

پر نکتہ چینی کیلئی۔

(۳۲) حضرت مولانا شاہ عبدالقدوس تلگوی کو بعد عنی کا خطاب پا لیا جانانکہ ان کی حقانیت و ریاضت کا زمانہ معترف ہے اور برگزیدہ اور خدار سیدہ جانتا ہے۔

(۳۳) مناقب زافیہ میں مولانا نظام الدین صاحب فرنگی محلی نے لکھا ہے کہ حضرت شاہ سید عبدالرزاق صاحب بانسوسی قدس سرہ الفخر نبی پر بھی لوگوں نے نماز کے متعلق اعتراض کیا۔

(۳۴) جانب شاہ نیاز احمد صاحب بریلوی علیہ الرحمۃ پر معتبرین نے نظر والحاد کا الزام لگایا۔

(۳۵) شاہ عبدالرحمن صاحب صوفی موحد لکھنؤی کو ماسدوں نے معاذ اللہ زندیق کہا۔

(۳۶) شہید فی بسیل اشد مولانا سید امیر علی صاحب جو مولانا شاہ عبدالرحمن صاحب کے خلیفہ اور نہایت زادہ اور پرہیزگار عالم تھے مگر وہ بھی علاز طواہر کے پنجے سے

نہ بچے۔ چنانچہ سلطنتی سعد اشتر صاحب نے اس بے گناہ کے قتل کا نتوی دیکھ عشرہ حرم میں آپ کا  
سرہنومان گڑھی سے بینے پر جو حاکم لکھنؤ میں لانا چاہا۔  
گریجو ی خیال کیا جائے کہ حضرات صوفیہ ہر شیخ عشق اور بادشاہ نوحید میں مسرور  
رہتے ہیں اور ان کے بعض عادات اور ارشادات پر علمائے طواہر معرض بھی ہیں  
اسے ہی الف شریعت، گھر ان کو مرتد ملک کا فرا اور لامذہب کہتے ہوئے تو یہم ناظرین  
کے اطمینان کیوں اسے اب اس گروہ صوفیہ کے چند مقصد حضرات کے اسماء گرامی  
نگارش کرنے ہیں۔ جن کا مدار شریعت ظاہری پر ہے اور اتباع سنت کے غلاف  
وہ تدم بھی نہیں رکھتے۔ اور علاوه ہدایات روحا نیت اور حقائقیت کے اُن کو علوم  
ظاہری میں بھی کمال تھا۔ اور ان کے تحریر اور تقدیس کا عمل از طواہر کو بھی اعزاز ہے  
گرام کے علمائے معاصرین نے اُن کو بھی نہیں چھوڑا۔ اور کافر اور زندیق کا خطاب  
درجت نہ رکھا۔

(۲۷) چنانچہ حضرت شیخ احمد سرہنڈی مجدد اف تال علیہ الرحمۃ جو آج  
حضرات نقشبندیہ کے پیران عظام میں ہیں اور آپ کے فیضات سے یہ خاندان  
ستفیض ہے اور آپ کے ہدایات اور ارشادات مطابق شریعت و سنت ہو ا  
کرتے تھے گروہ بھی کافر قرار دیئے گئے اور علماء ہی کے لئے سے اس بگزیدہ  
خدائی رشی مبارک لوحی گئی۔ اور گواہیار کے لئے ہیں قید ہوئے۔

و ۲۸ مولانا شاہ ولی اشتر صاحب محدث دہلوی جو درحقیقت اسم باستکے  
شیخ اور جو کا ہندوستان کے شاہ بہر علیا بس شمار ہے۔ اور آپ کا حریم بھی نقشبندیہ  
خواگی نسوان پر بھی بعثت اور گرامی کا الزم اکٹھا کیا۔

(۲۹) حضرت مراجان جاناں خلیفہ الرحمۃ حنفی شہزاد اور حالم تحریر نہ وہ بھی سلاماں توں

کے باقاعدے شہید ہوئے۔

اب پیشہ بھی جاناں اور صاف اور بخوبی ظاہر ہو گیا کہ وہ حضرات صوفیہ  
بھی جن کا مشیح شہریوت اور سنت ہونا معتبر اور مستند طریقے سے ثابت ہے وہ بھی  
علماء ظاہر کے فتویٰ کے الحادہ اور تراویکے میڑا وار ہوئے۔

الحضرت طبقہ اسلام میں نظر غائر سے دیکھا جائے تو کوئی عہد اور کوئی قرن اسی  
زمانی کا جس میں حضرات صوفیہ کرام کے خلاف علماء عظام نے اپنی زبان یا اپنے  
قلم سے کوئی کارروائی نہ کی ہو۔ اور اخواہ صوفی کسی طبقہ اور کسی مشرب کا کیوں نہ  
مگر جب اُس کے نام کے ساتھ لفظ صوفیضم ہوا تو ان کو ضرور ناگوار ہوا۔ اور عینہ اس  
ہو کر یہ تقدیم کفر قدر کفر فرمائے گئے ہم نے تمیلًا یہ خذ نام حضرات صوفیہ کرام  
کے یہاں درج کئے ہیں۔ وہ نہ اس تیرہ سو برس کے اندر چاہ طلب علماء کے کارنامے  
اور ان حضرات کے نام نامی جن پر الحادہ اور کفر کا الزام لگایا گیا ہے اگر تفصیل کیسا تھے  
لکھے جائیں تو ایک ضخمی کتاب ہو جائے۔

یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ ہم نے حصہ قدر نام حضرات صوفیہ کے اور پیشہ تحریر کئے ہیں  
یہ تھوڑی دروٹیں بھی نہیں ہیں بلکہ یہ ان اہل التدریکے اسماء و گرامی ہیں جن کے برکات  
اور فیضات سے زمانہ مستفیض ہے جن کے زبردار عبادات۔ بزرگی اور خانست  
کا سب کو اعتراض ہے۔ اپنے اپنے عہد میں یہ پیشوایے خلق اور سماںے عالم ہوئے  
ہیں اور پڑے پڑے ممتاز ممتازین اور بزرگان دین ان کے حلقة اگوش  
ہیں۔ اور علاوہ اس یافت اور دید کے یہ حضرات علوم ظاہری میں بھی کمال

رکتے تھے۔ ہزاروں کتابیں ان کی تصنیفات سے ایسی ہیں جن کا پڑھنا اور ان کے مفہایں و مطالب کا سمجھنا بھی ہمارے زمانے کے علماء کو دشوار ہے بلکہ تابعین اور شیعہ تابعین کے نام بھی اس سلسلہ میں درج ہیں حتیٰ کہ اصحاب اجڑا اور آل رسول اللہ کے نام بھی اس مختصر فہرست میں موجود ہیں جن کی شان اور بزرگی علم و فضل تحریر و تقدیس کاشاید کسی لو انکار نہ ہوگا مگر ہمارے علماء نظراً ہماراً نے بھی ناخوش رہے۔ اب تک ہر ان مقبولان ہار گاہ احادیث اور صحیحہ ان حضرت صمدیت کا اور لئوں تصور تو معلوم نہیں ہوتا۔ پھر اس کے کہ یہ بگردیدہ خدا طریقت کے پیشوں اور صوفی کے پاک نقیب سے مشہور بہرے تھے اور شاید اسی جرم پر ان کے معاصرین علماء نظراً ہرنے ان کو طرس طرح کی تخلیفیں بھی دیں۔ زندگی میں قید بھی لیا۔ اذاع اذوع انواع فسم کے تشدید بھی کئے۔ پھر بھی یا رے بی خمرتی بھی کی۔ جلا روطن بھی کیا۔ الحاد اور ارتاد کے اڑام بھی لگائے۔ تکمیر کا فتویٰ دیکھ رہا کی کھال بھی کھینچی۔ ان توقیل بھی کیا۔ انکی لاش کو بھی جلا پایا۔

مگر مجبری یہ ہے کہ علمائیں اس ناخوشی کا اعلان نہیں جو شخص خدا نے عزیزی کی خانیت لو سکھے گا۔ تو حیدر حضرت احادیث کی دل سے تقدیق کریگا۔ خدا کی محبت میں ہمہ تن بھروں ہو گا۔ اُس کی لوگ عظمت بھی کریں گے اور اُس کو صوفی اور پیشوائے طریقت بھی کہیں گے۔ اور یہ خلق کی سرداری اس کو خدا کی طرف سے ملتی ہے جس کو کسی کا حسد اور تعصیب مٹا بھی نہیں سکتا۔

لیکن اس سے بھی زیادہ حیرت اور تمہب کی بات یہ ہے کہ علماء نظراً ہماری یہ بسلوک کا شر حضرات صوفیہ کرام ہی کی ذات تک محدود و تہی اور اس عداوت کا جر کچھ نتیجہ ہوتا وہ انہیں مظلوموں کی جان پر گذر جاتا تو بھی غیمت تمامگما نسوس پیسا بھی نہ ہوا کیونکہ

تاریخ کی درق گردانی کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی نفایت کا دائرہ بہت وسیع  
ہے اور نبود و شہرت کے شوق اور جاد پڑتی کی ہوں نے ان کے صفات کی  
آنکھوں پر ایسا سنگین عباب ڈالا ہے کہ یہ اپنی ہی فون کو مارنے لگے اور جن کے  
خزم تحقیق کے یہ خود خوشہ ہیں ہیں۔ اور جن کی تھیف کردہ کتابوں کے  
پڑھنے سے یہ قاضی اور مشتی کہلاتے ہیں اُنھیں پر یاد صاف کیا اور بڑے بڑے  
بڑگ اور تسبیح علماً مستقدمین اور متأخرین کی بھی تھیف کا فتویٰ لکھ دیا۔ اب اُن عالموں  
کی پاک رواییں اگر اپنے ان شاگردوں کی نسبت زبان عال سے یہ کہیں تو یجا نہ ہو گا۔

کس نیا سوخت علم تیراز من  
کہ مردعا بقت نشانہ نہ کرد

آنہذا اہم اُن علمائے معتبرین کے نام نامی کہتے ہیں کہ جنہوں نے اسلام کا  
دنتر درست اور مرتب کیا۔ کلام الٰہی کی تفسیریں لکھیں۔ احادیث نبویٰ کے جمع کرنے<sup>۱</sup>  
میں کوشش کی۔ قالون فتح مرتب فرمایا اور بعض نے حدث بعض نے جمعت الاسلام  
کا القب پایا۔ اور اپنے اپنے عمد میں اسلام کی حمایت اور ایسی ہمدردی کی کہ لوگ اُن کے  
گرویدہ رہے۔ اور آج بھی اُن کا نام عظیم کے ساتھ لیا جاتا ہے ملماں کے معاصر  
نے اُن کو بھی ہمیں چھوڑا۔ اور اُن کو بھی تھیف کا خطاب محبت فرمایا۔ جس کے دیکھنے  
سے حضرات صوفیہ کے طرفداروں کو کسی قدر ضرور صبر آئے تھا اور تمثیلیں گے کہ اس  
تھیف کی بارش کچھ ہمارے ہی پیشہ اُن پر نہیں ہوئی ہے بلکہ ان عالموں کے اسٹاد  
بھی ان کے قدکھر قدکھر کے جملے سے نہیں پچے۔

۱۵) بخانہ امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت علیہ الرحمہ جن کو مسلمانوں کا بڑا گردہ

امام عظیم کتاب ہے اور جن کی تقدیم کو لازم ہاتا ہے اُس تھہر عالم اور سلام انزوں کے عین مقدس اور ابرار شخص کی نسبت لوگوں نے ایسی ایسی ہائی لائیں تھیں جن کا لفظ کرنا بے ادبی ہے۔ بعضوں نے آپ کو حاصل تھیں را یا بعض نے بدعتی بنایا بعض نے کفر کی نسبت کی۔

(۵۱) امام ابو عبد اللہ محمد بن ادیس شافعی علیہ الرحمۃ ایسے یاک اور مقدس امام کو حاصلوں نے اپنے من ابیلیس۔ کا خطاب دیا۔ اور ان کے مرنے کی دعائیں مانگیں۔ اور علا عراق و مصر نے ان پر یہاں تک اعتمام لگائے کہ میں سے دارالہlam تک ایسی بے حرمتی سے تید کر کے بیجے گئے کہ ہزاروں آدمی ملاست کرتے اور گالیاں دیتے جاتے تھے اور آپ ان کے حلقوں میں سر جھوکائے ہوئے تھے۔  
(طبقۃ الکبریٰ)

(۵۲) امام مالک بن انس علیہ الرحمۃ کیسیں سال تک جمعہ اور جماعت کے لئے باہر نہ بخواہ اور ایسی ذلت سے قید کئے گئے کہ جس کے سخنے سے بدن میں عشم پڑتا ہے اور اس بیدردی سے آپ کی شکیں باندھی گئیں کہ باغھ بارزو سے اُکھڑ گیا۔ پھر اونٹ پر سوار کئے گئے اور کھا گیا کہ اس سُنّہ کی صحت کا اقرار کریں۔ جسے وہ دل سے غلط جانتے تھے۔ آخر امام نے اونٹ پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ جو مجبور جاتا ہے وہ جانتا ہے اور جونہ جانتا ہو جائے کہ میں مالک بن انس ہوں اور صاف کتا ہوں کہ طلاق المکرر لیس نہشی ہے۔ اسپر شتر کوڑے مادے گئے اور قید کئے گئے۔

(طبقۃ الکبریٰ)

(۵۳) امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ کی مصیبت سنو کہ انھما میں میں تک

وہ قید رہے۔ اور بھاری کھادی زنجیریں اُن کے پاؤں میں ڈالی گئیں اور مجلس میں  
بُکسے جلتے تھے اور لوگوں کو طماںچہ مارتے تھے۔ اور سندھ پر حکومت کرنے تھے۔ اور  
شام کو قید خلنسے نکالے جاتے اور کوڑوں کی ماراں پر پڑتی۔ اور مارنے کے بعد  
اُن کے سُرین سے گوشت کی بُٹیاں اور چمڑہ نوچا جاتا۔ ابن داؤد حفظہ اللہ علیہ کی طرف  
سے مناظرہ کرتا تھا وہ امام موصوف کو گراہ اور بعثتی تھتا تھا۔ چنانچہ عرصے تک  
خالقین مناظرہ کرتے رہے ہیں تک کہ خلیفہ گھبرائیا۔ اُسوقت ابن داؤد نے کمال  
اسے امیر المؤمنین آپ ان کو قتل کیجئے ان کا خون ہماری گردان پر ہے۔ اسپر خلیفہ  
اس قدر طماںچہ مارے کہ آپ کو غشن ہلکیا۔

(طبقۃ الکبریٰ)

(۵۳) امام محمد بن سعیل بخاری جنہوں نے احادیث رسول اللہ کے جتنی کرنے  
یعنی زندگی کو روشن کر دیا۔ اور جن کو آج تک سب عزت کی نظر سے دیکھتے ہیں  
وہ باک امام خارج البدر لیا ہیا۔ (طبقۃ الکبریٰ)

(۵۴) امام نسائی حدیث مسجد میں شہید کئے گئے۔

(۵۵) علامہ عبدالکریم شہرستانی جو علامہ ابوالقاسم کے شاگرد اور حدیث  
سماعی کے فن حدیث میں استاد تھے۔ ان کے معاصر علمار نے ان پر الحاد کا گمان  
کیا۔ (طبقۃ الکبریٰ)

(۵۶) ابن خازنؓ بایں تحری رامات زندیق قرار دیے گئے۔ (طبقۃ الکبریٰ)

(۵۷) شیخ ابوالوزین مغربی بحرم زندگہ جلاوطن کئے گئے۔ (طبقۃ الکبریٰ)

(۵۸) شیخ عزیز الدینؓ بن عبد السلام ہبھی کفر کے الزام سے نہ پکے۔ (طبقۃ الکبریٰ)

- (۹۰) شیخ الاسلام افی الدین اگھر سے لوگوں نے مدرسہ کیا۔ (طبیقة الکبریٰ)
- (۹۱) حضرت فخر الدین عراقی بھی ہنگام مشورہ ہوئے۔ (طبیقة الکبریٰ)
- (۹۲) سید علی بن الفارض کی نسبت بھی لوگوں نے انکار کیا۔ (طبیقة الکبریٰ)
- (۹۳) ابو الحسن شاذلی علیہ الرحمۃ کوئی اُنکے رفقا کے ملک مفرجت کے نکالا۔ اور کہندہ کہ  
لکھ بھیجا کر عذر پڑیں اُن ایک مغربی زندگی پر پڑے گا جبکہ ہم نے نکال دیا ہے اُسے  
ٹھنے سے پر بہتر کرنا چاہیے۔ چنانچہ جب امام موصوف اسکندریہ پر پڑے تو دیکھا کہ  
وہاں کے لوگ ان کو گالیاں دیتے ہیں۔ (دیکھو طبیقة الکبریٰ)
- (۹۴) شیخ ابو الحسن اشعری جو طبقہ اہل سنت کے مشہور امام اور معتبر عالم  
ہیں مگر ان کو بھی الحاد کا الزمام لکھا اور کافر کہا۔ (طبیقة الکبریٰ)
- (۹۵) حضرت ابو نعیم اصفہانی مصنف کتاب حدیہ اور طبقات کو اہلیان  
اسفہان نے خارج البلد کیا (طبیقة الکبریٰ)
- (۹۶) شیخ محی الدین ابن العزیز علیہ الرحمۃ کو امام الموحدین اور کبریٰ تحریر  
اور اسی اغضم اور شیخ الطائفہ کہتے ہیں۔ مگر ایسے جذیل القدر اور ممتاز عالم کی تکفیر  
کا نتویے عالموں نے لکھدیا۔ چنانچہ مولانا عبد الرحمن جامی سنپنی کہتے ہیں  
نفحات الانس بن عربی کی نسبت لکھا ہے کہ۔

”شیخ تدوہ قالمان وحدت وجود است ولہیانے از نقما و علماء ز ظاہر

دردے طعن کردہ اندی“

اور اس کے بعد آپ لکھتے ہیں کہ شیخ رکن الدین علاء الدروہ اہل عربی  
کی نسبت فتوحات مکیہ کے حاشیہ پر لکھدیا ہے کہ ”تحظیہ بلکہ تکفیر رده است“

اور اس قدر عالم کے واسطے فقط تکفیری کا فتویے نہیں ہوا بلکہ حضرات علمائے  
پر فتویے دیا ہے کہ "کُفَّرٌ أَشَدُّ مِنْ كُفَّرِ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى" ۔  
یعنی اُس کا کفر ہبود اور نصاریٰ کے کفر سے بڑھ کر ہے اند اپر بھی مفتی صاحب  
کو صبر نہ آیا تو ان کے تمام گروہ پر تکفیر کا فتویے جامی فرمایا خانجہ ابن قفری  
تفصیلے دینداری کے جوش میں یہ فتویے دیا۔ مَنْ شَكَ فِي كُفَّرٍ طَائِفَةٍ  
ابن عَثَمَةَ فَهُوَ كَا فِرْقَةٍ۔ اور حبیب اپر بھی ان کے دلوں کی آگ نہ ٹھنڈی  
ہوئی۔ تو ان کے کفر میں شک کرنے والوں پر بھی کفر کا فتویے دیدیا۔ اور صاف  
لکھ دیا گیا۔ مَنْ لَمْ يُكَفِّرْ طَائِفَةً أَبْنَ عَثَمَةَ كَانَ لَمْ يُكَفِّرْ الْيَهُودَ وَ  
النَّصَارَى وَمَنْ شَكَ فِي كُفَّرٍ لَذَمَنْ هُوَ مِثْلُهُ فَهُوَ كَا فِرْقَةٍ وَمَنْ  
شَكَ فِي كُفَّرٍ لَذَمَنْ هُوَ مِثْلُهُ فَهُوَ كَا فِرْقَةٍ۔ بعض نے ہر روز دس مرتبہ ان پر لعنت کرنے کو  
اپنا وظیفہ تھہرا�ا۔ ایک گروہ نے ان کے مزار سارک کو مزباہ بول وہ راز بنا�ا۔

(۶۲) حضرت مولانا عبدالرحمن جامی عليه الرحمۃ پر بغداد کے عالموں نے فرض  
کا فتویے دیا۔

(۶۳) امام محمد ابو حامد الغزالی علیہ الرحمۃ کا حال سب جانتے ہیں راجتک  
ان کا لقب جمیل الاسلام ہے مگر یہ حضرت بھی اپنے زمانے میں کافر تھہرائے گئے۔  
امام یاقوبی نے کتاب اہشاد میں لکھا ہے کہ ابن رشد جو بتھر عالم تھا اور قاضی  
غیاض اور دیگر علماء معاصرین نے آپ کی تکفیر کا فتویے دیا اور آپ کی کتاب  
احیاء العلوم کو جلدیا رجہ امام غزالی کوئی خبر ہوئی تو اپنے قاضی کے لئے  
سہ دعا کی چنانچہ اسی دو زدہ مرگ مفاجا ت سے حامم میں مر گئے اور بعض کہتے ہیں

کاظمیفہ مهدی نے قاضی صاحب کے قتل کا حکم دیا مگر بعد اس کے علیل القدر علماء حضرت امام غزالی کے قاتل ہوئے۔ اور اصحاب العلوم کو آپ ذرت سے لکھوا یا۔

(طبقۃ الکبریٰ)

(۶۹) اس آخر زمانے میں شمس الدین امیر لانا شبی نہای ہو مسلمانوں کے پیغمبر دیکھتے۔ اور ہن کی سعی اور کوشش نے ندوہ کو دوبارہ زندہ کیا۔ اور اس کی مالی امدادی میں خایاں ترقی ہوئی۔ دارالعلوم تعمیر کرایا۔ مسلمان بچوں کی مذہبی تسلیم کے واسطے اس پرانہ سالی میں سرگردانی کی تکلیفیں برداشت کیں۔ اس کے محلے میں علمائے ان کو بھی تکفیر کا خطاب مرحمت فرمایا۔

(۷۰) اس کے بعد مولانا محمد عبد البهاری صاحب تکھنیوی جن کی صورت مسلمانوں کی ہے لباس مسلمانوں کا ہے۔ مادات مسلمانوں کے ہیں اور علاوہ علم و فضل کے پہ کمال احتیاط شریعت اور سنت کے پاہند بھی ہیں مگر انکی بھی تکفیر کا نتوءے محض اس جرم پر ہوا کہ آپ انہیں خدام کعبہ کے ممتاز ممبر ہیں۔

غرض اس فقرہ نہست کے دیکھنے سے اسکا اندازہ بخوبی ہو سکتا ہے کہ ہر عہد اور ہر قرن میں علماء طوایہ کے ہاتھوں سے اس شخصی کو ضرر و صدر مہ پڑھا ہے جو اپنی قوم میں ممتاز ہوا۔ اور جس کی عظمت اور بزرگی کی غیر معمولی شہرت ہوئی ہے اسیں نطبقة علماء کی تید ہے۔ نہ حضرات صوفیہ کرام کی خصوصیت ہے جس عالم نے اپنے معاصرین کے خجالات سے بڑھکر کوئی بات

بات زبان سے نکالی وہ ضرور بھڑوں یا مرتد بالحمدیا کافر کیجا گیا اور جس صوفی نے  
تصوف کے مذہبی لطائف اور نکات بیان کئے اور اس کی تخلانیت کا زمانہ  
معتبرت ہوا۔ بس علماء نے ظواہر کو ضبط کیا یا اپنے رہا چاہیے وہ کیسا ہی مقدس  
اور اپر اور برگزیدہ خدا کیروں نہ ہو گی قدر کفرت قدر کفر کرنے لگے۔

ایک ماہ میں تو حضرات فہمانے مکفیر کی پرکشش کردی تھی کہ معمولی  
سمولی بالتوں پر کفر کا فتوے دیدیا اور ادنیٰ ادنیٰ فروع مسائل کی فنا لفت پر  
مسلمانوں کو قتل کر دیا۔ چنانچہ امام ابوضیع علیہ الرحمۃ سے یوسف بن خالد نے  
در تکام سلسلہ پڑھا۔ آپ نے فرمایا کہ واجب ہے۔ بس یوسف بن خالد فقیرہ نے  
اس کے جواب میں کہا کہ کفرت یا البخینیۃ۔ اسی طرح عبدہ مسلمان  
ہاتھ کھول کر نماز پڑھنے پر کافر بھئرے۔ ہزاروں گردن اندکان کا مسح ذکر نہیں  
پڑا رہے گئے جتن قرآن کے مسلمان نے مسلمانوں کے خون کی ندیاں بھا دیں۔  
خلافت اور امانت کی بحث میں شہر دریان ہو گئے۔ اور آج بھی دہلی کیفیت تک  
کہ بے سر و پا ایلام ریگان فقیروں کے ایک فرقہ احالم پوش کو مفتی عزیز الرحمن  
صاحب نے کافر کہدیا اور نکھدیا کہ یہ اون کے ساتھ اخبار تبااط و اخلاق طبخت  
و وداد قطعاً حسرام و ناجائز ہے۔

مگر حن کو خدا نے عقل والصفات کا مادہ دیا ہے اور جو کفر اور ایمان  
کی خیافت کو جانتے ہیں اور حق و باطل کی تیزی کر سکنے ہیں وہ ایسے مفتیوں  
کی ذرہ برابر بھی وقت نہیں کرتے جو نعم کی دس پانچ کتابیں پڑھنے اور ازالہ  
نجاست وغیرہ کے مسائل جان لیں کے بعد مسلمانوں کو کافر کرنے لگتے ہیں۔

اور ان کے دینے ہوئے کفر کے فتوت سے بھروسے داروں کے دل پر کیا اڑکر سکتے ہیں  
کیونکہ مفتی صاحب کا سیاہ کیا ہوا کافذ خدا کا نوشته تو ہے نہیں۔ فایت  
مانی الباب یہ ایک عالم یا چند عالموں کی رائے ہے۔ پھر یہ کیونکہ ہو سکتا  
ہے کہ کسی شخص کے کہدینے سے کوئی مسلمان کافر ہو جائے گا۔ اور ان کے  
فتوے پر خدا اس کو دروغ میں بیجھاتے گا۔

اس فہرست کے دیکھنے سے اور اس کفر والہاد کی بحث سے ایک  
خراب اور نہایت قبیح نتیجہ اور بھی نکلتا ہے جو اسلام کی شان و شوکت  
اور خاص خصوصیت کو بالکل شلنے دیتا ہے وہ یہ کہ مسلمانوں کا یہ عورت  
ہے کہ ہمارے بانی اسلام نے تیس سال کی اپنی مسالی کو شش اور  
جانشانی سے ہم کو توحید کا سبق پڑھایا تابعین اور شیعہ تابعین کی ہمت  
اویضاً سے مغرب سے مشرق تک وحدۃ لا ترکیب لہ کا ذنکر ہجا اور یہی  
عقیدہ ہے کہ قیامت تک توحید اور سچائی کے ساتھ اسلام قائم رہے گا۔  
ملگہ کفر والہاد کے یہ فتوے دیکھنے سے یہ مسلم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے  
یہ دعویے نقش برآب سے زیادہ وقت نہیں بلکہ کیونکہ اول توحضرات  
صوفیہ کرام کا یہ مقدس نزوه جس میں ہر ایک پیشوائے خلق اور بیخاٹے  
خاص و عام ہے اور جن کو اسلام کی روح اور ہاں آہنا چاہیے۔ اور جنکے  
امان اور ایقان میں شک کرنا گویا درود روشن میں وجود افتاب سے انکار  
کرنا ہے اور دوسرا علمائے عظام کا فرقہ ہے جس میں کوئی امام کوی محبت الاسلام  
کے لقب سے مشہور ہے لیکن جب یہ اراکین اسلام اپنے معاصرین علمائے فتوے سے

سے کافر قرار پائے۔ اور علمائے محققانہ حیثیت سے فرد اُفرد اور نامہ بنام ان پر تکفیر کا فتویٰ نے دیا تو پھر اسلام میں باقی کیا رہ گیا۔ یہ لوگ کافر اور محدث عقیل کیا موحد اور ایماندار علامہ انساں سنئے۔

بُنگر نظر فارس سے دیکھا جائے تو حضرات علماء کے انھیں فتویٰوں سے ہے اور پر مذکور ہوئے ہیں عوام انساں بھی شایانا نذر اکرمی ملتے نہ ہیں اور یقین ہے کہ نہ کبھی آئندہ ہوں گے بلکہ یہ کتنا چاہیئے کہ ابتدائے لِمَانِہ اسلام سے اور آج تک جس قدر پیدا ہوئے اسیں اس سر ہوں یا غریب۔ پڑھئے لکھے ہوں یا جاہل اعلیٰ خاندان سے ہوں یا ادنیٰ خاندان سے۔ صاحب شریعت ہوں یا یعنی طلاقت مغرب میں پیدا ہوئے ہوں یا مشرق میں انھیں اکابرین صوفیہ کرام اور الہمہ اسلام کی طرح جو کافر اور زندگی فزار پاچکے ہیں بقول علماء نظواہ مہرب مسلمان کافر اور زندگی ہیں۔ کیونکہ مفتی عزیز الرحمن صاحب نے اپنے اس فتویٰ نے بھی جو احرام پوش فرقے کی تکفیر پر دیا ہے اچھا یہ لکھ دیا ہے کہ جس کی یہ تکفیر کا فتویٰ ہے دیا ہے اُس کے ساتھ ارتبااط۔ اختلاط جنت و داد قلعہ حرام دنا جائز ہے۔ لیکن مفتی صاحب کے اسلاف نے اسکو بہت واضح اور صفات ساونٹ لفظوں میں لکھنے ہے کہ جس مسلمان پر ہم نے کفر کا فتویٰ دیا ہے اُس کے ساتھ اُس کا تمام گروہ بھی کافر ہے اور جو اُس مسلمان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ سماں الشُّرُکُس قدر و سیع اور جامی یہ حکم ہے اور اس حکم سے مفتی صاحب کے اختیارات اور اولو الغرمی کا پورا اظہار ہے کہ لفڑ کا فتویٰ صرف اُسی شخص پر نہیں دیا جو اُن کے خیال میں

کفر کا منزرا وار کھا بلکہ دولوں باغھوں سے تکفیر لٹائی گئی ہے اور بے دھڑک  
 ہر ایک مسلمان کو شرکیپ کر لیا ہے کہ کسی طبقہ اور کسی جمیعت کا مسلمان کیوں نہ  
 اور چاہے کسی زمانے میں وہ پیدا ہو مگر حرب ہمارے دیئے ہوئے فتوے پر ذرا بھی  
 شک کرے گا یا ہمارے نامے ہوئے کافر کے گروہ میں شرکیپ ہو گا تو بغیر تفتیش  
 اور بلا عذر وہ کفر سے مستثنی نہیں ہو سکتا ہے اس کا نام اختیار ہے کہ جنت  
 اور دروزخ پر پورا قبضہ ہے اور خدا کے ان بندوں پر بھی جو قیامت تک پیدا  
 ہوں گے مفتی صاحب حرب نے اپنے ہی زمانے میں ان کا بھی نیعملہ کر دیا اور جنتی  
 اور جنمی ہونے کا پروانہ لکھ دیا۔ چنانچہ حضرت ابن عربی حلیہ الرحمۃ کے مکفر  
 نے اپنے فتوے میں یہ عبارت لکھی ہے۔ مَنْ لَهُ مِيَكْفِرٌ طَائِفَةً أَبْنَ عَرَبٍ  
 كَانَ لَهُ مِيَكْفِرٌ الْيَهُودُ وَالْمُنْصَارُ الْمُنْصَارُ وَمَنْ شَكَ فِي كُفُرِيَّاهُ وَمَنْ هُوَ  
 مِثْلُهُ فَقُوَّكَافِرُهُ وَمَنْ شَكَ فِي كُفُرِيَّهُ مَنْ شَكَ فِي كُفُرِيَّاهُ فَهُوَ  
 كَافِرٌ ۝ لہذا اس فتوے کے مطابق جب کو لاائق مفتی نے بطور کلیہ کے  
 لکھ دیا ہے اور اسی طرح اور اور بزرگوں کی تکفیر رجوع فتوے ہوئے ہیں  
 وہ بھی شرائط بنداء کے ساتھ مشروط ہیں۔ اب اگر تلاش کیا جائے تو اس  
 تیرہ سو برس میں کروڑ ہا مسلمان پیدا ہوئے جن کا شمار خدا ہی کو معلوم ہے  
 مگر شاید مفتی صاحبان کی فرمائش کے مطابق لو ایک مسلمان اور ایماندار نہ  
 ظہر گیا۔ کیونکہ کوئی مسلمان ایسا نہ ملے گا جو ان مقدس بزرگوں سے جن کا ذکر  
 اوپر ہو چکا ہے اور جن کو علمانے علانية زنداق اور کافر کہا ہے محبت اور  
 وداد نہ رکھتا ہوا اور دل سے ان کا متسبع اور آن کے گروہ میں شامل نہ ہو

اور معاوا افشار ان کو کافر بھئنا یا ان کی تکفیر پڑک کرنا لیسا بلکہ ان کو کافر اور زندلیق کہنے والے کو بھوٹا اور کاذب نہ جانتا ہو۔

چنانچہ نظر غائر سے پہنچ حضرات صوفیہ کرام کے مقدس گروہ کو دیکھئے کہ کس کس کو ان سے محبت ہے اور کون کون ان کے گروہ میں شامل اور اُنکی پیروی اور ان کی فلاحی کو اپنا خیر جانتا ہے۔ اور ان کو خدا کا عجوب اور مقبول کہتا ہے یا بقول مفتی صاحب جان ان کو کافر اور زندلیق سمجھتا ہے۔

طبقہ صوفیہ میں بہت بڑا اور قدیم ایک گروہ قادر یہ کے لقب سے ممتاز ہے جس کے پیران عظام میں حضرت جنید<sup>ؒ</sup> اور شبلی<sup>ؒ</sup> ہیں۔ اور جس کو خاص نسبت حضرت عزوت الشفیعین حجی الدین عبد القادر جیلانی<sup>ؒ</sup> سے ہے۔ اور کیسے کیسے مقید بزرگ اور مقدس حضرات اس سلسلہ میں پیدا ہوئے اور ہر عمد اور ہر فرن میں ان کے پاک ہاتھوں پر خدا کے بندوں نے بیت کی اور اُنکے حلقوہ بلوش ہو کر انکو اپنارہنمہ اور پیشوا بلکہ موجودہ تمام عالم سے بزرگ اور بزرگزیدہ چانا اور ایسا کوئی لوشنہ دنیا کا نہ ہو گا جہاں اس حصہ فیض کا سلاطذہ آیا ہوا اور سلسلہ قادر یہ کے بزرادول بزرگ اور عیشماں کے ہم خیال نگزیرے ہوں اور یہ فیض ابتداء سے تائید م جاری ہے اور انشا اللہ عزیز علیہ جاری رسمگام۔

علیٰ ہلکیوہ نقشبندیہ کو دیکھئے جیسیں حضرت شیخ احمد مجدد سرہنڈی ہیں جو گیارہویں صدی ہیں پہلیا ہوئے یہ گروہ بھی قدیم ہے لارڈ بڑے بڑے اہل اور اور دیندار اس خاندان میں پیدا ہوئے جنکے بیٹیمار دست گرفتہ ہر زمانے میں رہے اور آج بھی موجود ہیں اور انشا اللہ آئینہ بھی رہیں گے۔

اب ناکریں غور فرمائیں کہ یہی دو گروہ حضرات صوفیہ کے ایسے ہیں جن کے محب اور جان شاروں کا شمار کرنا خوار نہیں بلکہ غیر ممکن ہے۔ کوئی زمانہ ایسا نہیں ہوا جسیں ان کی حقانیت کی شہرت نہ ہوئی۔ اور کوئی شهر ایسا نہیں جہاں مسلم آباد ہوں اور ان میں زیادہ تر ان حضرات کے کامل الایمان والا یقان ہونے کے مقرا و ران کی بزرگی اور ان کے اختصاص اور تقریباً اشد کے قابل نہ ہوں۔ اور ان کے گروہ میں داخل ہونے کو اپنا فخر اور ذریعہِ سنجات مذکون ہوں۔

بڑا حصہ مسلمانوں کا تو یون مکمل ٹیکا کہ وہ ان صوفیوں کا محب اور ہوا خراہ ہے جن کو خود دیا جن کے پر ان عظام کو علمائے تکفیر کا خطاب دیا گئے ہیں اور صفات الفاظ میں لکھ دیا ہے کہ جوان کے گروہ میں ہے یا ان کی تکفیر میں شک کر رکھا وہ بھی کافر ہے غرض اس قاعدے سے بیشتر مسلمان جو حضرات صوفیہ کے معتقد یا مخلفہ مگوں ہیں یا ان کو کامل الایمان اور خدا کا برگزیدہ جانتے ہیں یعنی معنی صاحبانِ قطبی کافر ہو گئے۔ باقی وہ مسلمان جو مذاق طریقت سے علیحدہ رہے اُن کو سی امام شریعت سے ضرد و سرد کار رہا۔ اور اس امام شریعت کے جانشین اور یہم خیال علمیاً سے ارتبااط و خلاط محبت و داد کو اپنی سعادت سمجھی۔ اور انکو ایماندار جان کر انکی تقدیم کی یا انکی ہدایت پر عمل کیا۔ بلکہ ایک مسلمان بھی ایسا نہ ہو اور امام ابوحنیفہؓ اور امام شافعیؓ اور امام مالکؓ اور امام صبلؓؓ کا مقلد یا معتقد نہ ہو۔ علاوہ اس کے

بعض کو ان کی شاگردی کا فخر حمل ہے بعض ان کی تصانیف تے بھرہ مند ہو کر  
ان کو اپنا محسن جانتے ہیں۔

اس تفصیل سے بتیجہ ہے کہ کوئی مسلمان نہ کبھی اپساتھا اور نہ آج ہے اور  
یقینی آئندہ بھی نہ ہو گا جو حضرات صوفیہ اور ائمہ اسلام سے سردا کار نہ رکھتا ہو  
یا ان سے کیرو دیں شامل نہ ہو۔ اور ان کے الحاد اور تلفیز کا نام منکر اس کو  
ٹیکش نہ آتا ہے اور احمد ابہ بہزادہ مانے کے مسلمان خواہ حضرات صوفیہ کے  
محب خراہ ائمہ اسلام کے درست رہے اور جس قدر مسلمان آج میں جلد  
ہیں وہ بھی کسی صوفی کے صدقہ بگوش یا کسی امام کے منبع ضرور میں تو اپنے  
زینتوں اور پیشواؤں کی نکفیر میں وہ یقینی شک بھی کرنے ہیں اور لازمی  
ہے کہ ان کو ایماندار بھی جانتے ہیں۔ تو منفی صاحبان کے اس مقول کے  
 مقابل کہ "وَمَنْ شَكَّ فِي الْكُفَّارِ فَإِنَّهُ كُفَّارٌ"۔ سب  
مسلمان کا فریخ ہے اور "بر عکسِ نہنڈ نامِ زمیں کا فوریہ" کا مضمون ہو گیا۔  
جس کو من اغظدیں یہیں یہیں کہنا چاہیے کہ آج تک جتنے مسلمان سیدا ہوئے  
اور قیامت تک جس قدر پیدا ہوں گے سب انھیں پاک صوفیوں لی نجت  
ائما اسلام کے اتباع سے کافر ہوئے اور یہ سب ناگرددہ لگناہ مفتیوں کے  
نوتے سے جتنی قرار پائے۔ اور منفی صاحب کے قلم کی ایک جہنم نے جملہ  
مسلمانوں کی سمت کا فیصلہ کر دیا اور قیامت کے دن کے لئے ان بشیمار  
مسلمانوں کے سوال وجہاب حساب کتاب کا جھگڑا نہ باقی رکھا۔ یقول  
قصہ کوتہ کر درند در دسر بیار بود

غرض یہ ناگمانی بلا جب مسلمان پر نازل ہوئی اور دیکھا کہ اچھے بڑے عورت  
مرد کافر قرار پائے اور عملی از طواہ مرکے فتوؤں نے جملہ مسلمانوں کو جنمی بنادیا  
اور تمام عالم میں ایماندار عصقاگی طرح معدوم نظر آئے۔ تو خیال ہوا کہ اسیسا  
نہیں ہو سکتا اور یہ محالات سے ہے کہ کوئی رہا مسلمانوں میں دوچار ایمان نہ  
بھی نہ ہوں۔ اور اگر بھی ملحد اور کافر ہو جاتے تو پھر دنیا میں اسلام کا نام  
اس خصوصیت کیسا تھا کیون پکارا جاتا ہے اس لئے خدا کے یا یہت یا نہ  
مسلمان بھی دنیا کے کسی گوشہ میں ضرور ہوں گے۔

ہست غزر و فلکر کرنے سے معلوم ہوا کہ واقعی ابھی اسلام کا نام پاٹی ہو  
اور چند مسلمان ایسے ایماندار موجود ہیں جو شرک اور بدعت کے انلی ڈشمن  
ہیں اور لفڑو الحاد تؤمن کے نعلہ میں بھی قدم نہیں رکھ سکتا۔ وہ کون۔  
حضرات علماء دیوبند اور اُن کے ہم خیال ہیں جن کا ایمان تمام عالم  
کے مسلمانوں کے ایمان سے کمیں بردا ہے۔

بھم پہ اس تلاش پر خود ناز کرتے تھے کہ ہماری کوشش نے بڑا کام کیا  
اور ایسے مسلمان ڈھونڈھ کر نکالے جن کے ایمان اور اسلام کا مش ر  
نیپیر نہیں۔ علم و فضل میں یکتا تحقیق اور تدقیق میں یگھانہ تحرک کا ہے حال  
کہ بسیدوں کتابیں اردو میں تالیعت کیں۔ تحقیقات کی یہ کیفیت کہ ہبے  
ہڑے دین میھائل میں اکابرین سلف سے اختلاف فرمایا۔ امکان  
کذب، باری تعالیٰ ثابت کیا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم  
کے بے مثلی میں کلام کیا۔ خاتم النبیین کی شرط بے معنی بتائی۔ و سمعت علم

رول پر و سوت فلم ابیس کو ترجیح دی دیغزہ وغیرہ (المعتمدة المستند مصنفہ مولانا  
احمد رضا خاں صاحب بر طبعی)۔

ملا وہ اس کے ان علماء دلیوبند کے جسم لطیف پر کفر والحاد کا دھبہ  
بھی نہیں لگ سکتا۔ اس لئے کہ پر دیندار نہ حضرات صوفیاۓ کرام کے  
معتقدہ نہ علی رسلت کے قائل پھر خدا شخواستہ یہ لوگ ہماری طرح وَمَنْ  
شَدَّ فِي كُفَّيْرٍ مَنْ شَدَّ فِي كُفَّيْرٍ لَا تَعْقَبَ كَافِرٌ كے عذاب میں گیوں  
گرفتار ہوں گے اسی واسطے ان سمجھداروں نے یہ روشن افتیاں کی ہے کہ  
ان کو رسلت صالحین سے غرض نہ صوفیاۓ کرام سے مطلب اور نہ ائمہ  
اسلام کے گروہ میں شامل۔

پس جن مولویوں کے ایسے شائرۃ خجالات ہوں اور جو سر پا  
جمروں صفات دکھائی دیں اور جن کا ظاہر بجلد سے زیادہ سفید اور نوہائی  
نظر آئے اُن کے ایمان اور اسلام میں کون شک کر سکتا ہے گو ان  
ایمانداروں کی تعداد بہت کم ہے کہ ہم اساتھ انگلیوں پر گن سکھتے ہیں  
گلرتا ہم یہ اسلام کے سپوت ایسے مل گئے جسکی وجہ سے اطمینان ہو گیا  
کہ اسلام کا نام صدقیہ عالم سے مٹا نہیں بلکہ اُس کے نام یہاں الہمی باقی ہیں۔  
لیکن فسوس ہے کہ ہم اساتھ گماں بھی غلط ہو اور ایسا غلط ہو اگر  
شیخ چلی کے ھر کی طرح یہ بنا بنایا تھیں ایک آن واحد میں بگڑا گیا کیوں نہ کہ  
بہت عذر اور فرنگ کرے بعد یہ دو چار ایماندار ہمارے ہاتھ کے لئے مگر رسالہ  
المعتمدة المستند مطبوعہ ملکہ، بھری اور اُسی کے ساتھ حسامہ الحرسیں کو دیکھا

وَحِرْتُ هُوَكُی اور بھارا وہ فتحِ نبیال پر علمائے دلیو بند کے ساتھ وابستہ تھا چشم  
زدن میں مثل حرف فلک کے مت لگی۔ اور معلوم ہوا کہ یہ حضرت تو چھپے سترم ہیں  
جو کفر اور الحاد میں پھرے ہی کمال حاصل کر چکے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ معمولی لذم  
اسلام نہیں ہیں بلکہ سند بیان فتنہ کافر ہیں اور ان کے کفر کی سند بھی اسی لوگی  
سند نہیں ہیں جیسا کہ کوئی طویل پھری اور ناپرسان عالموں نے سند دی ہے  
بلکہ ان کے کفر کی سند دار الاسلام سے آئی ہے اور بڑے بڑے مقندر اور  
مشہور مفتیوں نے ان کی سند پر اپنی سریں کر دی ہیں اور یہ سند ہمیں طور پر  
نہیں لکھی گئی ہے بلکہ علمائے دیو بند کو نام بنا میں یہ سند میں ہے اور صمیں  
صرف ان کی تکفیر ہی کا ذکر نہیں ہے بلکہ ان کرواجب القتل بھی ٹھہرا یا ہے  
 حتیٰ کہ ان کے گروہ پر بھی عذاب و تکفیر کا حکم اس سند میں دفعہ حجت کیا تھا  
 تکددیا ہے۔

کہا خدا کی قدرت ہے کہ انھیں علمائے دلیو بند کے ایک خوشہ چین  
نے فقرائے احرام پوش کو کافر اور ملعون بنا یا اور اپنے اُن پیشواؤں  
کی اس مستند تکفیر کو بھایا لیکن من خائن ضعیف کے مصادق ہوئے۔

اگر یہ مشہور مقولہ ہیان اصلاحی کیا جائے تو شاید بے محل نہ ہو گا کہ  
”وَهُرَ فَرَعَوْنَ رَأَوْسَى“ کیونکہ یہ دلیو بند کے عالم خود ساختہ مشریعیت کا ڈنکا  
بھاگ رہے تھے۔ اور جن کی ذاتی تحقیق نے عام مسلمانوں کا لوگیا ذکر ہے خاص  
ہے و عالم رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آله وسلم کی بے مثلی کا قلع و قلع کر دیا تھا  
 حتیٰ کہ یہ لوگ کذب جواب باری ثابت کرنے کا دعوے کر چکے تھے تکڑا نگی

تام قابیت خدا کے ایک مقبول بندے کے ہاتھ سے خاک میں مل گئی۔  
 چنانچہ مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے اپنے رسالہ المعتد  
 المستند میں نہایت تشریع و تصریح کے ساتھ علمائے دیوبند کے عقائد کی  
 تردید کی ہے اور ان کا کفر اور الحاد ثابت کیا ہے اور پھر اس رسالہ کو مفتیان  
 حرسین کے ساتھ پیش کیا اور اس کی تقدیراتی چارسی جس پر کہ مفظعہ اور مدینہ  
 منورہ کے چوتیس عالموں نے بکمال شرح و بسط دیوبندیوں کی تکفیر کا  
 نتیجہ دیکر اپنی مہریں ثبت فرمائیں جن میں سے بعض عالموں کی تحریر کا غلطہ  
 میں یاں صرف اس خال میں لکھتا ہوں کہ اس کا مطالعہ بھی ناظرین کی  
 دلچسپی سے خالی نہیں۔

پہلے مکہ مظہر کے مشہور اور نامی مفتی محمد سعید با بصیر شافعی نے یہ لکھا  
 ہے کہیرے بھائی اور میرے بازو احمد رضا خاں نے اپنی کتاب  
 المستند المستند میں بے دینی کے خلیث سرداروں کا رد کیا ہے پھر قی خبہ  
 لکھتے ہیں کہ ان چند فارغوں کے نام بیان کئے ہیں جو ایسی گراہی کے سبب  
 قریب ہے کہ سب کافروں سے کمینہ تر کافروں میں ہوں (کوہ فہرمن آسفل  
 الکافرین) (حسام المرسین صفحہ ۲۸)

مکہ مظہر کے دوسرے عالم مولانا شیخ ابوالحسن مرداد نے پہلے اپنی  
 تحریر میں احمد رضا خاں صاحب کے بہت اوصاف لکھے ہیں۔ پھر فرمایا ہے کہ  
 وہ دلیلیں جو رسالہ المعتد المستند میں ظاہر کی ہیں جن سے اہل کفر اور الحاد  
 کی جڑ کھرد دالی ہے اور جوان اقوال کا معتقد ہو وہ کافر ہے اور درست نکو

گمراہ کرتا ہے۔ **بِنَ الظَّرَالَتَنِ الْمُضْلَائِنَ**۔ (حاصم الحرمین صفحہ ۱۳۲)

علامہ شیخ صالح کمال تحریر فرماتے ہیں کہ جن کا ذکر کیا گیا ہے وہ  
کافر اور دن سے باہر ہیں۔ **أَوْلَئِكَ هُمُ الْخَايِرُونَ - أَوْلَئِكَ**  
**هُمُ الظَّالِمُونَ - أَوْلَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ - أَوْلَئِكَ هُمُ**  
**الْكَافِرُونَ - أَللَّهُمَّ بِإِسْمِكَ الشَّدِيدِ إِذَا قَاتَلْتَهُمْ**  
**وَمَنْ صَدَقَ آفُوا الْمُؤْمِنُونَ مَا نَبَأْنَ شَرِيكَ يَدِي وَطَوِيلِي** (حاصم الحرمین صفحہ ۱۳۶)

مولانا شیخ علی بن صدیق کمال اس گروہ کی نسبت فرماتے ہیں۔  
کہ۔ **أَلَّهُمَّ أَخْلُّ مِنْهُمُ الْمُلَادَ وَمَمْلَأُ مِنْهُمُ الْمَيَاتَ**  
**وَأَهْدِ كَهْفَهُ لَمَّا هَلَكَتْ مَوْعِدَ وَعَادَ وَاجْعَلْ دِيَارَهُمْ**  
**بَلَاقَعَ وَلَا شَكَّ فِي كُفُرِهِنَّ لَا يَأْخُوْسِيْجِيْلَابِ التَّابِرِ**  
**وَحِزْبِ السَّيْطَانِ**۔ (حاصم الحرمین صفحہ ۳۸)

کلمہ مظفریہ کے ممتاز عالم مولانا سید اسماعیل ابن سید خلیل تحریر فرماتے ہیں کہ جن کا ذکرہ سوال میں رائق ہے یعنی فلامام احمد رشید احمد اور جو  
اُن کے پیرویوں جیسے خلیل احمد رشیدی اور اشرفت علی وغیرہ۔ کاششہ  
فیْ كُفُرِ هِجْرِيْلَجَهْلِيْلِ مَنْ لَا يَشْبَهُهُ فَيَمَنْ شَكَّ بَلْ فَمَنْ تَقْعَدَ  
فِي كُفُرِ هِجْرِيْلَجَهْلِيْلِ مَنْ لَا يَأْخُوْسِيْجِيْلَابِ۔ یعنی اُن کے کفریں نہ شہرہ ہے  
ذشک کی مجال بلکہ جو اُن کے کفریں شک کرے یا کافر کھلے میں تو قف کرے  
اس کے کفریں بھی شہرہ نہیں۔ (حاصم الحرمین صفحہ ۲۲)

مولانا شیخ نا عین مفتی مالکی بن حسین تحریر فرماتے ہیں کہ احمد رضا خاں کے اس  
رسالہ کو میں نے دیکھا جس میں ان انسام گرا ہی کا حال کھول رہا ہے ایسا و  
سے صادر ہوئیں اور وہ اہل فضاد غلام احمد رشید احمد و اشرف علی وغیرہم  
کھلے کافر اور گمراہ ہیں۔ *وَخِلَا فُهْمٌ مِّنْ أَهْلِ الضَّلَالِ وَالْكُفْرِ الْجَلِيلِ*  
(حسام المحرم صفحہ ۶۰)

مولانا علی بن حسین مالکی کی حمد و نوت کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ احمد رضا خاں  
کے وہ اور اسی میں نے دیکھے ہیں ان گمراہوں کے نام بیان کئے ہیں جو ہند  
میں نئے پیدا ہوئے ہیں۔ وہ غلام احمد قادریانی اور رشید احمد و اشرف علی و  
خلیل وغیرہ ہیں جو گمراہ اور کھلے کافر ہیں۔ *وَخِلَا فُهْمٌ مِّنْ أَهْلِ الضَّلَالِ وَالْكُفْرِ الْجَلِيلِ*  
(حسام المحرم صفحہ ۶۲)

علام مفتی جمال بن محمد سین کی لکھتے ہیں کہ میں گمراہ کرنے والوں کے  
اقوال پر مطلع ہوا جو ہند میں اب پیدا ہوئے ہیں ان کے اقوال ان کے  
مرتد ہو جانے کے سو جب ہیں جس نے ان کو سخت رسوانی کا مستحق کر دیا  
اور وہ غلام احمد اور رشید احمد اور اشتیری علی اور خلیل احمد وغیرہ ہیں جو  
کھلے کافر اور گمراہ ہیں (حسام المحرم صفحہ ۶۰)

مولانا عثمان بن عبدالسلام داغستانی سابق مفتی طینہ مفتودہ اپنے  
نوٹے کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں کہ شان الوہیت اور رسالت کا گھٹانی والا  
قاسم نازو توی اور رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انہٹوی اور اشرف علی<sup>۱</sup>  
قحالوی اور جانکا پیر وہ ماؤن پر دبائی اور خرابی حاصل لازم ہو چکی ہے۔

(حسام الحرمین صفحہ ۱۰۷)

مولانا عمر بن محمدان ہر و سی بدنی اپنے فتوے میں لکھتے ہیں کہ احمد بن حنفیا  
کا رسالہ المعتمد المستند دیکھا۔ جن لوگوں کا ذکر ہے ان کے وہ میں اُسے  
کافی پایا پھر اگے فرماتے ہیں کہ الْمَنَّ کَيْ نَبَّقَ فَلَأَشَّقَ فِي كُفَّرٍ هِهِمُ  
وَذُجُّوْبٍ فَتَلَهُهُ عَلَى الْكُلِّ مَنْ يَمْكِّنْ لِيْنِي يَكْفِيْنِي کا فریض اور اختیار  
ہوتواں کو مستمل کرو۔ (حسام الحرمین صفحہ ۱۱۸)

مولانا شیخ احمد مکی مدرس مدرسہ احمدیہ کا یہ فتویٰ دیکھ کر اور زیادہ  
حیرت ہوتی ہے کہ آپ کا مولانا حاجی امداد العرش صاحبؒ مہاجر کے خلافے رشیدیں  
شمار ہیں مگر اس پایان نتھیٰ نے رسالہ المعتمد المستند دیکھ کر اپنے سر ہبھائیوں کے حق  
میں وہی لکھا ہوا ایک عادل اور منصف عالم کے شایان تھا۔ آپ لکھتے ہیں کہ  
وہ گروہ جو نیک لوگوں کی وظیع میں ظاہر ہوتا ہے اور خلق اسرار کو گراہ کرتے ہیں  
اور خساں عظیم کے سبب ہوتے ہیں تو عارف بالقدار امام عزیز ای رحمۃ الشریفے شرعاً یا  
ہے کہ اسیوں میں سے ایک کا قتل ہزار کافروں کے تسلی سے فضل ہے۔

(حسام الحرمین صفحہ ۸۵)

عَلَى إِنْدِرِ جَنَّتِيْنِ عَالَمُونَ نَتَّأْسِيْ گَرْ وَهَ لَیْ تَكَهِّرْ کَا فَتَوَےِ دِيَابِیْ جَبَکَا،  
عَالَمَانِدِ بَاسِ اَوْ نَظَارِیِ شَانِ ثَقاَہَتِ دِیَکَھِ کَرِ ایَانِ دَارِ اَوْ پِرِ ہِیْزِ کَرِ قَسَورِ  
کِیْ تَھَانِگِ اَفْسُوسِ ہَارِمِیْ یَہْ تَجْوِیْزِ ہَا الْکُلِّ غَلْطَنِہَتِ ہَوَلِیْ۔ اَوْ قَطْمِیْ طَوَرِ پِرِ یَا یِسِیْ  
ہَوَگِیْ لَہْ بَهَارِیِ طَرَعِ اَبِ دِنِیَا مِیْ کُولِیِ مُسْلِمَانِ نِیْسِ ہے۔  
اسی طرعِ غفتی عزیز الرحمن صاحبؒ جب احرام پوش فرقہ کو درکھا ہو گا

تو شاہزاد آپ کو شبہہ ہوا ہو گا گہرے ہائیان لوگ ہیں اور یہ اندریشہ گند ما ہو گا کہ ہماری تکفیر پر کسی یہ لوگ خنده زدنی نہ کریں۔ اس لئے فرمادیں اپنے بیٹھ را دضمون کی جنما پر اس فرقہ کو بھی احاطہ تکفیر میں داخل کر لیا۔ ملک مفتی صاحب کی یہ کارنالی چند وجوہ سے قابل تعریف نہیں ہوئی۔

(اول) یہ فرقہ اذلی مردود اور اقبالی کافر ہے کیونکہ یہ فرقہ انھیں کافروں کا معقد اور حلقوں گوس ہے جن کو آپ کے مورث اعلیٰ تکفیر کا خطاب دیجئے ہیں اور دہن شاق فی کفری لا وَمَنْ هُوَ مِثْلُهِ فَهُوَ كَا فِيْضٍ كَا لَكِيْهِ اِسْلَامٌ فَأَنْكَرَ كَيْنَهُ جِئْنَ کہ اس فرقہ پر کیا موقوفت ہے تمام عالم میں کوئی مسلمان آپکو نہ ملے گا بس ایسے اقبالی اور صریح کافر کے واسطے یہ اہتمام اور کوشش بیکاری تھی۔

(دویم) اس حرام پوش فرقہ کو مفتی صاحب نے تکفیر کا خطاب بھی دیا تو ہست معمولی اور ادنیٰ درجہ کے کفر میں شرک کیا ہے اس کو مستحق قتل تجویز کیا ہے اس کے واسطے ہذا ب آخرت کی تشریع فرمائی۔ حالانکہ خود مفتی صاحب ایسے اعلیٰ سپاہی کے کفر میں گرفتار ہیں جس کا ذکر ۱۵۲ صفحہ کی کتاب حسام المحریں میں درج ہے اور خود مفتی صاحب کے خواجہ تاشی مولانا شیخ احمد کی امدادی نے اپنے لستم سے لکھ دیا ہے کہ اس گروہ کے ایک شخص کا قتل ہزار کافروں سے نہیں ہے۔

(سوم) جب مفتی صاحب کا پفتومی حرام پوش فرقہ نے دیکھا ہو گا تو بجاۓ نجح اور فسوس کے لقینی اس کو خوشی اور مسرت ہوئی ہو گی۔

اس لئے کہ بزرگان دین کی سنت ادا ہوئی اور وہی خطاب نصیب ہوا جو اسکے  
بادشاہی طبقت اور پیران طبقت نے اپنے معاصرین سے پایا تھا اس ایسے  
گروہ کو تکفیر کا پروانہ دنیا لا حمل تھا۔

(چہارم) باوجود داشت جدوجہد کے مفتی صاحب کو کامیابی بھی نہیں  
ہوئی کیونکہ اپنے فتوے میں ایسا جزیہ قائم کیا ہے جس میں ہمارا خلاف  
ہے اور فقہ کے ایسے اختلافی مسئلے سے سلمان کو کافر بنا نامفتی صاحب  
ہی کام کھٹا۔ بر پی عقل دلالش پایا گلے یہیست ॥

امداد مفتی عزیز بالحق من صاحب کے اس فتوے کے سماں ہرن سحر  
نقل کرتا ہوئی حالانکہ منا ظراہ کی جیشیت سے نہ زیادہ تنقیح کروں گا اور نہ  
اس کی تردید کی جگہ کو شمشن ہے صرف ناظرین کو اس قدر دکھادیں  
منظر ہے کہ مفتی صاحب نے سلمان کو کافر بنا نے میں ہتھ عجلت فرمائی  
اور بغیر نکھلے بوجھے غض اپنے دہم دخیال پہنڑا دن مسلمانوں کو بے قصور  
تکفیر کی کندھ پھری سے ذبح کر دیا۔ اور مفتی صاحب کی قائم کردہ اس تکفیر کا  
سلسلہ وہاں جائز ختم ہوتا ہے جس کے خیال سے روئیں کھڑے ہوتے ہیں۔

چنانچہ رسالہ الرشید مطبوعہ مطبع قاسمی واقع دیوبند بابت رجب  
سلامہ، تحری کے صفحہ، ۳ میں یہ سوال درج ہے کہ - ما فو لکم آیہ  
العلَّمَاتُ الْكَرَامٰ۔ ایک احرام پوش نفر قم اپنے پیر کی تصویر کو سند پر  
اس صورت سے سجاتا ہے کہ گویا صاحب تصویر بحالت زندگی آرام کر رہے  
ہیں پھر اس کے سلسلے سجدہ کرنے میں یا قد مبوس ہوتے ہیں۔ یہ لوگ

تارک صلوٰۃ ہیں اور تغیر توہہ کرائے طوائفوں کو مرید کرتے ہیں اور ان کی ناجائز آمدی سے اپنی ہر قسم کی ضرورت پوری کرتے ہیں۔ ان کا تمام وقت ہو انکو کے یہاں گذرتا ہے۔ یا یہ لوگ دائرۂ اسلام میں داخل ہیں اور کیا اُنکے ساتھ مسلمانوں کی طرح رسم ملت و استاد رکھنا رست ہے؟

مفتی صاحب نے عبارت مذکورہ کو بطور سوال کے لکھا اور جواب لکھنے کیلئے جب ارادہ کیا تو اور الزامات کو چھوڑ کر صرف دو باتوں کا جواب دیا ہے جو درج ذیل ہے۔

”اب جواب۔ حدیث شریف میں ہے۔  
 لَقَنَ اللَّهُ الْيَمِيقُ دُرَالنَّصَارَى إِنْخَذُوا قُبُونَ رَأْنِيَّا لَهُمْ  
 مساجِدَ - دُرَّ مختار۔ لَوْكَذَا إِمَّا يَقْعُدُونَ نَهَاءَ مِنْ تَقْبِيلِ  
 الْأَرْضِ بَيْنَ يَدَيِ الْعُلَمَاءِ الْعَظَامِ فَحِلَّ أَمْرُ الْفَاعِلِ وَالرَّاضِ  
 بِهِ أَثْمَانٌ لَا تَنْهَى يُشْبِهُ عِبَادَةُ الْوَثْنِ وَهُلْ يُكْرَانُ عَلَى وَجْهِ  
 الْعِبَادَةِ وَالتَّعْظِيمِ كُفْرٌ وَإِنْ عَلَى وَجْهِ التَّحْقِيَّةِ لَا وَصَارَ أَثْمًا  
 مُرْتَكِبًا لِلْكَبِيرَةِ۔ وَفِي الشَّامِيِّ قَالَ الرَّبِيعِيُّ وَذَكَرَ الصَّدَرُ  
 الشَّهِيدُ أَنَّهُ لَا يَكْفُرُ بِوَهْدَ السُّجُودِ لَا نَهَى يَرِيدُ بِهِ الْحِيَاةِ  
 وَقَالَ شَمْسُ الْأَنْمَةُ أَنَّ كَانَ لِتَبَيِّنِ اللَّهِ تَعَالَى عَلَى وَجْهِ التَّعْظِيمِ  
 كَفَرَ وَقَالَ الْقِيمِسْتَانِيُّ وَفِي الظَّهِيرَيَّةِ يَكْفُرُ بِالسُّجُودِ تَمَّ  
 مُطْلَقاً وَفِي اسْرَاهِدِيِّ الْإِيمَاعِ فِي الْسُّلَامِ إِلَى قَيْبَ الْمَكَوْعِ  
 وَالسُّجُودِ۔ ظَاهِرٌ هُوَ كَمَا يَخْلُلُ عَلَمَاءُ الْمُسْلِمَاتِ كَمَا سَأَنْتَ تَقْبِيلُ أَرْضِ

ویپرہ میں ہے اور سجدہ و تعلیمی کو مطلق اس بعلما کفر فرماتے ہیں کہ یہ سجدہ خاص  
باری تعالیٰ شانہ کی ذات کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور فقاویر کے ساتھ یہ معاملہ  
کرونا ایسا ہے جیسا کہ تبور کے ساتھ اور اس پر لعنت وارد ہے پس وہ لوگ  
جو فقاویر کے ساتھ پر معاملہ کرتے ہیں ملعون اور مردود ہیں اور ان کے  
کفر میں اور مرکب فعل شرک و کفر ہونے میں کچھ تردید معلوم نہیں ہوتا۔ اور  
ہر حال ان کے ساتھ ارتباً و احتلاط و محبت و داد قطعاً حرام و ناجائز ہے۔  
مفتي صاحب نے فقہا کے اقوال کا حوالہ دیکر بغیر کسی تردید کے تکفیر  
کا اکم توجید یا۔ اور بظاہر فقہا کے اقوال مذکورہ سے مفتی صاحب نے  
استدلال فرمایا ہے مگر تقویٰ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عربی  
کی عبارت قص نواسٹی اور عوام کے خیالات منتشر کرنے کے واسطے  
لکھی ہے اسی وجہ سے اس کا فظی ترجمہ بھی نہیں کیا گیا اور ذہب تلعیٰ گھل  
جاتی کیونکہ اس لمبی چوری عبارت کا زیادہ حصہ مفتی صاحب کے دعوے  
کے خلاف ہے چنانچہ ایک جملہ کا مطلب یہ ہے کہ سجدہ تحریت کبیرہ ہے  
اور زیلی اور صدر الشہید نے صاف صاف لفظوں میں کہدا یا ہے کہ سجدہ  
تحریت کفر نہیں ہے مگر مفتی صاحب نے شایست صفائی کے ساتھ اس  
پوری عبارت کا مطلب یا فلکا صہ یہ بیان کر دیا کہ سجدہ تعظیمی کو مطلقًا  
سب بعلما کفر فرماتے ہیں حالانکہ یہ صریح علط ہے نہ فقہا کے اقوال مذکورہ  
کا یہ ترجمہ ہے اور نہ سجدہ تحریت کو سب بعلما کفر کر رکھتے ہیں۔

قبل اس کے کہ مفتی صاحب کے اس فتوے کی نسبت کچھ

اور کہا جائے اس کا علم بھی ناظرین لو ہو جانا ضروری ہے کہ رسالہ اور شیدیں  
جب یہ فتویٰ دیکھا گیا اور اس کے بعض الفاظ کی تصریح منظور ہوئی تو  
مفتي عزیز الرحمن صاحب سے بذریعہ تحریر یا استفسار کیا کہ فرقہ احمد  
پرشن، سے آپ کی مراد ارباب کا اشارہ کس گروہ کی جانب ہے۔ اور  
سائل کون ہے۔ اب مفتی صاحب نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا تو  
محمدن مقامات سے مفتی صاحب اور مولوی اشرف علی صاحب سرپرست  
الرسہریزاد حبیب الرحمن صاحب اڈیٹر رسالہ مذکور کے نام اسی مضمون  
کے خطوط پیش گئے لیکن اول الذکر دو صاحبوں نے تو پہنچ کوئی جواب  
نہیں دیا۔ مگر آخر میں اڈیٹر صاحب کا ایک خط آیا جس کا مضمون یہ ہے  
نہ درس سیں آجکل تعلیم ہے۔ مفتی صاحب سے دریافت ہونے  
کے بعد اطلاع دیجا سئی ہے کہ سائل کوئی ہے۔ جہاں تک تھے معلوم  
ہے مفتی صاحب نے عام اسوال کا جواب دیا۔ ان کی مراد کسی خاص گروہ  
یا جماعت سے نہیں ہے۔

لہلول اڈیٹر صاحب جب ہمارے فاضل مفتی صاحب کی مراد کسی خاص  
جماعت یا گروہ سے نہیں ہے تو مفتی صاحب کا یہ فتویٰ خلق اللہ کو کیا فائدہ  
پوچھا گئے تھا اور مفتی صاحب کے ہم خیال یا ایسے عوام الناس جو صرف  
مفتي صاحب کے قدم پلنے کو اپنا فخر اور اپنی بمحاجات کا باعث تھے  
ہیں وہ بیکارے سبب ہمایت مفتی صاحب کس فرقے کو کافراو بلعون  
خیال کریں اور کس گروہ سے ارتباط و احتلال و محبت و داد کو حرام

و ناجائز بگھیں۔

مفتی صاحب کی یہ ہستیان جیلہ نور مفتی صاحب کے مقلدین کیوں اس سطح  
مفسد نہیں ہے تو یادتہ المسلمين اس فتویٰ سے کسی طرح کا آنا ضعیفہ شامل  
گریں یہ تو محل معلوم ہوتا ہے کیونکہ اسی پسلی کا بوجھنا یا اس کو دوسرے  
لفظوں میں یوں کہا جائے کہ مفتی صاحب کے پیشے کے اندر دل اور دل سے  
اندر جو خیال پوشیدہ ہے اُس کو دریافت کرنا اول تو انسان نہیں۔ اور  
اگر تاویلات تھے کوئی رائے قائم بھی کریں تو حفص اپنے وہم و خیال پر ایک  
مسلمان کو بھی کافر کرنا غموض ہے چہ جا نیکیہ مسلمانوں کے لذتیں العدد اور گردہ  
کو کافر اور بیرونِ کھدیا خدا پسند ایمان کو خرابی میں ڈالنا ہے۔

جیکہ مفتی صاحب نے اشاعت احکام دین میں یہ انتیا ظفر مانی کہ  
ہدایت بھی کی تو ایسے اشاروں میں جو تشریع کے محاذ ہیں اور جس کے  
صل مفہوم کو راز سریشہ کی طرح اپنے دل میں پوشیدہ رکھا۔ اور خلق اللہ کو  
صاف صاف لفظوں میں اس بھیت سے آگاہ نہیں کہ وہ کون فرقہ ہے جو  
حرثی کا فریب ہے اور کسی گروہ کی عجت حرماں اور ناجائز ہے تو اب فقر کے  
کسی خاص گروہ کو اس کی ضرورت نہیں رہی کہ وہ دفع ایذام کے لیے  
کو شش کرے۔ میں اس علطہ اور بے بنیاد ایذام کی نسبت جہاں تک  
محکم علم ہے ہا دا دل بلند یہ کہہ سکتا ہوں کہ آج دنیا کے لسمی گوشہ میں کوئی  
فترمہ مسلمان فرقہ کا ایسا نہیں معلوم ہوتا ہے جس کا ہر فرد اکمل اُس  
حکموں سے تصویر پرستی اور تصویر کو معمود۔ سمجھ راس کے آگے سجدہ کرتا ہو

جیسا سوال اسے اپنے سوال میں لکھا ہے اور فرقہ کے اقوال سے جس کی صحیحی  
ذابت فرمائی ہے مفتی صاحب کی یہ صریح غلطی ہے کہ فرقہ کے ایک گروہ  
کی نسبت ایسا لاطائل خیال کیا۔ اور بے شک مسلمانوں کو کافر بنا دیا۔  
حالانکہ قام علماً مستقدمین نے مسلمان کی تکفیر میں کمال احتیاط فرمائی ہے  
مفتی صاحب کے ایک حرام پوش فرقے کی نسبت اپنے سوال میں تو  
اور اور المزام بھی لکھے ہیں مگر جواب میں صرف دو بالوں پر التقا کیا ہے  
اور یہی دو تصویر پابعث لعن اور سبب تکفیر ہٹھ رائے ہیں۔ اول تصویر کا سچانہ  
دوم اس کے آگے سجدہ کرنا یا قدیموس ہونا۔ لہذا اول تو یہ سوال بھی غلط  
اور خلاف واقعہ ہے دوم یہ کہ بغیر کسی ثبوت اور شہادت کے مفتی صاحب  
نے مسلمان کی تکفیر کا حکم دیا جو اصول شریعت کے صریح خلاف ہے۔

قطع نظر اس کے اگر فرض کر لیا جائے کہ ایک گروہ اپنے پرکار تصویر  
رکھتا ہے تو بھی مفتی صاحب کا دعویٰ ہے دلیل اور بے معنی ہے یعنی  
تصویر کا سچانا جو سوال میں لکھا ہے یعنی تصویر کا خش نامی کے ساتھ  
اپنے ہمراں رکھنا اس کے جواز در عدم جوانہ میں گفتگو تو اس حالت میں کی  
جائی کہ مفتی صاحب اپنے اس قول پر قائم رہتے یہیں غضب تھے یہ ہے کہ  
جواب لکھنے کے لئے جب قلم اٹھایا تو تصویر کا سچانا جو عاصم ردود کا  
جملہ اور عام محاورہ ہے اس کے معنی تصویر کی عبادت پر ستش کرنا آپ نے  
افتیا، فرمایا کہ از روئے حدیث۔ لَعَنَ اللَّهِ الَّذِي يُؤْمِنُ مَسَايِّدَ وَالْمَدَارَ مَعَهُ  
إِنْجِدُوا قَبُوْرَةَ آنِبَيَاً يُؤْمِنُ مَسَايِّدَ - یعنی تصویر کو خوشنامی کیا ہے

رکھنے والے کو مثل یہود و نصاریٰ کے مستحق لعن ثابت کیا جو مالک خلاف عقل والصفات ہے۔ تصور کا سمجھانا ہرگز نہ تصور کی پرستش ہے۔ اور نہ اس کو خدا کی لعنت کا سبب کہہ سکتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ مفتی صاحب کے پاس کوئی لغت اُردو کا ہو گا جس میں بھنا بمعنی پرستش کرنا لکھے ہوں گے جب تو مسلمانوں کو بے خوف و خطر آپ سے مردود اور ملعون کحمد یا۔

اور اگر وان بھی لیا جائے کہ تصور کا سمجھانا یہود اور نصاریٰ کی قبرستی کے مثل ہے جو عبادت اور کرتے تھے تو بھی یہ حدیث مسلمانوں کو ملعون مردود نہیں کرے گی کیونکہ یہ حدیث یہود و نصاریٰ کے بارہ میں ہے نہ کسی مسلمان کے حق میں وارد ہے۔

اور بفرض حال یہ بھی قبول کر لیا جائے کہ جو حدیث یہود و نصاریٰ کے بارہ میں وارد ہو ہی حدیث مسلمان کے حق میں بھی دلیل ہو سکتی ہے تو اصولاً یہ کہا جائے گا کہ یہ حدیث خبر و احادیث نہ متواتر۔ اور خبر و احادیث کسی مسلمان کی تکفیر جائز نہیں۔

مگر شاید مفتی صاحب کا مطلب اس تمہید سے یہ ہے کہ شق ثانی یعنی تصور کے آگے سجدہ کرنا یا قدیم بوس ہونا بھی ملایا جائے۔ ورنہ بغیر اس کے صرف تصور سمجھانا نہ پرستش کرنا کہا جا سکتا ہے اور نہ یہود و نصاریٰ کی طرح مسلمانوں کا بہت بڑا تر وہ عرض اس تصور برملعون ہو سکتا ہے۔

چھر اس کی نسبت میں یہی عرض کروز تھا کہ فقروں کا کوئی گروہ اپنے پیر کی تصور کو جسم خدا یا معبود حسینی جان کرنہ سجدہ کر لے ہے نہ قدیمتوں

ہوتا ہے۔ ہاں طبقہ احصارات صوفیہ کرام میں پر کی قدموسی کا ضرور جواب  
ہے لیکن یہ قدموسی تعظیماً ہوئی ہے نہ عبادتی۔ اور ما سوا ہے حضرت  
صوفیہ اکثر نعمتی اسلام اور محمد تھیں عظام نے بھی اس رسلیم کے جواز  
کو قبول کیا ہے۔

چنانچہ حضرت مخدوم سید اشرت جمالگل علیہ الرحمۃ لطائف اشرفی  
میں جواز سجدہ تحریت کی بحث جب اقوال صوفیہ کرام کے حالت سے  
کہ جکے تو پھر آپ نے شرعی اصول سے بھی اس کا جواز ثابت کیا اور فتح کی  
مستند کتاب ملقط سے استدلال فرمایا کہ جواز ایں متنہ رابعہ مسحاب  
روایت شرعی اور وہ اند نی الم��ق - وَيُقَالُ مَا كَانَ سَجَدَةٌ لَهَا  
طَرْفَانِ طَرْفُ التَّحْتَةِ وَطَرْفُ الْعِبَادَةِ فَالْتَّحْتَةُ كَانَتْ  
لِأَدَمَ وَالْعِبَادَةُ يَعْلَمُهُ اللَّهُ تَعَالَى وَيُعْنِي ملقط میں ہے کہ سجدہ کی  
دو قسمیں ہیں۔ تحریتی و عبادتی۔ اس سجدہ تحریت انسان کے واسطے ہے  
اور سجدہ عبادات العدل جلالہ کے واسطے ہے۔

اس کے بعد حضرت مخدوم نے اسی کتاب ملقط سے حضرت ابن  
عباس رضی ایشد تعالیٰ عنہ کا یہ قول نقل فرمایا ہے کہ ॥ قَالَ إِبْرَاهِيمَ  
سَجَدَتْ تَحْتَةَ التَّحْتَةِ بِمَنْزِلَةِ السَّلَامِ كَبَاسٍ وَضَعُونَ الْخَدَّارِ بَيْنَ  
يَدَيِ الشَّيْوُوخِ - عبد اللہ بن عباس نے فرمایا کہ سجدہ تحریت بمنزلہ  
سلام کے ہے اور بزرگوں کی قدموسی کرنے میں مضائقہ نہیں۔

حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ نے جواز سجدہ تحریت شرعی اصول سے

بُر نا بُت کر دیا۔ مگر شاید علامہ امانتی نقیہ کے مقلدین یہ فرماں میں ملقط  
نقیہ کی سنت کتاب تو خود رہے اور ابن عباس کا یہ قول بھی اسوجہ  
کے صبح معلوم ہوتا ہے کہ ملقط میں ہے۔ لیکن ہمدری ہے کہ ایک  
صرفی کی کتاب سے نقل کیا ہے اس لئے قبول کرنے میں کراہیت معلوم  
ہوتی ہے اس کا علاج بجز اس کے اور کیا پوسٹ کا ہے کہ نقیہ کا مسئلہ  
کسی خدا رحیم صاحب کی کتاب سے نقل بھی نہ ہو بلکہ ان کتابوں سے نقل  
کریں جن کے مؤلفین کو تصوف کی ہوا بھی نہ لگی ہو۔

لہذا اب یہ عرض کروں گا کہ چرازِ سجدہ تحریت کا ثبوت نقیہ کی  
سنت کتاب میں بھی موجود ہے کہ تاذ استحبَّتْ دُلَا نَسَانْ سَجَدَةَ  
تَحْرِيَةٍ لَا يُكَفَّرُ كَذَّابٌ فِي السَّرِاجِيَةِ۔ یعنی سراجیہ میں ہے کہ انسان  
کے لئے سجدہ تحریت کفر نہیں ہے۔

علی ہذا فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ تے قال الامام ابو منصور  
رحمۃ اللہ علی اہم اقبال احمد بن حنبل یہ دعی لا کسر ض او آنحضرۃ له  
او طاھارۃ امسأله لَا يُكَفَّرُ كَذَّابٌ فِي السَّرِاجِيَةِ یعنی دُلَا نَسَانْ سَجَدَةَ  
امام ابو منصور علیہ الرحمہ نے کہا کہ جھکنا اور زین بوسی کرنا اور سرخ گردنا کفر  
نہیں ہوتا۔ اگر ارادہ تعظیماً ہو نہ عبادت۔

اور فتاویٰ قاضی فان و صفیر خاں و حصیر خاں و کافی میں ہے کہ  
قال الصَّدِّرُ الشَّهِیدُ مَنْ سَجَدَ لِغَيْرِ اللَّهِ وَمَنْ دَعَ بِهِ الْقِبَّةَ  
دُرُونَ الْعِبَادَةِ لَا يُكَفَّرُ۔ یعنی علامہ صدر الشہید نے کہا کہ سجدہ مساوا

اپنہ اگر تحریت کی نظر سے ہو اور عہادت کے ارادہ سے نہ ہو تو کھڑنیں ہوتا۔  
یہ چند اقوال فتنے عظام کے بھی جو از سجدہ تحریت میں تسلیماً لاقل  
کے ارشد، ان کے متعدد فتاویٰ مجتہدین کی کتب فقہ میں منقول ہیں  
جن کے اعادے کی بیان گنجائش نہیں جن کا اظہار کتب فقہ کے مطالعہ  
سے سخنی ہو سکتا ہے۔

لیکن فاضل مفتی صاحب کا یہ دوسرادعویٰ کہ قریب رکوع بھی  
جھکنا داخل مسجد ہے اور سجدہ مطلقاً لظریفے جس کا استدلال زادی  
سے کیا ہے اسکی بھی تصریح ناظرین کی دلچسپی سے خالی نہ ہو گی اور قریب  
رکوع جھکنا تو کوئی بات نہیں ہے بلکہ انشا اللہ تازیں جھکنا جو سجدہ کامشاہر تر  
ہے۔ بزرگان دین اور صلف صالحین کے صرف اقوال رہی سے نہیں ثابت  
کروں گا۔ بلکہ یہ دکھاؤں گا کہ وہ پاک ہستیاں جن کا نام نامی طبقہ اسلام میں  
سرایہ نماز سمجھا جاتا ہے اور جن کو عالم اسلام اپنا رہنمایا جاتا ہے۔ انھوں  
نے جوش محبت میں اس قدر سرحد بلایا جس کو قریب السجدہ کہا جائے۔ تو بیجا  
نہ ہو گا لیکن مناسب تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی شق اول کی تردید بھی طبع  
اصول شرع کے مطابق کی گئی ہے اسی طرح شق ثانی کی بھی تضیید اصول اُ  
ہی کی جائے۔ تاکہ سلسلہ کے لحاظ سے زیادہ موزوں ہو اور اس کے بعد  
مقدس اور ابرار بزرگوں کے اقوال اور افعال کا حوالہ دوں جن کا تازیہ  
جھکنا کتب مجتہد سے ثابت ہے۔

چنانچہ ہمارے اس دعوے کی تائید میں گو علامے گرام کے اقوال

ستعد موجود ہیں لیکن ان کو عمداً بصراحت نقل نہیں کرتا ہوں اور یہ لفاظ اختصار  
ہدایت مستند عالم کا ایک ایسا فتوی جس کو ناظرین بھی سپند کریں اور اس  
دعویٰ کی تائید کیلئے کافی سمجھیں فاضل مفتی صاحب کے سامنے پیش  
کرتا ہوں۔ وہو ہذا۔

لعبد الله بن احمد بن حنبل سأَلْتُ أَبِي عَنِ الرَّجُلِ  
يَمْسُ مُمْبَرَ النَّبَعَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تَبَرَّأَ  
ذَنَسِهِ وَتَقْبِيلَهُ وَيَقْعُلُ بِالْقَبْرِ مِثْلَ ذَلِكَ سَجَاءَ لَوْاْبَ  
اللَّهِ تَعَالَى - فَقَالَ لَا يَأْسَ بِهِ - كَذَلِكَ الْكِتَابُ الْعَلِلُ وَالسُّؤَالُ -

یعنی کتاب العلل والسؤالات میں ہے کہ امام عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ ہیں کہ  
میں نے اپنے باپ امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص  
بنی الکریم علی اللہ علیہ وسلم کے مہرب کو تبرکات میں کرے اور بوسہ دے اور  
تواب الکریم کی امید پر ایسا ہی قبر مطہر کے ساتھ کرے تو فرمایا (امام احمد بن  
حنبل نے) کہ اس میں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ کو طبقہ فقرہ میں امام  
اکمل ہونے کا مرتبہ حاصل ہے اور تحقیق و تدقیق میں مؤلف زاہدی سے  
برتر اور افضل سمجھا جاتا ہے اسکو نے اپنے اس بیٹے سے جو خود عالم اور فقیہ  
اور امام تبحیحا جاتا ہے جو اب ایہ فرمایا کہ قبر کے بوسہ دینے میں مضائقہ نہیں  
اور یہ ظاہر ہے کہ بوسہ دینے میں روکوئے سے بہت زیادہ بھجننا لازمی ہے اور  
اس بھجنے کی نسبت امام موصوف لے صاف لفظوں میں اجازت دی اور

نہ رہا کہ یہ کا باس بھے تو فاضل مفتی صاحب کا یہ استدلال کہ الہماء  
فی الاسلام ای قریب الرکوع والمسجح عقلان و نقلان باطل ہے۔  
لیکن مفتی عزیز الرحمن صاحب نے اس تعظیم کے عدم جواز سیں جو بعض  
فقہا کے اقوال شامی اور درختیار سے نقل کئے ہیں اور ان سے یہ  
استدلال فرمایا ہے کہ تقبیل ارض خداہ بہ نظر تعظیم ہو یا بخیال تحقیت انفر  
ہے تو مفتی صاحب کا یہ دعویٰ صریح منافی اصول شریعت اور فقہائے  
عقلام کے اجتہاد کے خلاف ہے مگر اس زبردستی کا لکھا علاج ہے کہ  
مفتی صاحب نے ایک احرام پوش فرقے کی نسبت یہ خیال کر لیا کہ اپنے پیر  
کی تصویر کو چھوٹنے کے لئے بھکتا ہے اور رسول محمد بننا بھی آپ کی تحقیق میں  
داخل گھر ہو چکا ہے۔ اسلئے اپنے یہ نادری حکم صادر فرمایا کہ اس کے  
مرنکب افعال شرک و کفر ہونے میں کوئی تردید نہیں۔

فاضل مفتی صاحب کی تحریر سے معلوم ہے ہر تابع ہے کہ آپ کی  
دلی یہ خواہش نہیں کہ کسی طرح تقبیل ارض کو مطلق اکفر اور اس کے  
مرنکب کو کافر بنانا چاہیے۔ چنانچہ اہتمام یہ فرش ما یا کہ محض اپنے قیاس  
پر فقراء احرام پوش کے تشریف العداد اور وہ کو اس انعام کے واسطے تحوزہ  
کیا اور نہایت کشادہ پیشانی سے چند فقہا کے اقوال کا حوالہ دیا یا کہ  
جوش تحریر درختیار کی آٹھ دس سطراں بھی تکھدیں اور اپنایہ کا زانہ  
رسالہ الہ شید میں بھی شائع کر دیا تاکہ عوام الناس دیکھیں اور تحسین  
دا فریض کا ہدیہ پیش کریں۔ اور یہ ایس کا راز تو آید و مردان خپیں کنندہ

کا غلطہ بلند ہوا رہ دیا بند کے عوامِ علم گوش کمیں کم فتنی صاحب کا  
یہ ارشاد سر سے پاتک بالکل صحیح ہے کیونکہ فتویے کا سر نامہ اسی  
صورت کے حروف سے مزن ہے جو قرآن شریف کے حروف کی شکل  
ہوتی ہے۔ ہیئت مفتی صاحب کی کوشش اور دماغِ سوزی کا نتیجہ  
ہے کہ بہت درت کے بعد صوفیوں سے جہنم کا پیٹ بھر آگیا۔

قریب بران مفتی صاحب نے سر نامہ کی عربی عبارت کا ترجمہ بھی خود کی  
فرمادیا کہ "سجدہ تعظیمی کو مطلقاً سب علماء کفر فرماتے ہیں" اب انظرین  
غور فرمائیں کہ پورے سر نامہ کا خلاصہ یہ ہے جو پاسخِ لفظوں میں ادا  
ہو گیا اور اُردو کا یہ ترجمہ دیکھنے کے بعد وہ بے پرواہ یا کم علم جو  
مفتی صاحب کے مقلد ہیں بھر صدّ ثقہ صدّ ثبت کے اور کیا کہہ سکتے  
ہیں۔ ان بیچاروں کو کیا مولیم کہ عربی کی اس مطرّل عبارت کا پورا  
ملحوظ یہ نہیں ہے کہ "سجدہ تعظیمی کو مطلقاً سب علماء کفر فرماتے ہیں"  
جب کوئی سمجھائے تب ان کو اس کی خبر ہو سکتی ہے کہ اس عربی عبارت  
میں کافی اختلاف ہے کہ ایک فقیہ کا قول ہے کہ سجدہ تحریت کبیر ہے  
اور زیلیعی وغیرہ فرماتے ہیں کہ سجدہ تحریت نظر نہیں ہے۔

کیا تما خواہ ہے کہ ایمان تو اپنے بندوں کو خدا مرحمت فرمائے  
مگر مفتی صاحب کا دل جب چاہتا ہے تو زبردستی اس کو چھین لیتے ہیں  
اور جنت اور جہنم کو بنایا تو خدا نے ہے مگر اسپر قبضہ مفتی صاحب کا ہے  
کیونکہ چالے صاحب صاحبیں کے دامنے بھی انھیں کے بزرگِ زمینیہ

پردازہ لکھا کئے اور آن بھی انھیں کے لاکن فرزندِ رحم کو دار و غیر جنم  
کے حوالے کرتے ہیں جیسا کہ بالفعل مفتی عزیز الرحمن نے ایک فرقے  
کے جملہ افراد کو نقلاً کفراً فرمایا کہ ملعون اور مرد و بنا دیا۔

انسوں کہ دنیا میں جس قدر ضرورت کی چیزوں میں قریب قریب سب کی  
قدر و تیت روز بروز بڑھتی جاتی ہے الہ اک مسلمانوں کا ایمان جسکی ہم کبھی  
وقدت نہیں اور نہ آج ہے کہ چھپا پسخ کا کافذ کا لکڑا اور در چار قطرے روشنی  
کے صرف کرنے سے ہزاروں کا ایمان غالب ہو جاتا ہے یا اسکو یوں کہئے  
کہ رسولؐ کی ریاضت اور عبادت اور طرح کی تکلیفیں اُنھیں کے  
بعد کہیں ایماندار ہوئی کی حیثیت بصیرت ہوتی ہے سبکن کسی مفتی نے اگر  
انگماہ گرم سے توجہ کی تو ہزاروں مسلمانوں کا ایمان اور اسلام چشمِ زدن میں  
خاک سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ بیچارے کفر کی زنجیروں میں گرفتار ہو کر نہیں  
بر بادگناہ لازم کے مصداق ہوتے ہیں جس کا نہ کوئی ضمار بدهے نہ قانون  
تہ داد ہے نہ فریاد۔ حالانکہ فرقانِ حمید ایسا قطعی اور مکمل قانون موجود  
ہے اور احادیث بہوی جس کو شرح قانون قدرت کہنا چاہیے مفتی صاحب  
کے پاس ہے مگر معلوم نہیں کہ اُن قوانین میں (معاذ دشمن) کیا نقش ہے  
کہ جب مفتی صاحب ہمارے اسلام اور ایمان کا بنسپلہ کرتے ہیں تو خدا کے  
احکام اور رسولؐ کے فرمان کا نوذر بہت کم آتا ہے مگر ہوتا یہ ہے کہ چند  
عالموں کے اقوال اور قیاسات کا حوالہ دیجیں ہم کو اسلام سے بے دخل کر دیا  
جاتا ہے اور یہ فیصلہ ایسا قطعی سمجھا جاتا ہے کہ جس کا اپیل بھی نہیں ہو سکتا۔

چنانچہ مفتی صاحب نے اپنے اس فتویٰ میں بھی اُسی طریقے سے چند فتاویٰ  
کے اقوال جو سنداً نقل فرمائے ہیں اور جن کی بُنیاد پر مسلمانوں کے کثیر التعداد کو  
پُر تکفیر کا فتویٰ دیا ہے وہ چند وجہ سے عقلاءُ اور لفلاً فلطاً اور بے بنیاد ہے۔  
اول تو عموماً مسلمان کی تکفیر کے راستے اقوال فتاویٰ سے اصل دلال کرنا

اوپر صریح کا ہوا ہے زدنیاشان علم رفضل سے بعید ہے۔  
دوسم خصوصاً اپس اختلاف مسئلہ مسلمانوں کی تکفیر کس پر اسٹے ناکافی  
اور صواب شریعت کے بالکل خلاف ہے۔

سوم فتاویٰ کے اقوال زیادہ قیاس پر بہتی ہوتے ہیں اور قیاس شری  
ممکن ہے کہ خلط بھی ہو کیونکہ فتاویٰ ہمارے واجب التعظیم اور متبصر عالم ضرور ہیں  
لیکن بہتر ابھی اعلیٰ السلام کے معصوم بھی نہیں ہیں لہذا ایک عالم یا چند  
علماءٰ کی رائے سے ایک مسلمان کو بھی کافر کرنا عقل کے خلاف ہے چہ جائیکہ  
اُس مسلمانوں کے بہت بڑے گروہ کو تکفیر کا الہام دیتے ہیں۔

چہارم فتاویٰ مابین اثرساز میں اختلاف ہر پسنسی ایک مسلمان  
نے اگر کسی فقیہ کے خیال کی تقلید کی تو دوسرے فتاویٰ کی رائے سے گو صریح فلافت  
ہو گی مگر اسوجہ سے فیضہ اول کے مقلد کو کافر بخدر پایہ دین نہیں کہہ سکتے۔ اور اگر  
ایسا ہو سکتا ہے تو تمامی اہل اسلام ملزم ہیں کیونکہ ہر ایک مسلم مختلف فتاویٰ کا  
مقلد ہے اس لئے مسلمان کی تکفیر کے راستے وہ دلیل پیش کرنا جس میں ہموز  
فتاویٰ کا اختلاف موجود ہے صریح بے الفضائل ہے جنانچہ مفتی صاحب نے اس  
فتاویٰ میں جداً اقوال فتاویٰ کے نقل کئے ہیں انھیں میں کافی اختلاف ہے۔ اگر

ایک نے سجدہ تجیت کو کفر گما ہے تو دوسرا نے کہا ہے کہ کفر نہیں ہے تفسیر  
 لے کہا ہے کہ کبیرہ ہے مفتی صاحب کی صداقت کا انعام تو اسی سے ہوتا ہے  
 کہ عربی میں تو یہ اقوال نقل کئے کہ سجدہ تجیت کفر نہیں ہے یا کبیرہ ہے مگر حب  
 اور دو میں جس کا خلاصہ فرمایا تو پہنچا کہ مطلقاً سب علماء افر فرماتے ہیں۔  
 چنانچہ اب ہم اس کی صحت کرتے ہیں رخود مفتی صاحب کے استدلال میں  
 سجدہ تجیت کی نسبت چرا ایک فقیہ کی رائے علیحدہ ہے جس کا مسلمان کی تفیر  
 کے واسطے ہیں کرنا منافی شان با جہاد ہے۔

چنانچہ ہے قول کی عبارت کو زیست کرنے کے لئے تقبیل ارض کی دوسریں  
 کی ہیں اور کہا ہے کہ جو تقبیل علی وجہ العبادۃ ہو کفر ہے۔ اور دو میں بوسی اگر  
 بخیال تجیت ہو تو کبیرہ ہے۔ پھر زیعنی دعیرہ کا قول یہ ہے کہ سجدہ تجیت کفر  
 نہیں ہے۔ اس کے بعد قسماً کا قول ہے کہ سجدہ مطلقاً کفر ہے۔ زادہ کی  
 عبارت پڑھ کر کہ سلام میں قریب کوں جھکنا بھی سجدہ میں داخل ہے۔ بالآخر  
 غور فرمائیں کہ ایک فقیہ کی رائے دوسرے کے بالکل فلاٹ ہے مگر مفتی صاحب  
 نے اس کو یہ فرمادیا کہ مطلقاً سب علماء افر فرماتے ہیں۔

غرض سجدہ ہے نظر عبادات کو تو میں بھی کتنا ہوں کہ نظر ارادے کسی کو  
 میں ہا نہ رہے اور نہ کوئی کسی کو کرتا ہے لفتنگو ہے تو صرف سجدہ تعظیم و تجیت  
 میں امداد آپکے پیش کردہ اقوال فقہاء میں صحت کے اختلاف ہو کہ ایک  
 صاحب کی رائے ہے کہ کبیرہ ہے۔ دوسرے فرماتے ہیں کہ سجدہ تجیت کفر  
 نہیں ہے تیسرے کہتے ہیں کہ سجدہ مطلقاً کفر ہے پس ایسے اختلافی مسئلہ ہے

سلمانوں کے ایک گردہ کو کافر لئے کم انصاف اور ایمان کے خلاف  
تو پڑ دیتے ہیں۔

اگر مفتی صاحب یہ فرماتے کہ مجھے مہتممی کی رائے سے الفاق ہے  
اس نے میں حملہ نہ قبیل ارض کو کفر جانتا ہوں تو کسی کو ضرورت نہ ملتی کہ  
اعتراف کرتا اور مفتی صاحب کے تقدیس میں یہ بے الفاعنی کا بد نادھبہ بھی  
نہ لگتا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ مفتی صاحب کو اس حرام پوش فرتہ سے کوئی غافل  
عناد ہے۔ جب تو یہ روشن خقیار کی گئی کہ ترجیح میں بے جا لظرف بھی فرمایا  
اور اس احتلافی سماں سے ہوش شریعت کے خلاف سلمانوں کی تحفیز کا  
فتاوی بھی دیدیا۔

حالانکہ اس مسئلہ میں فقہاء کے مابین بہت بڑا اختلاف ہے جس کا انہمار  
کتب فقہ کے مرطاب نہ سے سنبھالی ہو سکتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کمردہ ہے بعض  
کا قول ہے کہ مباح ہے بعض فرماتے ہیں محرب ہے اور بعض نے مسنون  
کہا ہے لیکن اس کی پوری تفصیل کی ہیاں لجائنٹش نہیں ہے اس لئے ہم  
ہمایت اختصارے ساتھ اپنے فاضل مفتی صاحب و نیزد میر ناظر من کے  
اطیان کی دراسٹی ایسے جیل القدر اور ممتاز فقہاء کا ایک قول نکارش  
کرنے ہیں جس کی مستندیوں میں کسی کو شک شہمہ نہ ہوگا اور یہ وہ ہی  
عالم ہیں جن سے تحریر کا سب کو اعتراف ہے اور جو فقہاء کے سوچدیں اور  
جن کی رائے یہ ہے کہ سجدہ شکر میں کراہت تنزیہ ہے۔

خاتمہ حضرت شاہ عبد القدر دس صاحب لکھری علیہ الرحمۃ ج

علامہ روحانیت اور حفاظت کے علوم ظاہری میں بھی کمال رکھتے تھے اپنے رسالہ الوار العیون فی اسرار المکنون میں جواز سجدہ و تحيۃ کی بحث میں امام غفران اور امام مالک کا ایک قول نقل فرماتے ہیں کہ "باید النسٹ لہ این مسلّم نَحْلَفُ فِيهِ إِسْتَعْلَمْ إِنَّمَا قَاتَ فِي إِشْرَاقِ الْمَذَادِ هِبْ وَلَنْتَلَفِنَا فِي سُجُونِ دِيْنِ السَّكِينِ فَقَاتَ الْبُنُونِ الْحَدِيقَةَ وَمَالِكٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَكْرَهُ دَلَالَكَوْلَى أَنْ لَكَفَصُرْ عَلَى الْحَمْدَ وَالْمُغْلَى". اس سے صاف ہو گیا کہ امام الرضیف و امام مالک رضی اللہ عنہما سجدہ شکر کو مکروہ جانتے ہیں اور اس کی کام بہت تنزیہی کے قابل ہیں۔ اور ایسا ہی تلب سفر السادات میں لکھا ہے۔

اب عور فرمائے کہ جس مسلم میں علاوہ اختلاف فقہا کے جس کو امام الرضیف؟ اور امام مالک؟ مکروہ جانتے ہوں۔ وہ مسلم کسی مسلمان کی تکفیر کو اس طے کی نہ کر دلیل ہو سکتا ہے اور اس اختلاف ائمہ کو مفتی عزیز الرحمن صاحب نے جس عنوان سے پوشیدہ کیا ہے یہ کہاں تک ان کے تحریکے موافق ہے۔

قطع نظر اس کے مفتی صاحب نے جس سجدے کو کفر فرمایا ہے اور جسکی نسبت فقہا کا یہ اختلاف نقل ہوا ہے اور جو موجودہ حیثیت میں بھی کسی مسلمان کی تکفیر کے واسطے کافی نہیں لیکن اب ہم ایک اور ایسا قول نقل کرتے ہیں جس سے سجدہ شکر و تحيۃ کا مستحب ہونا ثابت ہے اور ایسے شہور اور مقدس علماء کا قول لکھتے ہیں جس سے مفتی صاحب شاید انکار نہ کریں گے چنانچہ اسی رسالہ الوار العیون میں اور اسی بحث اور

عبارت کے تحت میں شاہ عبدالقدوس صاحب نے حضرت امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہم کا یہ قول جو سجدہ شکر کے استحباب میں ہے نقل فرمایا ہے۔ وَقَالَ الشَّافِعِي رَأَى مَحْمُودًا يَكُونُ لَا بَلَّا هُوَ مُسْتَحِبٌ۔ اور علاوہ اس صاحب سفر السعادت نے لکھا ہے کہ امام ابو یوسف اور امام محمدؓ کے نزدیک سجدہ شکر مسنون ہے۔

اب ناظرین غور فرمائیں کہ جس سجدہ کو مفتی عزیز الرحمن صاحب نے کھرفرمایا ہے وہی سجدہ امام شافعیؓ اور امام احمدؓ کے نزدیک مستحب ہے اور امام ابو یوسفؓ اور امام محمدؓ کی تحقیق میں مسنون ہے پس ایسا اختلاف نہیں کہ سیلان کی تکفیر کے واسطے کیونکر دلیل ہو سکتا ہے امدا ب ہم بہ آدم بلند عرض کرنے ہیں کہ مفتی صاحب کا یہ فتویٰ صریح عقلاء اور نقلاء غلط اور اصول شریعت کے خلاف اور بے بنیاد ہے۔ نہ سجدہ شکر و تحيۃ سے کوئی سیلان کافر ہو سکتا ہے۔ نہ فقہا کے وہ اقوال جو مفتی صاحب نے نقل کئے ہیں کسی سیلان کی تکفیر کیوں واسطے کافی ہیں۔

اہل یہ ہے کہ سجدہ کی دو صورتیں قائم کیجئے ایک سجدہ عبادت جو خاص خداوند عالم کے واسطے ہے اور غیر خدا کیلئے حرام ہے۔ دوسری سجدہ تخطیم و تحریت یا شکر۔ اسکی نسبت فہمانے اخلاق فرمایا ہے جیسا اور مذکور ہوا یہیں محمد سجدہ سے کوئی سیلان کافر نہیں ہو سکتا جبکہ سبجد کے آرہونے کا یقین نہ ہو۔ اور سیلان کے بارے میں تو امام الجیفۃؓ کا یہ فتویٰ ہے۔ لَا يَكُفَّرُ أَهْلُ الْقِبْلَةِ۔ کیونکہ اہل ایمان تصدیق

قبلی ہے اور جب تک یہ تصدیں انسان کے دل میں باقی ہے تو کوئی فعل سکا  
بینہ و تین اللہ - اُس کو کافر نہیں کرتا۔

مفتی صاحبؒ ایک احرام پوش فرقہ کی عداوت میں یہ فتویٰ ایسا  
تحریر فرمایا کہ جس سے خود مفتی صاحبؒ کے اسلام اور ایمان میں نقصان آتا  
ہے کیونکہ مفتی صاحبؒ کی یہ دریہ دہنی ایک احرام پوش فرقے، ہی تک  
حمد و نہیں رہتی بلکہ اس تکفیر کا سلسلہ ہبت در تک جاتا ہے اور وہ مقدس  
اور ابرار بزرگ بھی اس تکفیر میں شامل ہوتے ہیں جو یقینی خدا کے مقبول اور  
برگزیدہ ہیں اور جنہوں نے خود بھی سجدہ تھیت کیا اور سجدہ تھیت  
کو جائز سمجھا۔

چنانچہ حضرات صوفیہ کرام کے جملہ ملفوظات اس ذکر سے ہجرے  
ہوئے ہیں اور ان کا کوئی سخن ایسا نہ پائیے گا جو اس مضمون سے خالی ہو کر فلک  
مرید عاضر ہوا اور زمین بوسی کی اور بعض ملفوظات میں تو بجا ہے لفظ زمین  
بوسی کے صاف صفات الفاظ میں یہ لکھا ہے کہ اُس نے سجدہ کیا جس سے  
سجدہ تھیت مراد ہے۔ اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرات صوفیہ نے ہمیشہ<sup>۱</sup>  
خود بھی سجدہ تھیت کیا اور دوسروں کے سجدہ تھیت کو بخوبی منظور بھی کیا۔  
اگر اس کو تفصیل کے ساتھ لکھا جائے تو اسکے واسطے کبھی دفتر در کار رہیں  
اس لئے بنظراً خصارہ چند ایسے صوفیہ کرام کے اسماء کی نقل کرتا ہوں  
جن کا سجدہ تھیت کرنا اور دوسروں کے سجدہ تھیت کو منظور کرنا اُن کے  
ملفوظات سے ثابت ہے اور اس کا بھی اہتمام کروں گا کہ ان صوفیہ کرام

کا عالم دون گاجن کا مشاہیر میں شامل ہے۔ اور جن کے نقدس کا سب کو اعتراف ہے اور جو مشاہیر کے خلق بخوبی حلنے ہیں۔ اور اس کی بھی پابندی کروں گا کہ ملفوظات کے مولف بھی وہی لوگ ہوں جن کا خاص اور ممتاز لوگوں میں شامل ہو اور جو خود بھی صاحبِ فتوحات اور برکات ہوں۔ اور جن کو علموم ظاہری میں بھی کامل عبور ہو اور ہمارے مفتی صاحب سے بہت زیادہ فضل حاصل ہو۔ اور محل عبرت ہے کہ اس مقدس گروہ میں سلسلہ صابریہ کے دہ پیرانِ عظام بھی شامل ہیں جن کے حلقة ابگوش ہونے کا خظر فاضلِ مفتی صاحب کے امدادوں کو حاصل ہے معلوم نہیں کہ ہا وجود واقفیت کے مفتی صاحب نے یہ حدائق کیونکر فرمائی کہ جن کے سامنے را نہ کیا۔ اور جن کی تعلیم کی بدولت مفتی صاحب آج دارالعلوم دیوبند کے مفتی ہیں اُن کے رہنمایان راہ طریقت پر یہ کھلا ہوا حملہ کیا۔ اور یہ فضل کو فدا شناسِ محمود مسعود جانتے تھے اور جس پر خود اُن کا اور اُن کے پیرانِ طریقت کا عملدرآمد تھا اُس کو صاف لفظوں میں ناجائز بلکہ کفر قرار دیا۔

لہذا ابتداء اس سلسلہ کی ہم حضرت شیخ العالم احمد عبد الحق رو دلوی قدس سرہ کے حالات سے کرتے ہیں کیونکہ آپ سلسلہ صابریہ کے ممتاز اور مشاہیر نزدیکوں میں ہیں اور اپنے شریعت و سنت میں بھی آپ کو کامل ملحوظ ہوا اور ملفوظ بھی اپکا زیادہ مستند اور معتبر اس وجہ سے ہے کہ جو کو بکمال اصیاط حضرت شاہ عبد القدوس صاحب گنگلہ میں نے تالیف فرمایا ہے جو مشاہیر صوفیہ میں ہیں اور ماسوائے نقدس پاٹنی کے علوم ظاہری

میں بھی آپ کو تجھھا۔ چنانچہ یہ ملفوظ جس کا نام انوار العيون فی اسرار المکنون ہے اور جس میں حضرت مخدوم روڈلوی کے حالات اندرا اتفاقات مندرج ہیں اسکا لہر ورق شاہد ہے کہ جب مریدین حاضر ہوتے تھے تو حضرت مخدوم کے آگے سر پر بکاتے تھے۔ اور سجدہ تھیت کرتے تھے جس کو شاہ عبدالقدوس صاحب نے اس تفسیر کے ساتھ لکھا ہے۔ تو مریدان حضرت شیخ العالم قدس سرہ پیش حضرت شیخ العالم سرپیش می آور دندوہ سجدہ پیش می رفتند دلیل ہستہ بھی ان اہتراء ای حال چہ جمال می دیدند و مستفرق آئی گی کشند۔ و امر دزہمال صفت مریدان حضرات شیخ العالم راجاری سست کہ پیش قبر حضرت شیخ العالم و پیش صاحب بھادہ سرپر زمیں می نہند و سجدہ می کشند اگر در ظاہر تھنہ میں است ناما در باطن مسحور است وجواب ایں بو خنوع تمام در فن ارادت لگتہ شدہ است شافی دکافی خواہد بود اذ الشفاعة (ر انوار العيون صفحہ ۲۹)

الآن ایں کی اس عبارت سے مریدین و حاضرین بارگاہ حضرت مخدوم کا تعظیماً سر جھکانا اور سجدہ تھیت کرنا اور حضرت مخدوم کا آن کی اس عقیدتھنہ کی کو منتظر کرنا تو بخوبی ثابت ہے مگر شاید یہ شبہ ہو کہ خرد حضرت مخدوم نے بھی اپنے پریدستگیر کے آگے سجدہ کیا ہے یا نہیں تو شاہ عبدالقدوس عدهب نے اس کی بھی تفسیر کر دی ہے کہ حضرت مخدوم روڈلوی جب شیخ الشائخ حضرت جلال الدین کبیر الولی صاحبہ بانی پتی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں ضر ہوئے تو آپ نے سجدہ کیا۔

چنانچہ منقول ہے کہ حضرت مخدوم روڈ لوی جب آستانہ پیر رحیم پر خانہ  
بیوئے تو شیخ الشائخ جلال الحق والدین قدس سرہ ایسا دہ بہ آستانہ  
خود مستظر قدم حضرت شیخ العالم قدس سرہ بودندہ مادام کہ حضرت شیخ العالم پرسیہ  
در زیر پائے پیر خدا فقاد ند شیخ الشائخ جلال الحق والدین قدس سرہ کا تنظیم  
تکام و پشفقت عظام بدرست کرام شیخ العالم را کنامہ گرفتندہ بہ لطف ظاہر و  
نظر باطن بربان سارک فرمودند کہ اے عبد الحق امر و ز توفیان من باشی۔  
حضرت شیخ العالم قدس سرہ سر برز میں بردنہ وہ اعتراض عبودیت پیو ستلنے  
(الوار العیون صفحہ ۹)

اس عبارت سے صاف ظاہر ہو گیا کہ حضرت شیخ احمد عبد الحق  
علیہ الرحمۃ نے پیر کے آگے سرچکایا اور زمین بوسی کی اور شیخ الشائخ تطب  
الاولیا راحضرت جلال الحق والدین قدس سرہ نے آپ کی اس عبیدت اور  
زمین بوسی کو قبول و منظور فرمایا۔

اکنہ بڑا قد مبوسی اور زمین بوسی کا رواج حضرت مخدوم شاہ سیف  
علیہ الرحمۃ کے سلسلہ میں بھی پایا جاتا ہے چنانچہ حضرت شیخ سعید علیہ الرحمۃ  
خلیفہ حضرت مخدوم کا قصہ ہے۔ کہ جو مخدوم خیراً بادر سید ندہمہ مریدان  
و مستقدان از اطراف و جوانب نی امداد دیا کے بوسی کی کردند۔  
(سبیع سنابل صفحہ ۸)

اسی طرح حضرت سید محمد سپور دار خلیفہ حضرت شیخ نصیر الدین محمد  
چهارغ دہلی کے ذکرہ میں ہے۔۔۔ یکے از خلفاء حضرت مخدوم سید محمد

گیسو دراز ہست قدس سرہ مردے دشمنہ فخول الہبیت عبادت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد  
دران نت کرسید محمد برخداوم شیخ نصیر الدین محمد آمدند - خداونک برسپ سوار بود تربا ز ایشان  
بر پائے خداونم با سه ذرا نہ راز فرمود - فرو تر - ایشان بر سر کم اسپ بوسه ذرا - اگلیسو  
ایشان پر رکاب آؤ گیتہ بود - باز خداوم فرمود - فرو تر - ایشان بز میں بوسه  
ذرا نہ دیکیسو تھچنان آؤ گیتہ ما نہ - خداوم فرمود میر سید محمد شما  
گیسو دراز دارید ۲۸ (بعض سنابل صفحہ ۲۸)

حضرت سید محمد گیسو دراز جو شریعت رسول کے متبع اور پایاندہ تھے  
اُن کا زین بوسی کرنا اور حضرت شیخ نصیر الدین محمد چراغ اسحاق دہلی کا بتا کیا  
زین بوسی کرنا اس امر کی قطعی دلیل ہے کہ پیر کے آگے زین بوسی  
کرنا جائز نہیں بلکہ لازمی ہے اور جس فعل کو مفتی عزیز الرحمن منسوب  
فرماتے ہیں - وہی فعل مریدین اور معتقدین کی ترقی درجات اور فیضات  
باطنی حمل کرنے کا خاص وسیلہ ہے جیسا کہ حضرت گیسو دراز کے اسی  
قصہ میں ہے کہ جب حضرت خداوم نے بار بار فرو تر فرو تر فرمایا تو دیکھنے  
والوں کو بُرا معلوم ہوا کہ حضرت خداوم کو مناسب نہ تھا کہ ایک سیدزادہ  
کے ساتھ ایسا کرتے ہیں سخن سید محمد شفیعہ ذرا گفتگو اے ظاہر بیناں  
شما چہ دانید کہ حضرت خداوم مرانا کجا کشتہ ذرا - ذما کجا دسانید ذرا - چوں بوسه  
بر ران ایشان زدم - عالم ناسوت تمام بر ما تشفت شد و چوں بر پائے مبارک  
ایشان بوسه زدم عالم ملکوت کشف شد - و چوں بوسه بر سر اسپ زدم  
عالم جزو ت کشف شد - و چوں بوسه بر زمیں زدم عالم لاہوت کشف  
شد ذکر قتفنڈ کہ حضرت خداوم دریک لحظہ کار مرابہ تمام رکسانید ذرا - و مردم ظاہر ہیں

ایں را الہانت تصور کر دند۔“ (سیمین سابل صفحہ ۱۹)

علی ہذا حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر علیہ الرحمۃ نے رطائف اشترنی میں جہاں سجدہ صحیت کی بحث فرمائی ہے تو سند اپنے مخدوم حضرت شیخ نصیر الدین محمود دہلوی چراغ دہلوی قدس سرہ کا پا تصریح کیا ہے کہ ما حضرت مخدوم نبی پُریں از نماز بھروسہ و حملوں اعیاد عودی کر دزد خلافت اندرہ سرد تقدم ایشان می آور دند و سرما کہ در پاۓ ایشانی سرفراز میں شدند بر زمیں نہادند و سجدہ لی گردند۔“

یہ بھی ظاہر ہے کہ اپنا چاہیئے کہ حضرت چراغ دہلوی علیہ الرحمۃ نے زمین بوسی کی نسبت حکم کیا ریا ہے۔ چنانچہ صاحب رطائف اشترنی اور قام فرماتے ہیں کہ حضرت قدرۃ الکبرے می فرمودن کہ چون زیارت تہور در آید از چپائی دخول گند و سہ طراون یا ہفت طواں تک بعدہ سرہ پایاں تبر فرود آور روز۔“

آب یہ دیکھنا چاہیئے کہ خو حضرت شیخ نصیر الدین محمود علیہ الرحمۃ نے بھی کبھی زمین بوسی کی چیز یا نہیں۔ چنانچہ ملموظات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت چراغ دہلوی نے ہمیشہ اپنے مخدوم کے آگے سیر چکتا یا اور زمین بوسی کی بلکہ حضرت سلطان المشائخ کے تامی خلفانے جو علم و زندگی دوسرے دلقوںی و بذل و ایثار و عشق و محبت و ذوق و شوق اور یا اطنی کمالات میں شہرہ آفان نکھلے ہمیشہ قدمبوسی کی اور مخدوم کے آگے سرہ بھود ہوئے۔ مثلاً مولانا آنحضرت مرحوم الدین جو علوم ظاہری میں کمال

بکھتے تھے۔ اور مولانا فخر الدین علیہ الرحمۃ جن کا علاوہ تاجر کے نصاحت اور بلاغت  
یں بھی شہرہ کھفا۔ اور مولانا شمس الدین محمد بن سعیدی علیہ الرحمۃ اور مولانا شیخ  
قطب الدین منو علیہ الرحمۃ اور مولانا حسام الدین ملٹانی علیہ الرحمۃ۔ اور مولانا  
علاوہ الدین پیغمبر علیہ الرحمۃ اور مولانا برہان الدین علیہ الرحمۃ اور مولانا وہیم الدین  
یوسف علیہ الرحمۃ اور مولانا سراج الدین عثمان علیہ الرحمۃ۔ اور مولانا شہاب الدین  
علیہ الرحمۃ اور علاوہ ان کے دہ مریدان سلطان المشائخ جو شرف ارادت اور  
نُقُب سے مشرف تھے۔ اور جن کا شخصیت میں شمار تخلیجیسے خواجہ ابو بکر  
مندہ اور قاضی حجی الدین کاشانی اور مولانا وجیہ الدین پائلی اور مولانا فخر الدین  
اور مولانا فیض الدین اور حضرت امیر خسرو اور مولانا امیر حسن علام شجری اور  
مولانا جمال الدین اور مولانا جلال الدین اور قاضی شرف الدین۔ اور  
مولانا ہماو الدین اور خواجہ مبارک اور خواجہ مؤید الدین اور خواجہ تلمع الدین  
اور خواجہ فضیوال الدین اور مولانا نظام الدین شہرازی اور خواجہ سالار وغیرہ  
بلکہ جملہ مریدین کا یہ دستور تھا کہ جب حضرت سلطان المشائخ کے حضور میں  
حاضر ہوتے تو تقدیر دس اور سرسبجود ہوتے۔ (سیر الادیبا)

اب اس کا بھی انعام حضوری ہے کہ حضرت سلطان المشائخ نظام المحت  
والدین قدس سر فنے اپنے مریدان حقیقت کیش کی اس زمین بوسی کو  
پسند فرمایا ہے۔ اور خود بھی اپنے مخدوم کے آگے سر جھکایا یا نہیں۔  
چنانچہ سنقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ کی مجلس میں اس سلسلہ پر لفتگو ہوئی کہ  
مریدین خدمت مخدوم میں حاضر ہو کر سرسبجود ہوتے ہیں۔ اپنے فرمایا کہ

بیس نے اپنے شیخ کی خدمت میں لوگوں کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے سوجہ  
سے بیس منع نہیں کرتا ہوں (فواہ الفواد۔ سیرالاولیاء)  
اسکے علاوہ حضرت سلطان المشائخ نے اپنی کتاب احتجاجۃ القلوب میں  
اول سے آخر تک یہی لکھا ہے کہ بیس فلاں تاریخ کو خدمتِ نخدوم میں حاضر  
ہوا اور یہ دولت پائے بوسی حاصل شد۔ بلکہ اپنے اس بحدہ تجیخت  
کی اباحت بھی نہیں فرمائی ہے۔

چنانچہ منقول ہے کہ ایک سیاح آپ کی خدمت میں حاضر ہتا  
کہ دحید الدین فریش آئے اور روزین بوس اور سر زیگرد ہوئے۔ مسافرنے  
بغیرِ ظکر کہ ایسا نہ کرو۔ سلطان المشائخ نے اسکو لوں، سمجھایا کہ قاعدہ ہے کہ  
جو حکم فرض ہوتا ہے اور جب فرضیت اُس کی جانی رہتی ہے تو استحباب  
ہاتی رہتا ہے جیسا عاشور کا درزہ گذشتہ اُسنوں پر فرض ہتا مگر جب  
امت محمدی کیلئے نظریت اُس کی غصوڑ پر ہو گئی تو استحباب ہاتی رہا  
علی ہذا اپنی اُسنوں میں باہم سجد کرنا استحب بھا۔ چنانچہ ریاست بادشاہ کو  
شاگرد اُستاد کو اُستی پیغمبر وقت کو جو رو خا و ندر کو سجدہ کرنی تھی۔ جب  
دورِ محمدی میں وہ سجدہ مشصور نہ ہو گیا۔ تو اُس کا وجہ جانا رہا لیکن اباحت  
باقی رہی۔ اور جب کہ یہ سجدہ مہلح ہے تو مبلح کا منع کرنا کامان آیا ہے۔  
(فواہ الفواد۔ سیرالاولیاء)

یعنی حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ بیس بحدہ تجیخت کو اس نے  
منع نہیں کرتا ہوں کہ ہمارے شیخ کے سامنے لوگوں کا یہی دستورِ تعالیٰ پس میرے

منع کرنے سے دو باتیں لازم آتی ہیں۔ ایک تجھیل مشائخ۔ دوسرے تفہیم مشائخ  
(النحوذ بالمشائخ) لا سیر الادولیاء ۲

حضرت سلطان المشائخ نظام الحق والدین قدس سرہ کی اس گفتگو سے  
صاف ظاہر ہے کہ آپ نے مریدوں کا سرزسجود ہونا پسند بھی فرمایا اور خدمتی  
اپنے مخدوم کے آگے سرسجود ہوئے اور سجدہ تھیت کی اباحت ثابت فرمائی  
اما پھر پیران طریقیت کی رضا صندی ایسی وضاحت سے ظاہر فرمائی کہ آپ  
نام بسام لمحنے کی ضرورت نہ رہی۔

علی ہذا حضرت شیخ العالم قطب الاولیاء حلقہ الحجت فرید الحق  
والدین مسعود رنجستہ کی قدرت نے اپنی کتاب فوائد السالکین جسیں خواجہ خواجہ  
حضرت قطب الدین بختیار کاگی ارشی ثم الدہلوی کے حالات اور ملغو طات متعلق  
فرمائے ہیں اس میں حضرت مخدوم کی خدمت میں اپنی حاضری کا ذکر کیا ہے۔  
تو یہی لکھا ہے کہ "زمیں بوس شد م" یا "دولت قد مبوس حمل شد" ۳

اسی طرح شہید الحجت قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار  
کاک نے اپنی کتاب دلیل العارفین میں جماں حضرت خواجہ اجمیری کی خدمت  
میں اپنی حاضری کا ذکر کیا ہے تو اس سے آپ کا زمین بوس اور قد مبوس ہونا  
صاف ظاہر ہے۔

محمدزاد اسرائیل السالکین منہاج العارفین خواجہ بزرگ حضرت خواجہ  
معین الدین حسن سعیری قدس سرہ نے اپنے رسالہ انیس الارواح میں لفتل  
فرمایا کہ شہر بغداد میں حضرت ہنید کی مسجد میں زیارت قد مبوسی حضرت

خواجہ عثمان ہارونی سے مشرف ہوا اس موقعت اکثر مشائع کیا رخداد مدرسی  
میں حضرت تھے۔ جب پیر نے زمین ادب پڑھنی تو آپ نے فرمایا درود رکعت نماز  
پڑھو۔ میں نے حکم کی تقلیل کی۔

اب ناظرین العدالت فرمائیں کہ یہ بزرگان دین جن کے اسماء اگر ای  
نکاش کئے ہیں صرف پیشوائے طریقت اور روحانیت و حقانیت، ہی کے  
معلم نہ تھے بلکہ ان کو علم مظاہری میں بھی کامل عبور کھا اور متین شریعت و  
سنن تھے۔ اور قیمتی مفتی عزیز الرحمن صاحب سے بہت زیادہ مسائل شرعیہ  
سے ماہر اور محقق تھے۔

اور ان کے حالات اور ارشادات سے نہ صرف مخدوم کے آگے سرحد  
اور زمین بوسی کرنا ثابت ہے بلکہ تبر بوسی اور مخدوم کے آگے سرحد بونے کو  
سنن مشائخیں فرمایا ہے۔ اور اس زمین بوسی کو حصول فیضان الہی کا وسیلہ  
بنایا ہے اور سر بر زمین خداون کا مبارح ہونا ثابت کیا ہے اور بر عکس اس کے  
ہاتھے فاضل مفتی صاحب نے فرمایا ہے کہ قریب کورع بھکنا داخل سجدہ  
ہے اور سجدہ مطلقاً کفر ہے اور فاصلہ سجدہ تعلیمی کو کافر کرد یا معلوم ہوتا ہے  
کہ سجدہ تعلیم و تجیت کے یہ زور و اسرار سے جس قدر واقعیت مفتی صاحب  
کو ہے تامی بزرگان دین اور سلف صاحبیں کو نہ تھی۔

مفتی صاحب نے ایک احرام لپوش فرقہ کی آڑ میں گویا اُن تامی  
مقدس اور ابرار بزرگوں کو (معاذ باللہ) کافر قرار دیدیا ہے جو سجدہ تجیت  
کو مبارح اور سنن پیران عظام چانتے ہیں۔ معلوم نہیں کہ مفتی صاحب نے

اس تکفیر عالم کو باعثِ ثواب سمجھا ہے۔ یا بزرگان طریقت سے خاص عداوت ہے جو اس پیرایہ میں ان کی تکفیر اور توہین پر آمادہ ہو گئے۔

علاوہ اس کے جن مقدس اور امداد بزرگوں کے نام نامی اس مختصر فہرست میں درج ہیں ان کو رکن دین کہا جائے۔ توبے جانہ ہو گائیونکہ انکی ذات سے خیر و برکات کے پتھے باری ہوئے ہر طبقہ میں ان کا احترام کیا جاتا ہے اور ان کی عظمت کا تریب قریب سب کو اعتراف ہے اور چونکہ ان کے اقوال و افعال لامن تمسک تقليد میں اس لئے ہم ہاؤ از بلند کمہ سکتے ہیں کہ پابوسی شیخ ہمارے واسطے کم سے کم مبارح اور مستحب تو فخر ہو گی۔

لیکن شاید فاضلِ فقیٰ صاحب یہ فرمائیں کہ جن صوفیوں کا تم نے حوالہ دیا ہے یہ ممتاز اور محترم تولیقینی ہیں۔ ملکمن ہے کہ ہندوستان کے ستم مشرک کا سے متاثر ہوئے ہوں گیونکہ ایک صاحب توہینیشہ رو دوی (شریف) میں ہے جو احمد صیا کے قریب ہے۔ دوسرے صاحبے جو گلی جیپال کے سکن اجیر (شریف) میں بود و باش اختیار کی۔ اسلئے صحبت ہمسایہ کا ان کے خیالات پر گمراہ شہوا کے خود بھی قدموسی کی اور اپنے طالبین کی قدموسی کو قبول و منتظر نہ رہا۔ اگر علماء قسطانی کے قریب ہماری میں یہ حضرات رہتے تو گھبیزیں ارض کی جانب مائل نہ ہوتے۔

امداد ہم کو لازم ہوا کہ بلادِ اسلام کے ان صوفیوں کا قدموس ہونا ثابت کریں جن کی پاک زندگی سرز میں ہجاز و عراق میں گذری ہوا اور جن کے افراد کو اہل عرب عجم ہنما نے خلن اور مفتادائے عالم جانتے ہوں۔ چنانچا یہیں

صوفیوں کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے اور مستقر کئا ہوں میں انکا ذکر لجراحت  
موجود ہے لیکن تمثیل اچندا سماں گرامی ایسے صوفیوں کے ہم دیکھ رہے ہیں  
جن کو نہ ہندوستان کا باشندہ کہا جا سکتا ہے اور نہ اہل ہند کی صحبت سے  
جن کے خیالات میں تغیر ہوا۔

چنانچہ منقول ہے کہ خواجہ قطب الدین مودود خشتی علیہ الرحمۃ نے حضرت  
شیخ الاسلام خواجہ عبدالغفاری قدس سرہ کی قدیموسی کی جس کو مولا ناعب الدین  
جائی علیہ الرحمۃ نے نفحات الانس میں لکھا ہے کہ سخا جہ مودود باد و ہزار مرید سلاح  
بستہ متوجہ شدندہ در راه ہے شیخ رسید نور حنفی شیخ بر و نے افادہ پیدا کیا  
و بوسہ برپائے شیخ داد

علی ہذا حضرت مجدد الدین بغدادی علیہ الرحمۃ نے اپنے پیر حضرت شیخ الدین  
کبریٰ کی قدیموسی کی چنانچہ نفحات الانس میں ہے کہ شیخ مجدد الدین در قدم شیخ افتاد۔  
اوی شیخ عراقی نے بھی حضرت خواجہ ہاؤ الدین زکریا ملتانی سہروردی  
علیہ الرحمۃ کی قدیموسی کی جس اوصاب نفحات الانس نے لکھا ہے کہ شیخ عراقی نے  
خطوت میں جب پر غزل لکھی کہ ”عراقی راجحا بہ نام کردند“ تو مذوم نے فرمایا کہ اب  
نمکاری نیکی ہو گئی۔ پیروں آئے۔ برآمد و معدر در قدم شیخ نہاد۔ و شیخ بدست مبارک  
خود سراور از خاک برداشت

اور حضرت خواجہ ابوالاحمد ابدال علیہ الرحمۃ نے جن کا شہر ۵۵ ساہی  
ہوا حضرت ابو اسحاق شافعی علیہ الرحمۃ کی قدیموسی کی چنانچہ نفحات الانس میں  
ہے کہ خواجہ ابوالاحمد ابدال اپنے والد کے ہمراہ شکار کو ٹکے لئے راہ میں جدا ہی

پڑھئی۔ اور حضرت خواجہ موصوف نے دیکھا کہ ایک پتھر پر جال اللہ  
بیٹھے ہیں اور آن کے درمیان میں ابواسحاق شافعی ہیں۔ ”حال بر وے  
بگشت ازا سب فرود آمد و در پائے شیخ المذااد۔ و است پ صلاح ہر چہ  
داشہ بگذاشت و پسیمہ در پو شید و با ایشان روان شد“

اور حضرت خواجہ ابواسحاق شافعی علیہ الرحمۃ کے حالات میں منقول  
ہے کہ ”خواجہ در خانہ علودینوری آمد و پائے بوس گرد“ (ذیقع سنابل صفحہ ۲۱۵)  
علی پڑا حضرت خواجہ بہشاد علودینوری قدس سرہ کے حالات میں لکھا  
ہے کہ حمد اشارت خضر علیہ السلام حضرت خواجہ بسیرہ بصری کے مکان  
پر گئے اور سر بجود ہوئے اور حضرت خواجہ نے شفقت فرمائی جس کی صل  
عہارت یہ ہے یہ علودینوری بھی یہ اشارت درخانہ بسیرہ بصری آمد و سر  
بر میں نہاد۔ شیخ بسیرہ بصری نظر بر شیخ علودینوری کر دو گفت بیا اے  
علودینوری کار تو ہمیشہ علودینوری اسست“ (رسیع سنابل صفحہ ۱۲۷)  
ایک صاحب عقیدت نے حضرت ابراہیم ادھم علیہ الرحمۃ کے پاؤں  
پر سر جھکایا اور اپنے منظویں نہایا۔ (تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۶۹)

خرد حضرت ابراہیم ادھم بنی قدس سرہ کا حال سننے کا بھی حضرت  
خواجہ نفیل عیاض قدر مسروکی قدم بوسی کی اور حضرت نفیل خوش ہئے  
چنانچہ منقول ہے کہ ”ابراهیم ادھم در غانقاہ نفیل عیاض آمد و شرن پائے  
بوس او حاصل کر دی خواجہ لطف۔ یک دفعہ مورد گفت اے ابراہیم بادشاہ  
دنیا بودی بادشاہ دین گشتی پر مقام ماہشیں بخرتہ اشترخ مادر بکنی د

از درویشاں کبائے گر دی ॥ (سبنے سنابل صفحہ ۲۱۷م)

حوم حرم جمال ایندھی اقت اسرار سرمدی حضرت خواجہ مصروف  
کرنی علیہ الرحمۃ کے حالات میں ہے کہ ایک جماعت نے آپ کی قدسیت کی  
او آپ نے قبول فرمایا اگر قدسی منوع ہوتی تو ہرگز آپ رضا مندی نہ ظاہر  
فرماتے کیونکہ آپ علاوہ طریقہ کی سرداری کے عالم تبتھرا و متعین شرعاً بنتی بی  
لئے چنانچہ منقول ہے کہ ایک روز آپ رفقا کے ہمراہ قریب دریائے دجلہ کے  
شریف پیکنے اور شراب خوار فیکی ایک جماعت کو دیکھا۔ رفقانے عرض کیا کہ آپ  
نکے داسٹے بعد عازما ہیے کہ یہ لوگ دریا میں غرق ہوں۔ اہ شاد ہو اکہ ہاتھ مٹاوے۔  
الہما پنے پھافرماں کہ آہی جس طرح انکو دنیا کے علیش میں تو نے خوش کھا ہو عقبی میں بھی  
انکو عیش دخوشی مرحمت فرماء۔ رفقاً مشتمل ہئے اونکھما یا حضرت اسمیں کیا اصلہ ہر  
آپ نے فرمایا تو قوت کرد کہ فوراً آئں لوگوں نے آپ کے اگے سر جھکایا اور توہ کی جسکی صل عبارت یہ ہے  
وَأَلْجِمْ جُولْ شِيخ رَادِيْدَ نَدِرِ بَابِ شِكْسَنْدَ وَخَرِبَ سِخَنْدَ وَگَرِيْهِ ایشانُ فَمَدَ  
وَدَرِ بَلَّهِ شِيخ اَفَمَادَنَدَ وَتَوَبَهَ کَرَدَنَدَ وَشِيخ لَكَتَ دَیدَدَ کَه مَرَادَ جَلَمَ حَاصِلَ شَدَ۔  
بے غرق دبے آنکہ رہنے پہ کسے رسدا۔

(تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۱۴۰)

حضرت خواجہ حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ کا یہ شعر بھی ہمارے دعوے  
کی دلیل ہے۔

بر ز میئنے کہ نشان کفت پائے تو بود  
صالہ مسجدہ صاحب نظر ان خواہ بود

مکہ آپ نے خود مگر کے علاوہ یہ فرمایا ہے کہ جنہیں  
گذرگاہِ خود میں چھٹا حج وید دیا فت وہاں سجدہ کرتے ہیں۔

حضرت شیخ ابوسعید الْجَنْدُوْلِی علیہ الرحمۃ جن کے تحرار و تقدس کا نام  
حضرت ہے انہوں نے ایک رات تندے سے ہے تکرار قدم بوسی کرائی بلکہ اپنے سلنے  
گویا ستر بکوڈ پہونے کا حکم دیا اور اس سر جھکانے کے فوائد بھی بیان فرمائے  
جسکو صاحب سیر الادلیا نے بھی لکھا ہے مگر ہم اس حکایت کو فوائد الفواد  
سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت سلطان المشائخ نظام الحنفی والدین فرماتے  
ہیں کہ شیخ خود از خدمت شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہ العزیز  
کہ دستے شیخ ابوسعید الْجَنْدُوْلِی علیہ الرحمۃ دردرا ہے سواری رفت مگر بدیے  
ہیشیں مدد و آم مرید پیادہ بود۔ وزال الوشق بوسید۔ شیخ فرمود۔  
فرود تر۔ مرید پا کے شیخ بوسید۔ شیخ فرمود فرود تر۔ مرید زانہ اسپ بوسید  
شیخ فرمود فرود تر۔ مرید سُعیم اسپ بوسید۔ شیخ فرمود فرود تر۔ مرید زیں  
بوسید۔ انگاہ شیخ فرمود کہ دریں جہڑا فرمود م فرود تر فرود تر مقصود  
من نہ بوسیدن زمیں بود۔ ہرچہ فرود تر مشدی درجہ تو ہالائے تو  
میشد۔ (فوائد الفواد صفحہ ۲۵)

تبوب ہے کہ جس نعل کو ان مقید را اور ممتاز حضرات صوفیہ کرام  
کے تقدس اور تحریرے جائز اور مبارح بلکہ مفید اور لازمی جانا یعنی خود  
بھی اپنے خود میں آئے سر جھکایا اور دوسروں کے سر جھکانے کو خوشی  
سے ساقہ مشظہ بھی کیا اور بعض نے بتا کیا وہ تکرار اپنے علقہ گبوش کو

سرخورد ہونے کا حکم دیا۔ مگر ہمارے مفتی عزیز الرحمن صاحب کا فضل  
نام جہاں کے عالموں سے بڑھا ہوا ہے اور آپ کی تحقیق بھی جملہ  
تحقیقین کی تحقیقات سے لیا رہ معلوم ہوتی ہے جب تو آپ کا یہ حکم  
ہے کہ سجدہ مطلقاً کفر ہے اور مرتب اس کا کافر ہے اب سوائے  
اس کے اور کیا کہا جائے کہ مفتی صاحب کو جس آسانی سے اس سُلْطَن  
کی تحقیق ہو گئی اور کفر مطلقاً کے اسرار سے آپ بخردار ہو گئے ہو گئے  
شماں بزرگان دن کا علوم طاہری میں بخوبی کام نہ آیا اور اس کی خبر  
ایمان کے فرق کو وہ بالکل نہ سمجھ سکے جس کا تیجہ یہ ہوا کہ لبقوں مفتی  
صاحب اُنکے مرتب فعل شرک و کفر ہونے میں کوئی نہ دنیں ہا۔

(نحوہ بالشعر)

مفتی صاحب کا یہ فتویٰ جس کا دائرہ چینگز خانی فرمان سے  
بھی زیادہ وسیع ہے جس نے بغیر کسی لحاظ اور امتیاز کے ادل سے آخر  
تک قریب قریب جملہ مسلمانوں کو کافر بنا دیا۔ اور یہ حملہ صرف عوام  
الناس یا ایک فرقہ احرام پوش ہی پر نہیں ہو بلکہ ماسوائے عامہ میں  
وہ حضرات جو اسلام کی جان اور مسلمانوں کے سرتاسر ہیں اُن کو بھی  
نہیں چھوڑا۔

مفتی صاحب کا یہ فتویٰ لبقوں الڈیور الرشید کسی خاص  
گروہ کیوں اس طے نہیں ہے بلکہ عام ہے اور واقعی اس کا اندازہ ایسا عام ہے  
کہ موجودہ مسلمانوں کے علاوہ لگندشتہ بزرگان دین کی بھی تکفیر کا اُس نے

حکم دیدہ ہے مگر میں سمجھتا ہوں کہ کسی خاص گروہ کے لئے یہ فتوے  
ہوتا تو ابھا تھا۔ اس لئے کہ وہ گروہ مفتی صاحب کے اس حسان  
کا نشکر یہ تو ادا کرتا۔ اور منون تو ہوتا کہ مفتی صاحب کی معرفت  
دہی خطاب نصیب ہوا جو ہمارے پیشواؤں کو مل چکا ہے۔ اور  
اس کفرگی بدولت ہمارے نتدیم رہنماؤں کی سنت بھی ہم سے  
ادا ہو گئی۔

مفتی عزیز الرحمن صاحب کے اس فتوے کا اخراج اگر حضرات  
صرفیہ کرامہ کی ذات اقدس تک محدود رہتا اور انھیں  
مقبولان ہارگاہ اینہ دی اور معبوبان حضرت سرمدی کو (معاذ اللہ)  
کافر ہنار کر چھوڑ دیا تو بھی غیرت تھا۔ لیکن غلط تو یہ ہے کہ  
اس تکفیر کی رسی دراز ہے۔ اور یہ سلسلہ ابھی اور آگے جاتا ہے۔  
اور ان لوگوں کو بھی تکفیر میں شامل کرتا ہے جو سابق الایمان ہیں  
اور جن کے دلوں میں پڑے اسلام نے اپنا گھربنا یا جن کے ہاتھوں  
سے خدا کے دین کی نشوونما ہوئی۔ جن کو رسول اللہ نے سناروں  
سے مٹا ہے فرمایا۔ جن کے ایمان اور ایقان کی خدا نے شہادت دی  
جو مفتی عزیز الرحمن درضا عنہ کے مهدائق ہوئے۔ مگر مفتی صاحب کے  
اس دام تکفیر سے وہ بھی نہیں چھوٹ سکتے۔ کیونکہ غدر کرنے سے علوم  
ہوتا ہے کہ انہوں نے بھی سر جھکایا اور قدیمہ سی بھی کی جس کوہت  
اخقتار کے ساتھ تمشیل اور نگارش کرتے ہیں۔

چنانچہ مشکرہ میں ہے کہ قبیلہ بنی عبد القیس نے حضور پیر دو قالم  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں کو بھی بو سہ دیا۔ جس میں چینا  
 بقدر سجدہ کے لازم آتا ہے۔ اور مفتی عزیز الرحمن صاحب کے  
 حکم قطبی کے صریح طلاق معلوم ہوتا ہے۔ جیسا کہ منقول ہے۔  
 "وَعَنْ زَارِعَ وَكَانَ وَفُدُّ عَبْدِ الْقَيْسِ قَالَ لَمَّا خَدِّمْتَ  
 الْمَسْدِيَّةَ فَجَعَلْتَنَا فَتَبَادَرْتَ مِنْ رَوْاهِلِنَا فَنَفَقْتَنَا  
 يَدَتَ سَهْوِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 وَرِجْلَهُ"۔ (ابو داؤد) یعنی راوی کتاب ہے کہ جس وقت ہم  
 مدینہ ہو چکے اور اپنی سواریوں سے اُتر لئے پس چوئے ہاڑھ اور  
 پاؤں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔

اس روایت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ قبیلہ عبد القیس نے  
 قدیبوسی کی اسی طرح ایک خراب نتیجہ بھی اس سے یہ نکلتا ہے کہ  
 اگر قبیلہ عبد القیس سے بعض افراد نے رسول اللہ کے قدموں کو  
 بو سہ دیا اور فریب سجدہ کے سر چینکایا اور بفرض محال اس کا تھا  
 بھی ان کو دہی سے جو مفتی عزیز الرحمن نے فقراء کے احرام پوش کے  
 واسطے تجویز کیا ہے تو ہم کو زیادہ تردید ہوتا۔ مگر غصب تو یہ کہ  
 کہ باقی شرع شریعت یعنی حضرت سید المرسلین نے ان کے اس  
 فعل سے امکار نہیں فرمایا۔ اب دریافت طلب یا امر ہے کہ  
 مفتی صاحب اپنے رسول کے واسطے کیا حکم نافذ فرمائیں گے یعنی

وہی الزام رسول اللہ پر بھی عائد ہو گا۔ جو دندعبد قیس کے واسطے ہو سکتا ہے یا ان صحابی عربوں کے تصور سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ واللہ وسلم کا تصور پر انصور کیا جائے گا اس لئے کہ آپ پیغمبر وقت نہیں۔ لازم تھا کہ ان عربوں کو اس فعل منوع سے بجزدار کرے۔ مگر ایسا نہیں کیا۔ وہ لوگ قد مبوسی رہتے رہے۔ اور آپ خاموشی کے ساتھ دیکھا کئے۔ شاید حقیقت کفر سے آپ اس قدر ماقول نہ ہجے جس قدر آج مفتی عزیز الرحمن صاحب ماقول ہے۔ ورنہ ایسا ذکر تے اور دندعبد قیس کو قد مبوسی کرنے سے مصروف رہ کئے۔

اور یہ بھی منقول ہے کہ حضرت ابوالیوب الصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واللہ وسلم پر اپنے رخسارے ملنے تھے لہذا آپ کا یہ فعل مفتی عزیز الرحمن صاحب کے نتوے کا صریح مانع ہے۔ اس لئے کہ قاضل مفتی صاحب نے تو قریب رکوع مجھکنے کی بھی سخت ممانعت فرمائی ہے چہ جائیکہ قبر الورہ رخسارے ملنا۔ جو رکوع سے بہت زیادہ جھکتا بلکہ قریب سجدہ کرے۔ فلا وہ اس کے حضرت ابوالیوب کے اس فعل کو اکابر صحابہ نے بھی دیکھی اور انکا رہنمی کیا لہذا وہ صحاب رسول اللہ صاحب ابوالیوب کو قبر الورہ پر رخسارے ملنے دیکھتے تھے اس الزام سے بترانہیں ہو سکتے۔ اور ان کا بھی دہی حشر ہو گا جو حضرت ابوالیوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہو گا۔

کیونکہ مفتی صاحب کے نتوے کی چوری بہت دیسی ہے جس سے  
باہر نکلنا دشوار نہیں بلکہ ناممکن ہے۔

علی ہذا ابن عسما کرنے پر مصدق ابو دردار رضی اللہ عنہ سے  
روایت کی ہے کہ جب حضرت بلاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملک شام  
سے واپس آئے تھے فاتح قبرت رسول اللہ ﷺ  
وَالْيَوْمَ وَسَلَّمَ بِجَعْلِ يَبْكِيَ عَيْنَدَهُ وَيَمْرُغُ وَجْهَهُ  
عَلَيْهِ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار پر الزار  
پر حاضر ہو کر ونا شروع کیا اور اپنا سخن قبر شریف پر بلنتے تھے۔

اس روایت سے بھی حضرت بلاں کا قبر الور پر نقدر سجدہ جھکنا  
ظاہر ہو۔ اور تعجب یہ ہے کہ حضرت بلاں کے ایمان والیقان کا تذکرہ  
ستند احادیث میں موجود ہے مگر مفتی صاحب کے خیال کے مطابق  
آن سے بھی (محاذاۃ اللہ) یہ غلطی ہوئی کہ اس قدر سر جھکا پا کہ قبر رسول پر  
منہ ملتے تھے۔ اور یہ خیال نہ فرمایا کہ قریب رکوع جھکنا بھی داخل سجدہ  
ہے اور سجدہ مطلقاً کفر ہے۔

اب ایمان تو ہمارا پا کتا ہے کہ حضرت بلاں سے ہرگز غلطی نہیں ہوئی  
لیکن مفتی صاحب کے حکم قطبی کے مطابق اگر مان بھی لیا جائے کہ  
حضرت بلاں سے فعل منور کا انتکاب ہوا تو صرف حضرت بلاں  
ہی نہیں خبیر ہوتے ہی بلکہ ان کے ساتھ حاضر الوقت صحابہ بھی  
لزم قرار پائیں گے کہ غلط شریعت یہ فعل دیکھا اور انکار نہیں

رنہ یا۔ اور اکابر صحاہ کا موجود ہونا، دو ایات مختبرہ سے ثابت ہے  
لہذا سوائے اس کے چارہ طبیعیں کہ ای حضرت بلال بن زکریا تھر رسول اللہ  
پر بقدر سجدہ جھکنا جائز تراز دیا ہائے یا مفتی صاحب کا فتویٰ  
اگر صحیح ماناجا نہ تو دیگر صحاہ کے داسطے بھی وہی حکم ہو گا جو رسول اللہ  
کے خادم خاص اور عاشق صادق حضرت بلال پسی ائمۃ تعالیٰ  
عنہ کے داسطے مفتی صاحب نافذ فرمائیں گے۔

اس سے زیادہ عجیب تر واقعہ یہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر  
نے بعد وفات رسول ائمۃ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشائی انور  
کو لہو سے دی ہے۔ چنانچہ شیخ عبد الحنف محدث دہلوی علیہ الرحمۃ  
ما ثبت بالستہ میں لفت فرماتے ہیں کہ جب رسول کریم علیہ التحمة  
والتسلیم نے وفات پائی تو ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے  
اور چھڑا افس سے چادر مٹھا اور قید و آسیت ادا کیا اور سر  
بھکان کر حضور کی پیشائی انور کو لوسہ دیا۔ پھر سر اٹھا کر ڈال خلیل الدک  
فرسہ رکھا۔ اور سر جھکا کر جمین پاک کو بوسہ دیا۔ پھر سر اٹھا کر  
وَاصْفِيَتَا مَهْكَمًا اور سر جھکا کر پیشائی انور کو لوسہ دیا۔

اس روایت سے ظاہر ہوا کہ حضرت صدیق اکبر حبوب بالمعین  
کی پیشائی کو لوسہ دیتے کیلئے ایک بار نہیں بلکہ متواتر میں مرتبہ  
بھکنے مگر تعجب یہ ہے کہ جو سالین الایمان بھی ہو۔ اور فائزہ ہر مرتبہ  
صدیق بھی ہو۔ رسول اللہ کا ساتھی بھی ہو جس کو آج تک خطیب

اُفضل البشر بعد الانبياء، بھی کہتے ہوں۔ جس کا امیر المؤمنین خطاب  
بھی ہو۔ حقیقی کہ رسول اللہ کا خلیفہ اور حاٹشین بھی ہو۔ ایسے مقدس  
اور ممتاز شخص نے تو رسول اللہ کی دفات کے بعد جیسے پاک کو بوسہ  
دینے کے لئے تین مرتبہ سر جھکایا۔ اور فتنی صاحب یہ نہ مانتے ہیں  
کہ قریب بر کوئی بھکنا بھی داخل سجدہ ہے اور سجدہ مطلقاً کفر ہے  
اور سید بارک العلوی الکرمانی المدعوب بہ امیر خود دکتار  
سیبر الارڈیا میں لکھتے ہیں کہ میں نے حضرت سلطان الشافعی نظام الحجۃ  
والدن کی کتاب میں لکھا دیکھا کہ "قالَ صَحَّيْنِ عَلَى رَأْيِكُمْ عَلَيْهَا  
يُقْتَلُ يَسَدَ الْعَمَّاسُ وَرِجْلَهُ"۔ یعنی حضرت صحیب صحابی  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ علیؑ کو سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما  
کے ہاتھ اور پاؤں چھسنے دیکھیا۔

تیرہ سورہ س کے بعد فتنی عزیز الرحمن صاحب نے حقیقت کفر پر بیان  
فرمائی کہ قریب بر کوئی بھکنا دھنل سجدہ ہے اور سجدہ مطلقاً کفر  
ہے اگر سلاماً نوں کا سرتاج اور صوفیوں کا حقیقی میساوا جس کے  
باختول نے خدا کے گھر کو ہتوں سے ہاک کیا۔ جس نے یہ اشہاد اور حدائق اللہ  
کا خطاب پایا۔ جس کے تحریک سند رہ آنامست دینۃ العیلیہ وَ علی  
بابیفہا۔ کی مہربت ہے جس کے نتوے خلفاء راشدین نے ہمشیر  
منظور کیے۔ اُس پر کمزیدہ حق نے اپنے چھبی عباس کے لئے تقبیل من  
کو جائز سمجھا۔ اندھا فتنی صاحب یا تو اپنے دعوے سے دست بردار

ہوں۔ یا یہ خاتم و خطبہ فرمائیں کہ اس شہرِ حلم و عمل سے بھی (معاذ اللہ) خلیلی ہوئی۔ اور بجاے امیر المؤمنین کے وہی خطاب دیویں جو فرقہ کے اسرار مپوش کو دیا ہے۔

عرض روایات مذکورہ سے بنی کرمہ علیہما التعلیہ و تسییم کے احباب اجلہ کا قریب برکوع اور بقدر سجدہ کے جھکنا بلکہ پاؤں چمنا ظاہر ہرگیسا ہو سجدہ تحریت کی باہت اور استحباب کیوں اس طے کافی دلیل ہے کیونکہ علامے اسلام نما مسائل شریعت انہیں اصحاب رسول اللہ کے افعال و اقوال سے مستخرج کرتے ہیں اور اصول دین کا انہیں کو ماہر جانتے ہیں۔ مگر منفی عزیز الرحمن صاحب کا یہ استدلال دیکھ کر کتریب کوئی بھی جھکنا داخل سجدہ ہے اور سجدہ مطلقاً لغزے بے ساختہ شہم ہوتا ہے کہ شاید کفر اور ایمان کی حقیقت کو جیسا منفی صاحب موصوف نے جانائے ہا وجود سابق الایمان ہونیکے اصحاب رسول اللہ بھی نہیں سمجھے یا اس کو دوسرا لفظ لیں یوں کہا جائے کہ (معاذ اللہ) اصحاب رسول اللہ نے بھی منفی صاحب کے حکم قطعی کے خلاف کیا اس لئے کہ منفی عزیز الرحمن صاحب کا تو صاف صاف الفاظ میں یہ حکم ہے کہ سجدہ مطلقاً کفر ہے اور اسی حوصل پر حباب منفی صاحب نے نظر اکے بہت بڑے گردہ گوتکہ کا خطاب مرحمت فرمایا ہے۔ مگر مستکرا اور ابو داد د کی صحیح حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اصحاب رسول مقبول قریب برکوئے بلکہ بقدر

مسجدہ جھکے بھی اور پابوسی بھی کی۔ اب مفتی صاحب کا فتویٰ اگر بلوکلیہ  
کے مان لیا جائے تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ حضرات صوادیہ کرام کی طرح  
پر خدا کے پیارے اور مسلمانوں کے سرتاج بھی داخل تکفیر ہوئے۔  
**(الفوز بالتلہ)**

جناب مفتی عزیز الرحمن صاحب نے فقرےٰ احراام پوش کی تکفیر  
کیواسطے حیث کم ایسا جامع صادر فرمایا ہے کہ نظر غائزے دیکھا جائے  
تو اس ایک فتویٰ نے اسلام کے تیرہ سو برس کے دفتر کو دریم و برہم  
کر دیا۔ اور مسلمانوں کی قبائے ایمان کو اس طرح پُر زے پُر زے  
کیا کہ اب سوائے کفر کے اور کچھ نظر نہیں آتا اور ایک احراام پوش  
فرتے سے لیس کر اصحاب سول انہر تک مفتی صاحب کے اس خود  
ساختہ کفر میں سب داخل ہو گئے۔

اس کو بھی ہم بہت غنیمت حانتے اگر مفتی صاحب کی اس تکفیر  
کا سلسلہ اصحاب رسول انہر ہی تک پورخ کر ختم ہو جاتا۔ لیکن  
غصب تو یہ ہے کہ اس تکفیر کا ہاتھ اور بھی آٹھے بڑھتا نظر آتا ہے  
چنانچہ مفقول ہے کہ عثمان بن مظعون کی لاش کو خود حضرت رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ دیا۔ (مشکوہ)

مفتی صاحب کی اس تکفیر کا سلسلہ اب انتہا تک پورخ گا۔  
اور اسی کے اس اجتہادی اور محققانہ کلیہ کے اثر نے اس قدر ترقی کی  
کہ کسی گروہ اور کسی طبقہ کو نہیں چھوڑا۔ گیوں تک میں ایک فتویٰ بلا لحاظ

اور بغیر احتیاز کے اول سے آخر تک سب کو دام نکفیر میں گرفتار کر سکتے ہے۔ اب اگر تم ایک مشہور شاعر کے ہم نواز ہو کر یہ شعر پڑھیں تو شاید کسی طرح ہے فحول اور ناموزوں مل ہو گا۔  
ناوک نے تیر سے حسید نہ چھوڑا زمانے میں  
زٹپے ہے مرع قبلہ نما آشیانے میں

البته فضل مفتی صاحب اس قدرا و فرمائتے ہیں کہ عثمان بن نظیرون کی لاش کو بوسہ دینے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھکنا تو ضرور اس روایت سے ظاہر ہوا۔ لیکن یہ فعل آپ کا آپنی ذات کے واسطے تھا جو کسی مصلحت پر مبنی ہو گا۔ عذر یہ ہے کہ آپ نے کسی کو قریب سجدہ بھکن کی اجازت تو نہیں دی جس سے تقبیل ارض کا بجا رثنا ہوتا۔ تو بت مکن ہے کہ مفتی صاحب کے ہم خیال حضرات کو شہر ہوا اور مذاق دیوبندی کے جوش میں ہجیں کہ مفتی صاحب کی یہ ولیل معقول ہے تو انشا اللہ ہم یہ شک بھی رفع کئے دیتے ہیں۔

ہر خپڑیہ عذر بارہ اصولاً قابل لحاظ نہیں کیونکہ شامع کا کسی فعل سے امکان نہ کرنا اور صرف خاموش رہنا اس فعل کے جواز کیوں اس طے کافی ہے جب جایکہ مستکودہ کی روایت مذکورہ میں ظاہر ہوا کہ خود شارع علیہ السلام قریب سجدہ بھکے۔ اور ابن نظیرون کی لاش کو پس دیا اگر کسی دوسرے شخص کا یہ فعل ہوتا اور آپ دیکھیں کہ خاموش رہتے

تو بھی تقبیلِ رض کا جواز ثابت ہوتا مگر حب خود اپنے تقبیلِ رض فرمائی تو اپکے  
اس فعل سے علاوہ جواز قطبی کے بھارے واسطے بخیال ادا کے شکر  
یا بسبب محبت یا بنظر تعظیم جھکنا سنت ہو گیا۔ جیسا کہ سفر السعادات  
میں ہے کہ امام ابو یوسفؓ اور امام محمدؓ کے نزدیک سجدہ شکر  
سنت ہے۔

لیکن قطع نظر اس کے مانعین تقبیلِ رض کے اطمینان کیوں اسے  
ہم مستند کتاب سے یہ صحیح روایت نقل کرنے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف قریب سجدہ بھکنے کی نہیں بلکہ سجدہ کر لے کی  
اجازت دی۔ چنانچہ مشکوہ کتاب الروایا صفحہ ۳۹۴ میں منقول ہے  
کہ ”وَعَنْ أَبْنَاءِ حَزَمِيَّةِ ابْنِ ثَابَتِ عَنْ عَمِّهِ أَبِي حَزَمِيَّةِ آتَاهُ  
دَائِيٌّ فِيهَا يَرَالثَّالِمَ آتَاهُ سَجَدَ تَعْلَى جَهَنَّمَةَ الَّتِيْ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَاضْطَجَعَ لَهُ وَقَالَ صَدَّاقَ  
رَوْيَاكَ فَسَجَدَ تَعْلَى جَهَنَّمَتِهِ“ یعنی ابو حزمیہ الفاری رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے سوتے میں خواب دیکھا ہے  
کہ آپ کے چہرہ مبارک پر سیدھا کرتا ہوں۔ پس آنحضرت یہ کہے  
اور فرمایا کہ اپنا خواب سچا کرو۔ پس میں نے سجدہ کیا آپ کی  
جیں اقدس پر۔

اس حدیث کے راوی ابی حزمیہ بن ثابت ہیں جن کا اصحاب

اجلہ میں شامل ہے۔ اور خزیمہ بن ثابت کی تفہمت اسی سے ظاہر ہے کہ آپ کی شہادت دو شہزادتوں کے براہ رہ ہے جیسا نچہ مشکوہ کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ "خزیمہ بن ثابت صحابی مشہور است۔ وآل راذ والشہزادین می گوئید۔ ونام او عبد اللہ ریاض عمارہ و ابو خزیمہ نیز صحابی النصاری است"

الحمد للہ کہ اس حدیث سے ایک ممتاز صحابی کا جمیں اقدس پر سجدہ کرنا اور اداۓ سجدہ کے لئے رسول امیر کا اجازت دینا ظاہر ہو گیا اور صرف اجازت ہی نہیں دی بلکہ جب آپ کو علوم ہوا کہ ابو خزیمہ نے یہ خواب دیکھا ہے تو ابو خزیمہ کی فاطرے یہ اہتمام فرمایا کہ آپ لیٹ گئے۔ تاکہ جمیں مبارک پر وہ سجدہ کر سکیں۔ پھر ارشاد ہوا کہ جو خواب دیکھا ہے اُس کو سمجھا کرو۔ لیعنی میری جمیں پر سجدہ کرو۔ تب ابو خزیمہ نے سجدہ لیا۔ اندھاں واقعہ سے سجدہ تنظیم کا چار اذنا بات ہوئیا۔

لیکن ناظرین کے ہزیدہ اطمینان کے راستے اس حدیث کا ترجیح ہم ایک شور محدث کی شرح سے نقل کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ حضرات محدثین کے تزویک ابو خزیمہ کا فعل مذموم نہیں ہے بلکہ جمود ہے اس لئے کہ اس واقعہ کے حامل سے نیوائی دیا ہے جو اس حدیث کی صحت کیلئے بھی کافی دلیل ہے جیسا نچہ شیخ عبد الرحمن محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اشتمع المحدثات شرح مشکوہ میں لکھتے

ہیں کہ چنانکہ گفت۔ عَنْ عَمِّهِ أَبِي حُزْنَةَ أَتَهُ رَأَى فِيمَا  
يَرَى الْمُتَائِمُ أَتَهُ سُبْحَدَ عَلَى جَهَنَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - ابو خزیمہ الفزاری میں اور یہ کہ وے درخواب  
وید کے سجدہ کردہ است بر جہنم آنحضرتؐ فَلَخَبَرَ لَهُ بِسْ خبر کر دے۔  
آنحضرت را و عرض کر دایں خواب را ہے وے۔ فَاضْطَجَعَ لَهُ -  
بس بر چلو افہما و آنحضرتؐ برائے خاطر ابو خزیمہ - تا سجدہ بر جہنم  
پیسر گر درہ فَتَالَ - بس لفت آنحضرتؐ صَدَاقُ رُؤْيَاكَ -  
است گر دال خواب خود را کہ ویدہ و سجدہ کن بر جہنم فَسَبَحَ  
عَلَى جَهَنَّمَ فِيهِ - بس سجدہ کرد ابو خزیمہ بر جہنم رسول اللہ علیہ  
وآلہ وسلم۔ (رواہ فی الشَّرِحِ السَّنْدِ)

اس رائے بعد محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے اس حدیث سے حوالے سے  
اپنی رائے شیخیت ہوئی یہ ارتقام فرمایا کہ محدث طبیعی کی بھی یہی  
رائے ہے وہیو ہذا۔

"وَإِنْ حَدَثَ وَلِيلَ إِنْ حَدَثَ دَهْلُوِي عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ نَعَمْ اسْ حَدِيثَ سَعَى  
أَغْرِى اطَّاعَتْ بَاشَدْ حَنَانَكَهْ درخواب ہیند کہ روزہ داشتم پانماز گناشتہ  
یا تصدق کردہ یا مرد صاحب رازیارت کردہ وہ رچہ مانند آئست۔

دکڑا قائل الطبیعی،

محمدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا آخری فتوی جس طرح صحیح حدیث  
کے لئے کافی دلیل ہے اُسی طرح اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ حضرت

ابو خدا میریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خواب کے مطابق سجدہ کرنا مستحب اور از قبیل طاعت تھا۔ مثل نماز و زادہ و اصدقی دعویات مرد مبارک کے۔ مگر جس سجدہ کو محدث دہلوی نے مستحب اور از قبیل طاعت فرمایا ہے۔ اُس کو مفتی عزیز الرحمن صاحب اپنے تحریکے بیش میں فرماتے ہیں کہ سجدہ مطلقاً لفڑا اور درستگب اُس کا کافر ہے۔

اب سوائے اس کے چارہ نہیں کہ مفتی صاحب کے ساتھ صاف صاف الفاظ میں اقرار کریں کہ ہنے شک سجدہ شکر و تھیمت کو ہم مباح اور ستحب بلکہ سنت ہانتے ہیں اور بھکنا اور پا ہوسی کرنا بغير خریصال عبادت ہرگز ممنوع نہیں سمجھتے۔ اور بخوبی و رغبت اس کو بھی منتظر کرتے ہیں کہ ہمارا حشر و لشرا انھیں حضرات کے ماتحت ہو۔ اور خدا انھیں گی اعتماد و محبت میں ہم کو مصروف رکھئے جھوں نے سجدہ و تھیمت کو مباح سمجھا اور خود بھی کیا اور آپ اور آپ کے پیشو اجنب قہستانی کو اختیار ہے کہ جس کو چاہیں تکفیر کا خطاب دیں اور جو مشرب مناسب معلوم ہو اس پر عمل فرمائیں۔ مگر اسکا بھی خجال رہے کہ قیامت کا دن بھی قریب ہے لیکن ایسا نہ ہو کہ مسلمان اور مسلمانوں کے بڑے بڑے پیشواؤں کو علمائیہ کا فرائنا کچھ زنگ نہ لالائے۔ کیونکہ ترمذی میں سکرہ بن جندب سے مردی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دعا سے پر لعنت نہ کرو۔ اور نہ کسی پر خدا کا غصب دھاؤ اور نہ کسی کو دوزنی

کہو۔ (تمہاری راہ پر داؤ د)

اوہ بوسلم سے مردی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آله وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی کو کافر کیے بخارے پا اللہ کا دشمن ہتھے حالانکہ وہ ایسا نہ ہو تو وہ کلمہ کفر نہ سی پر جو شع کرتا ہے۔

(رواہ البخاری و مسلم)

لیکن مفتی عزیز الرحمن صاحب کی خدمت میں ایک ہاتھ عرض کرنا اور باتی ہے۔ وہ یہ کہ آپ نے جو سجدہ کو مطلقاً کفر اور قریب سجدے کو کافر ٹھہرا�ا جس کے رو سے قام مسلمان اور ان کے جملہ پیشہ ادا رہ اسلام سے خالج ہو سکتے ہیں۔ پہاں تک بھی غیبت بھت اگر آپ نے اس کے بعد ہو حکم صادر فرمایا ہے وہ بہت اہم اور دشوار ہے کیونکہ اس عالمگیر تکفیر کے اثر سے شاید روچار مسلمانوں کا ایمان کسی طریقے سے بچتا بھی تو دوسرا حکم آپ کا ایسا جائز ہے کہ اب پڑا رتاویں کریں مگر ایک شخص کا بھی ایمان نہ کرے یہ بہت مشکل معلوم ہوتا ہے اور اب ہرگز ایماندار ہونے کا دعویٰ کوئی نہیں کر سکتا۔ اس لئے کہ آپ تکفیر کا حکم قطعی دینے کے بعد یہ فرماتے ہیں کہ "آن کے ساتھ ارتھاً و احتمالاً طمعت و داد حرام و ناجائز ہے" حالانکہ آپ کا یہ فرمان اصول شریعت اور مذہب ائمہ اسلام ہی کے منافی نہیں ہے۔ بلکہ حضرت خیرالانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریق و سنت کے صریح فلان ہے

لہذا طبقہ اسلام میں مرکب سجدہ تجھت کے ساتھ ارتباٹ و اختلاط  
جمت دودار کے جوانا اور عدم جوانا کی اگر تشریع کی جائے تو بہت طوالت  
ہوگی اس لئے ہم آپ کو نہایت اختصار کے ساتھ پر دکھاتے ہیں کہ  
مرکبین سجدہ تجھت کا تو کیا ذکر ہے۔ شریعت اسلام نے ہر سم کو  
یہاں تک اجازت دی ہے کہ ایسا کافر جس کا کفر نص صریح سے  
ثابت ہے اس کے ساتھ بھی ارتباٹ و اختلاط جائز ہے۔

اس کی نسبت ہم زیادہ سمجھتے کہ ہم گے بلکہ ایک ایسی صبح  
حدیث نگارش کرتے ہیں جو اس مسلم کلمیہ بطور کلمیہ کے اور ہمکے  
دعوے کیواست قطعی دلیل ہے چنانچہ صاحب سفر السعادت  
لے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلیم ایک یہودی کی عیادت کو تشریف  
لے گئے۔ لیکن ہم اس حدیث کو شرح سفر السعادت مصنف شاہ  
عبدالحق صاحب محدث دہوی سے یہاں نقل کرتے ہیں۔

”نخاری دابودا و داز انس ف آور ده انذ کہ پسرتے بو د  
از یہود کے خدمت می کرد پیغمبر را صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس بیمار  
شد پس آمد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ عیادت وے یہ  
یہ حدیث کا بہلا حصہ ہے جس سے حضور سرور عالم کا  
عیادت یہود کے واسطے جانانا بہت ہوا جو عین ارتباٹ  
د محبت کی دلیل ہے۔ چنانچہ خود محدث دہلوی نے اس

حدیث کو ختم کرنے کے بعد لکھا ہے کہ: "اذین حدیث معلوم شد  
کہ استخراج کافر درست است و عبادت کافر جائز است۔  
(شرع سفر السعادات صفحہ ۲۷۹)

اور کتاب مظاہر میں نواب قطب الدین خاں صاحب اس  
حدیث کی شرح میں یہ تحریر فرماتے ہیں: "اس حدیث سے معلوم  
ہوا کہ جائز ہے خدمتِ کرآن کافر ذمی سے اور جائز ہے عبادت  
اُس کی" اور کتاب خزانہ میں لکھا ہے کہ: "یہود کی عبادت میں ضانہ  
نہیں اور علیا کا اختلاف ہے بھوسی اور فاسق کی عبادت میں  
اور صحیح تر یہ ہے کہ مضافات نہیں۔"

اب جناب مفتی صاحب یہ ارشاد فرمائیے کہ اس سلسلہ میں  
آپ کی تقلید مناسب ہے یا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی  
متاثرات ہم کو لارام ہے یا معاذ اشتری سمجھا جائے کہ خود رسول اللہ  
نے بھی آپ کے قول کی مخالفت کی اور تو یہ تو ہے فعل حرام و ناجائز  
کے مرتکب ہوئے۔ لیکن ہم بحالت صحت نفس اور ثبات عقول  
افراد کرتے ہیں بلکہ لکھ دیتے ہیں کہ والدِ ہم کو آپ کی تقلید پر گز  
ہرگز منظور نہیں ہے اور انشا اشتر بقدر حیثیت افلاق رسول اللہ  
کا اتباع کریں گے۔ اور کبھی ارتبا ط و اتحاد کو حرام و ناجائز  
نہ سمجھیں گے۔

حالانکہ مشکوٰۃ اور سفر الحادیت کی ان صحیح حدیثوں سے  
 بخوبی ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ وسلم نے عثمان  
 بن مظعون کی لاش کو بوسہ بھی دیا اور ہر دوی کی حیادت کو بھی  
 کئے اور دو دلوں واقعات ایسے ہیں کہ اب اور کسی دلیل کی  
 ضرورت نہیں مگر چونکہ جناب سرور عالم کے پر دلوں قفل ایسے ہیں  
 جو منفی عزیز الرحمٰن صاحب کے حکم قطبی کے صریح خلاف ہیں۔  
 اسی جستے خیال ہوتا ہے کہ شاید ہمارا یہ سند لال بھی جناب  
 منفی صاحب کے دل پر کچھ اشۂ کربے کیونکہ حضرات علماء دیوبند  
 تو پہلے ہی سے رسول اللہ کے بے مثل ہونے کے قابل نہیں ہیں  
 اگر اسوقت بھی ہمارے فاضل منفی صاحب آخا بائشِ مشکوٰۃ۔  
 کا حوالہ دیجیے یہ فرمائیں کہ رسول اللہ بھی مثل ہمارے ایک لپشتر تھے اور  
 ان سے اس سند میں فاش غلطی ہوتی اور بڑا سبب غلطی ہونیکا  
 یہ دکھائیں کہ وہ اُمّتی محض سختے اور یہم سندِ بافتہ عالم اور دستار ہند  
 قاضل اور دارالعلوم دیوبند کے منفی اور زینت سندِ قضائیں تو  
 منفی صاحب کے اس خیال کا کام اعلان ہو سکتا ہے اور نہ آس  
 صریح واقعہ سے ہم انکار کر سکتے ہیں کہ رسول اللہ امی نہ تھے سو اس طے  
 اب سے قومی ثبوت کی ضرورت معلوم ہوتی ہے جس میں دعاویں  
 و تنقیدی کی گنجائش ہو اور نہ کسی کو انکار کی جرأت ہو بلکہ چاروں ناچار  
 منفی صاحب بھی جس کو متعظو فرمائیں۔

امداد رسول اللہ سے زیادہ افضل بلکہ رسول امداد کا خالق  
اوہ سب و جو بشرت سے بھی محترم اور سہروں نیان سے بھی بہتر  
ہے اس کا فعل سندھا ہم پیش کرتے ہیں کہ جس محبت و وداد  
کو منفی صاحب فتح حرام و ناجائز فرمایا ہے وہ خاص سنت آئی  
ہے۔ چنانچہ اس میں شاید کسی کو عذر نہ ہو گا کہ کہنگار فاسق۔ فاجر۔  
کافر۔ مشرک بندوں کے ساتھ بھی اگر مان آپ سے زیادہ اور  
بلاغر غرض اور لذائے وال محبت ہے تو خالق حقیقی جل جلالہ مکو ہے کیونکہ  
وہ رزاق مطلق ایک قطعی کافر کی بھی اُسی طرح خبرگیری کرتا ہے۔  
جس طرح ایماندار بندوں کو روزی ہونچا تا ہے جس کی تحریف  
پیارے سے پھر سوبھر سپیشتر سعدی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ  
” تو کہ باد شستیاں نظرداری ”

غرض ہر ایک ملحد۔ مرتد۔ کافر۔ زندقان کو پر درش کریوا  
اور بمحیثت خالق اور خداوند ہونے کے سب کی نجگرانش  
اوہ سب کے ساتھ پھی اور ہے غرض محبت کرنے والا اگر کوئی ہے  
تو ذات حضرت واحدیت ہے لہذا منفی صاحب کو اختیار ہے کہ  
جس طرح آپ کے بندوں نے اپنی علمی قابلیت کا یہ ثبوت دیا  
ہے کہ امکان کذب باری تعالیٰ ثابت کیا ہے آپ اس کا بھی  
الزام خداوند عالم کو دیں کہ ہمارے فتوے کے خلاف وہ

کافروں کی پر درش اور نگہداشت کرتا ہے اس لئے (سماذ اش)  
وہ فعل حرام و ناجائز کا مرتب ہوا۔ **آللّٰهُمَّ احْفِظْنَا  
مِنْ شَرِّ دِرَأَنْفُسِنَا۔**

مفتی صاحب کا یہ فتوے دیکھیکر صان طور پر یہ معلوم ہوتا ہے  
کہ مفتی صاحب کے دہم ذخیال کا جماں تک گذر ہو سکتا ہے  
وہاں تک آپ کے اس اجتہادی فتوے کا بھی اثر ہو سکتا  
ہے۔ یہ کلمہ ایسا جامع ہے کہ خاطی اور غیر خاطی کا بھی فرق د  
اہمیاز گرنے کی ضرورت نہیں۔ اور یہ خیال کرنے کے بھی چندال  
حاجت نہیں کہ کس کی پدایت کا ہم کو حق حاصل ہے اور کس کی  
شان میں زبان ہلائے کی بھی مجال نہیں۔ مفتی صاحب کی تحقیق  
و ذہانت کا یہ عجیب کشمکش ہے کہ اگر آپ کے اس فتوے پر عمل  
کیا جائے تو فقراء احرام پوش کے ساتھ تمامی مسلمان اچھے بُرے  
چھوٹے بڑے دوست، دشمن سب کو واحد تکفیر میں گرفتار  
کر سکتے ہیں۔ اس موقع پر خواجہ وزیر کا یہ شعر یاد آتا ہے۔

دیکھا جسے۔ ٹھاٹھاں کیا۔ تاکا جسے۔ مارا

اس آنکھ سے ڈریے جو خدا سے نہ دی اسکے

کاش مفتی صاحب ایسا جامع اور وسیع المضی فتوے  
نہ دیتے اور کوئی دوسرا حرم تلاش فرمائے تو ایک فرقہ را حرام  
پوش ہی کو کافر مشکر ملعون۔ مرد و دہنستے تو بھی مضاائقہ نہ کھا

اس لئے کہ یہ ناکسراں ہنڈ مفتی صاحب کے اس مقفلانہ ارشاد سے  
پشاور تجیدہ اور ناخوش بھی نہ ہوتے۔ کیونکہ جو لوگ دنیا کی دولت  
ترودت۔ قیش۔ راحت کو خیر بارکتے ہیں۔ وہ لوگ عزت۔ ذلت  
نیک نامی۔ بد نامی۔ تو ہیں۔ قوییف کو برابر جانتے ہیں۔ خصوصاً  
ملامتی مشرب والے تو ہمیشہ کوچھ سوا ای میں رہتے ہیں۔ اور اگر  
آن کو سمجھا تو کہتے ہیں۔

گرچہ بد نامی ست نزد عاقلاں  
مالکی خواہم نگ و نام را

لیکن افسوس اس کا ہے کہ مفتی صاحب نے جس اسلام کی  
تائید و حمایت میں قلم آمدیا اس کو کوئی نامہ نہ ہوا  
اور جس طرح نادان دوست باعث تخلیف و لفظان  
ہوتا ہے اُسی طرح مفتی صاحب کے ہاتھ سے اسلام کے  
پہلو کو یہ ایسا ناقابل برداشت صدر مہ پوچھا کہ آج تک کسی  
وسمن اسلام کے ہاتھ سے بھی اسلام اور اہل اسلام کی نہ ایسی  
توہین ہوئی اور آنے ایسی بد نامی۔ اور جو نکہ لیک معزز مسلمان بھائی  
اور مفت دریم ندہب کے ہاتھ سے یہ صدر مہ اپوچھا ہے لتواب  
سوائے اس کے اور کیا کہہ سکتے ہیں۔

ہر کس از دست غیر نال کند  
سعادی از دست خو شیقون فریاد

اس سے زیادہ بدقسمتی اور کیا ہو سکتی ہے کہ ایک مسلمان عالمہ نے  
بپر تحقیق دندیقیں الیسا فتویٰ دیا گے فرقہ احرام پوش کے ساتھ  
جملہ مسلمان دائرہ اسلام سے خارج ہوئے جاتے ہیں اور صرف  
آن کی تکفیری ہی نہیں کی گئی بلکہ وہ ایسے مجرم قرار پائے کہ آن کے  
ساتھ ارتھا ط و اخلاق و دین و داد حرام و ناجائز ہو گیا۔

حکوم نہیں اس میں کیا مصلحت تھی کہ مفتی صاحب نے اصول  
شریعت کے خلاف مسلمانوں کی تکفیر میں سے قدیمیت فرمائی  
حالانکہ علمائے معتبرین نے صاف صاف لکھ دیا ہے کہ مسلمان  
کی تکفیر میں تامل اور آحتیاط بلطفہ کرنا چاہیے چنانچہ علامہ  
علی قادری<sup>ؒ</sup> شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں کہ علمائے کفر کے مسئلہ  
کے متعلق کہا ہے کہ جب کسی سوال میں نہ لڑوئے احتمال کفر  
کے ہوں اور فقط ایک احتمال ایسا ہو جس سے کفر کی لفظ  
ہو سکے تو مفتی اور قاضی پر لازم ہے کہ وہ اس احتمال پر عمل  
کرے جو نافیٰ کفر ہو۔ کیونکہ غلطی سے ہزار کافر میں کو حلقت<sup>ؔ</sup>  
اسلام میں داخل کرنے کی نسبت فقط ایک مسلمان کو حلقت<sup>ؔ</sup>  
اسلام سے خارج کر دینا زیادہ آسان ہے لیعنی ہزار کافر میں  
کو غلطی سے مسلمان کرنے میں اتنا ہر جھنگ نہیں ہے جس قدر کہ  
ایک مسلمان کو حلقت<sup>ؔ</sup> اسلام سے خارج کرنے میں ضرر و  
نفعان ہے۔

گرفتی عزیز الرحمن صاحب نے اس اصول شریعت پر ذرا  
تجھے نہیں فرمایا۔ اور علامہ علی قاری کے اس قول کے خلاف  
مسلمانوں کے بہت بڑے اور کثیر العقد ادگردہ کو علانیہ تکفیر کا  
خطاب مرحمت فرمایا اور الگ مفتی صاحب کے قائم کردہ گلہر  
خور کیا جائے تو جملہ مسلمان دارِ اسلام سے خارج نظر آتے  
ہیں۔ حالانکہ حضرت امام ابوحنیفہ علیہ السلام نے توصیات صاف  
پر فرمادیا ہے کہ اہل قبلہ کافر ہو ہی نہیں سکتا۔ مگر ہمارے  
قبل مفتی صاحب نے اس کا مطلق خیال نہیں کیا اور بے دریگ  
مسلمانوں کو ملعون بھی کہ دیا اور کافر اور مشترک بھی بنا دیا حتیٰ کہ  
ذُن کے ساتھ ارتبا ط و اختلاط و عینہ کو بھی حرام و ناجائز کر دیا۔

الگ مفتی صاحب نے اپنے اجتہاد کو فقہاء متفقین کے  
اقوال پر رتیح دی تھی اور مُذَن کی رائے کو بے وقت سمجھا تھا  
تو ہم یہ عرض کریں گے کہ مفتی صاحب نے اس کا بھی لحاظ نہ فرمایا  
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ وسلم نے صریح الفاظ میں مخالفت  
فرمائی ہے کہ کسی مسلمان کی تکفیر نہ کرو۔ چنانچہ عبد اللہ بن ابی  
مسعود سے مردی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان  
کوئی اکناف سی ہے اور اس کا قتل کرنا کفر ہے۔

درواہ البخاری و مسلم

اور زید بن ارقم سے مردی ہے کہ رسول الکرم صلی اللہ علیہ

وَالْمُسْلِمُ لَمْ فِرَّ مِنْكُهُ إِمَامُهُ كَمَا هُنَّ كَارِمُونَ حُمَدُونَ كُوْجَتْ يَا  
دُرُّ نَخْ مِنْ دَافِلْ نَكْرُوْ. اُورَ الْعَبْرَ كَمْ بَنْدُوْلَ كَا أَنْ كَمْ رَبْ كَمْ  
بَغْيَرْ حَاسِبَهُ نَكْرُوْ - (رَوَاهُ الطَّهْرَانِيُّ لِلْكَبِيرِ)  
اُور حَفْرَتْ أَنْسَ سَمَّ مَرْدِيَّ بَهْ بَهْ كَمْ فِرَّ مِيَا آسْخَفَرْتْ عَصْلِيُّ التَّعَظِيْيَّةِ  
وَالْمُسْلِمُ لَمْ جَوْ شَخْصَ هَمَارِي طَرْحَ نَادِرُوْسَهْ اُورَ هَمَارَ كَمْ فَسِيلَكِي  
طَرْحَ مَتْوَجَهَ هَوَا دَرَهَمَارَ ذَبِحَمَ كَهَأَيَ وَهَمَلَانَ بَهْ. أَسَ كَلَّهَ اَشَدَّ  
اُورَ أَسَ كَمْ رَسُولَ كَمْ ذَمَرَهْ بَهْ سُوْأَسَ كَمْ ذَمَرَهْ بَهْ سُوْأَسَ كَمْ اَشَدَّ كَمْ عَهْدَ  
نَلْوَرُ دَرَوَاهُ الْبَخَارِيُّ )

ابن مسعود سے مردی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ  
وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ مومن کی یہ شان ہے کہ وہ طعنے دینے والا  
لعنت لکر غیر الافقش گوزہاں دراز نہ ہو۔

(رواه الترمذی و قال حدیث حسن)

ان حدیثوں میں صاف صاف ہمارے رحمۃ اللہ عالمین نے  
فرماد یا ہے کہ جو ہمارے قبلہ کی طرف متوجہ ہو۔ ہماری طرح نماز  
پڑھے ہمارا ذبیحہ کھائے وہ مسلمان ہے۔ میری امت کے  
گنہگاروں کو دراز خی نہ کھو۔ طعنے نہ دو۔ لعنت نہ کرو۔ لیکن  
مفتی عزیز الرحمن صاحب نے مسلمان سمجھنے کے لئے زمان میں  
سے کوئی شرط قبول کی اور نہ طعون اور مردود کرنے سے باز آئے  
 بلکہ کفر اسلام میں فرق سمجھا تو اسی قدر کہ سلام کرنے میں

فریب رکوئے بھی جھکنا سجدہ ہے اور سجدہ مطلقاً کفر ہے۔

احادیث مذکورہ سے بھی زیادہ واضح اور نہایت مراجحت کے ساتھ بھی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے یہاں تک فرمادیا ہے کہ میری امت میں جو گناہ بکیرہ کے مرتب ہوں ان کو بھی کافر نہ کرو۔ چنانچہ دانلہ سے مردی ہے کہ آنحضرت صلیم نے فرمایا کہ اپنے اہل بُلْت کی تکفیر نہ کرو اگرچہ وہ کہا تو کے مرتب ہوں۔

**رَوَاهُ أَبْنِ الْجَارِ وَالْخَرَجَةُ الْطَّهْرَانِيُّ الْأَوْسَطُ عَنْ عَائِشَةَ أَبْنَاءَ الْمُؤْمِنِينَ فِي مَعْنَاهُ -**

باوجود یکہ اس حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ نے صریح طور پر مخالفت فرمائی ہے کہ مرتب بکیرہ کی بھی تکفیر نہ کرو بلکہ بکیرہ اور صغیرہ کا فرق را تباہ کیا مفتی صاحب لے تو باخیر تحقیق و تفہیش کے ہمراہ ایسا مسلمانوں کو علانیہ کافر کر دیا اور اس پر طرف یہ ہے کہ ان مسلمانوں کی تکفیر کے واسطے جزویہ ایسا قائم فرمایا ہے جس میں ہنوز اختلاف ہے اور ان مسلمانوں کا جرم یہ تجویز کیا ہے کہ وہ تقبیل ارض یعنی قدیمبوسی کر لے ہیں جس کو بعض علمائے کرام نے مہاج بعض مجتہدوں عظام نے مستحب حتیٰ کہ امام ابو یوسف<sup>ؓ</sup> اور امام محمد رضا نے سنون فرمایا ہے۔ (بیسیں تقادت رہ از کجا است تابہ کجا)

بکارے لحاظ اور پاسداری کے مفتی عزیزاً الرحمٰن صاحبؒ

اپنے فلم اور اجتہاد کے جوش میں ایسا حکم صادر فرمایا کہ بظاہر تو لیک  
فرقوہ کی تکفیر ہے لیکن عذر کرنے سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جملہ  
مسلمانوں کی تقدیر کا فیصلہ ہو گیا اور مفتی صاحب کے قلم کی  
ایک جذش نے سب کو اسلام اور ایمان سے بے دخل کر دیا۔  
اگر مفتی صاحب کو یہی منظور تھا کہ علماء اسلامی کے فیاض  
کو جملہ مجتہدین متقدمین کے اجتہاد پر ترجیح دیں۔ اور احادیث  
بہوی کی تعمیل بھی غیر ضروری تھیں اور اس کا یہی شوق تھا  
کہ مسلمانوں ہی کی تکفیر کرنی تو کم سے کم اتنی احتیاط کرنا لازم تھا  
کہ پہلے تحقیقات فرمائیے اور حجہ گواہاں عادل کی شہادت  
سے یہ جرم ثابت ہو جاتا کہ فلاں فلاں شعف سنت بزرگان  
دین بکالا تا ہے یعنی پیر کی قدیموسی کرتا ہے۔ مسروقت نام بنا کام  
مخفی مجرموں کے حق میں آپ فرماسکت تھے کہ علماء اسلامی  
کے قیاس کے مطابق ان مسلمانوں کی تکفیر کا فتوی دیتا ہوں۔  
اسی حالت میں شکوئی اعتراض کرتا اور نہ بخاب کی عما کئے  
قدس کے شفات دامن میں یہ بدناد صہیہ لگاتا کہ اُس نثرۃ العدل  
گروہ کی تکفیر کر دی جس کے افراد کو نہ کبھی دیکھا ہے نہ جن کے  
عادات سے واقف ہیں۔

حالانکہ سجدہ کا سکلہ اسابتین اور واضح ہے کہ معمولی  
طالب علم سے بھی اس میں علکھی نہیں ہو سکتی۔ مگر یہاں رے

فاضل مفتی صاحب نے صرف اسی پہلو کو دیکھا کہ سجدہ از قسم عبادت  
 ہے جو خداہی کے واسطے مخصوص ہے اور یہ خود نہ فرمایا کہ مجرد سجدہ  
 عبادت نہیں ہے جب عبادت کی لظرت سے کیا جائے گا تو عبادت  
 ہے اور جب تھیت اور شکر کی لظرت سے کیا جائے گا تو تھیت ہے اور  
 سجدہ عبادت اُسی حالت میں ہوتا ہے کہ جب مسجد کے الہ بڑی کا  
 ساجد کے دل کو یقین ہوا اور اگر یہ جھکنا تقطیم اور تھیت اور شکر  
 کے خیال سے ہو تو غیر نذار کے واسطے بھی جائز ہے اور اگر ایسا نہ تھا  
 تو یہ بزرگان دین جو اصول اسلام سے کما حقہ والق نہ ہے بلکہ جنکو  
 اسلام کی جان کھانا چلہتے ہیں۔ کبھی اپنے خذوم کے آگے سر زد جھکاتے  
 اور نہ آپ کے خذوم اُن کا سر جھکانا اور زمین بوسی اور پابوسی  
 کرنا پسند فرماتے۔ کیونکہ علاوه روحا نیت اور حقائقیت اور  
 علوم باطنی اور دید اور ریاقت اور فیضان الکی سے مستفیض ہونے کے  
 ان حضرات کا علم بھی مفتی عزیز الرحمن صاحب کے علم سے اور ان  
 بزرگوں کی تحقیق بھی مفتی صاحب کی تحقیقات سے پہ رہا ویسے  
 تھی اور شاید اس میں کبھی کسی کو غدر نہ ہو گا کہ یہ مقبولان بارگاہ  
 احمدیت کفر و ایمان کی حقیقت کو مفتی صاحب ہے زیادہ جانتے  
 تھے۔ لہن اگر مجرد سجدہ عبادت خداہی کی واسطے مخصوص ہوتا تو  
 پیغمبر اُن سجدہ تھیت کو مباح اور مستحب جانتے نہ سجدہ  
 شکر کو امام الجلیس فرماتے۔ اور امام محمد بن مسیذن فرماتے۔

اب بادیو دیکر حضرات علمائے عظام نے سجدہ تحریت کو مباح اور تحریک اور سنون بھی فرمایا اور حضرات صوفیہ کرام نے سجدہ تحریت خود بھی کیا اور مریدیں سے ہے تاگید سجدہ تحریت کرایا بھی جیسا اور پڑھا ہوتا ہوا۔ لیکن ان جملہ دلائل اور اسناد کے قطع نظر ان مفتی عزیز الرحمن صاحب کا یہ فتویٰ مان بھی لیا جائے کہ سجدہ مطابق کھرا وہ تنکب سجدہ تحریت کی تکفیر میں کوئی شبہ نہیں اور ہزاروں عالموں اور لاکھوں مقدس صوفیوں کو د توہہ توہہ کافر اور مشترک بھی سمجھ لیا جائے اور خیال کر لیا جائے کہلبشیرت کی وجہ سے یاد دسری لفظوں میں یہ کہا جائے کہ ان لوگوں سے غلطی ہوئی کہ مفتی عزیز الرحمن صاحب کی تحقیقاتہ رائے کے خلاف عمل کیا اسوجہ سے تکفیر کے سزاوار ہوئے تو میں یہ عرض کر دیں گا کہ انبیاء، علیہم السلام نے جو عین خدا کو سجدہ کیا تو ان کو کیا کہا جائیگا۔ سوائے اس کے کہ یا تو اسلام کا اصول اور خدا کا حکم مانا جائے یعنی یہ سمجھا جائے کہ انبیاء، علیہم السلام معصوم ہیں اور خدا ان کا حافظ ہے تو یہ کہنا پڑتے تھا کہ سجدہ تحریت خیر خدا گیو اس طے بھی چائز ہے۔ یا مفتی صاحب کے حکم کی تعمیل کی جائے تو بعض بنی اور بعض سپری بھی کافر ہوتے ہیں اور (معاذ الدین) ان کی تکفیر کا اقرار کرنے پڑے گا۔

پہنچو مولانا درم علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ جب حضرت یحییٰ و  
حضرت یسیٰ علیہما السلام شکم اور میں تھے تو باہم ایک نندوسرے  
کو سجدہ کیا۔ (روہنہ زاد)

ادیکی چو حامل بودازو بود با مریم شستہ روہردو  
ادیکی بحریم در نفت پیشتر از دفعہ حمل خوش گفت  
کو لقینی دیدم در دل تو شکست کاروا العزم وز رسول الله ہست  
چون بہادر افادم با تو من کرد سجدہ حمل من اے ذوقطن  
ای خبیں مرا جنیں اسجدہ کرد کنز بخودش در تنم افتاد در دو  
گفت مریم من در دل خوشیم سجدہ دیدم زطفا علم در شکم  
اشعارہ کورہ سے صاف ظاہر ہے کہ یحییٰ علیہ السلام نے شکم اور  
یسیٰ علیہ السلام کو اور یسیٰ علیہ السلام نے یحییٰ علیہ السلام غلطیاً  
سجدہ کیا۔ اب اگر مفتی عزیز الرحمن صاحب کے فتوے پر  
عمل کیا جائے تو ایک مقدس بنی اور ایک اول العزم پیغمبر کی  
بھی (مساذا اللہ) تکفیر ہوتی ہے جو اصول اسلام کے ضروری خلاف  
ہے اور ان معصومین انہیا، علیہم السلام کی نسبت کفر کا خیال  
کرنیوالا بھی کافر ہے۔

لیکن حضرت یحییٰ اور حضرت یسیٰ کا یہ قصہ چونکہ اس وقت  
کا ہے جب دلوں حضرات شکم اور میں تھے۔ اور اس وقت  
یہ استدلال بھی مذکوری سے کیا ہے تو ستایہ مفتی صاحب یہ

فرمایں کہ انسان تو تا بلوغ مکلف شریعت نہیں ہوتا اور یہ دلوں  
لشکردار میں سچے لہذاں کی سند نہیں ہے اور استدلال کی نہت  
یہ غدر کریں کہ گو مولانا روم کامعتبرین علمائیں شمار بھی ہے اور  
آن کی شنوی بھی مستند ضرور ہے کہ جس کی شرح پہلے تو جناب  
مولانا امداد اللہ صاحب مجاہر علیہ الرحمہ نے کی اور اب مولانا  
امشرف علی صاحب نے اس کی شرح اور وہ میں اپنا وقت عزیز  
مرن کیا ہے مگر تاہم مشذہ ہے اس لئے بہت سائل شریعت میں  
شنوی کے اشارے سے استدلال کرنا ہم محبت نہیں سمجھتے۔

لہذا اس کا بھی اطمینان ہم کرتے ہیں اور اب یہ دھلتے  
ہیں کہ ایک عمر بھی نے بالغ اور جوان بھی کے آگے سیدہ زینبی  
کیا۔ اور بھی مسجدوں نے بھی آن کے سجدہ رسمیت کو قبول کیا  
اور اس کو خدا کا وعدہ فرمایا۔ اور اس کا استدلال بھی بندول کی  
کسی کتاب سے نہ کریں گے بلکہ خدا نے برتر کا کلام اس بارہ میں  
پیش کریں گے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے  
حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ تعظیمی کیا۔ چنانچہ جل جلالہ  
نے سورہ یوسف میں ارشاد فرمایا ہے کہ وَرَفِعَ الْبَقِيَّةُ  
عَلَى الْعَرْنَشِ وَخَرَّ ذَالَّهُ سُبْجَدَ آ۔ یعنی یوسف علیہ السلام  
نے ماں باپ کو تخت پر بٹھایا اور مسخوں نے یوسف علیہ السلام  
کو سجدہ کیا۔ اور حب یوسف علیہ السلام نے ماں باپ کو

سجدہ کرتے دیکھا تو اُس کو طراکے احسانات میں شمار کیا چنانچہ  
اسی کے بعد رشاد ہوتا ہے کہ "قالَ يَا آبَتِ هَذَا أَنَّا دِيْنُ رَوْحَىٰ  
مِنْ قَبْلِ دِقَالٍ بِعَلِيفٍ تَأْذِنِي حَفْتًا" یعنی حضرت یوسف علیہ السلام  
لے کھا کے اے باپ یہ یہرے خواب کی تعبیر ہے جس کو پور دگار  
عالم نے سچ کر دیا۔

اب دا عذر بھی نہ رہا بلکہ ایک ضعیف اور سن رسیدہ بنی  
کاد و سرسے بنی کے آگے سجدہ تجھت کرنا کلام آئی سے ثابت  
ہو گیا۔ لہذا مفتی عزیز برادر حسن صاحب کو چاہیئے کہ بقول سید علیہ  
الرحمۃ "یک کاراڑیں دو کارمی ہائی کر دی پر عمل فرمائیں کہ  
یا تو علامہ قہستانی کے اس قول سے کہ سجدہ مطلقاً کفر ہے حدر  
کریں اور اس کو خلاف مذهب ائمہ اسلام اور صوفیہ کرام تصور  
کریں اور سجدہ تجھت و تعظیم کے جواز کا اقرار فرمائیں۔ یا ان  
دو لوڑی مقدس اور ابراہیمیوں کو کہی فرقہ احرام پوش کی طرح  
(معاذ اللہ) تکفیر کا خطاب دیں۔

لیکن ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ شاید ہمارا یہ استدلال بھی  
مفتن صاحب کے پسند نہ آئے کیونکہ جس طرح مفتی صاحب  
بڑے اور بزرگ علماء رسول اللہ کی بے شکی میں عذر کیا ہے  
اور رسول اللہ کے وسعت علم پر ابلیس کے وسعت علم کو ترجیح

دی ہے تو ممکن ہے کہ مفتی صاحب بھی یہ فرمائیں کہ ہم انہیاں علیہ السلام  
کی عصت کے قابل نہیں۔ یہ فعل اُن کا ہے جو ہماری طرح بشرتی  
اگر انہوں نے غلطی کی اور غیر فدا کو سجدہ کی پا تو حسب تجویز علماء  
اُن کی بھی تکفیر ہو سکتی ہے۔ علاوہ اس کے یہ فعل اُن کا ذاتی بھا  
کوئی خاص حکم نہ دیا کہ اُن کو نہیں پہنچا سکتا کہ سجدہ کرو۔ تو ہم  
غاموش ہو جائیں گے۔ اور جس طرح ہمارے علمائے متفقین اور بنی اسرائیل  
دین کی وقتاً فوقنا علامتیہ تکفیر ہوتی۔ اور ہم نے سکوت کے ساتھ سنا  
ہے اُسی طرح اگر ان چند مقدس انبیاء رضی اللہ عنہم علیہم السلام کی بھی تکفیر کا  
نتیجہ ہو جائے گا تو ہم سوائے جبر کے کیا کر سکتے ہیں۔ کیونکہ  
مفتی صاحبان جب سند تضاد پر رونق افزود ہونے ہیں۔ اور دفعتہ  
کی جلدیں اُن کے داہنسی اور بائیں جانب رکھی ہوتی ہیں اُسوقت وہ  
خدا کے نائب ہو جاتے ہیں اور دین و دنیا کے انتظامات کی ترمیم  
و تسلیخ کے جملہ اختیارات اُن کو حاصل ہو جاتے ہیں جس کو جا ہستے ہیں  
دوزخ میں بھیج دیتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں جنت میں بھیج دیتے ہیں۔  
اسواسطے اب ہم کو ضرورت اس کی ہوئی نہ ایسا کروہ لاش  
کریں جس نے سجدہ تنظیم کیا ہوا وہ قطعی معصوم بھی ہو اور اُسکے  
ساتھ یہ بھی شرط پوری ہو کہ اس مقدس گردہ نے بغیر اپنی خواہش

اور ارادہ کے حکم خدا سے غیر خدا کو سجدہ تغظیمی کیا ہو۔  
 چنانچہ مفتی صاحب کے اطینان کے واسطے انھیں شراللط  
 کے ساتھ ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ نص مرتع سے ثابت ہے کہ اللہ  
 جل جلالہ نے سجدہ آدم کے واسطے طائکہ کو حکم دیا جس کا تذکرہ  
 سورہ بقریں فرماتا ہے کہ۔ **وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلِكَ إِسْجُدْ لِنَا**  
**لَا ذَمَّةَ فَسْتَجَدَ لِنَا**۔ یعنی جب کہا ہم نے فرشتوں کو کہ آدم کو سجدہ  
 کرو۔ پس گاؤں نے، سجدہ کیا اس سے صاف ظاہر ہے  
 کہ فرشتوں نے خدا کے حکم سے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا۔  
 اب ہماری وہ کوشش بھی پوری ہو گئی کہ اس استدلال  
 میں سجدہ کرنیوالے فرشتے ہیں جو نقطی مخصوص ہیں۔ سجدے کا  
 حکم دینے والا خدا ہے جو سب کا خالق اور مالک ہے اور  
 ثبوت میں قرآن شریف ہے جو ام الكتاب ہے۔ ہم سجدہ  
 تغظیم و تجیت کے جواز میں اس سے زیادہ واضح اور قوی دلیل  
 نہیں پہنچ کر سکتے۔ کیونکہ نہ ایسی کسی اور خلق تک اہم کو علم  
 ہے جو فرشتوں سے زیادہ مخصوص ہو جس کا ازدراہ تجیت و تغظیم  
 سجدہ کرنا ہم بیان کریں۔ نہ قرآن سے زیادہ صحیح اور معتمد کوئی  
 کتاب ہمارے پاس ہے جس کو ثبوت میں دکھائیں اور نہ

خدانخواستہ امکان کذب باری نہائے کے ہم قائل ہیں کہ اسکے  
انتظام کو غلط سمجھیں اور کوئی دوسرا صحیح حکم دینے والا اللہ  
کریں۔ اس لئے ہمارے خیال میں جو از سجدہ تحریکت کیوں اس طے  
اس سے زیادہ معتبر اور کوئی شہادت نہیں ہو سکتی۔

ہاں اگر مفتی صاحب کے فتوے کے مطابق یہ خیال کیا جائے  
کہ سجدہ مطلقاً کفر ہے تو یہ ضرور عرض کروں گا کہ کہم سے کم آدم  
علیہ السلام کے سجدے میں بیچارے فرشتوں کا کوئی تصور نہیں  
محلوم ہو ناہی کیونکہ نہ انہوں نے اپنی خواہش سے سجدہ  
کیا۔ نہ سجدہ کرنے کی استدعا کی۔ بلکہ خدا و مالک حقیقی نے  
یہ نہ کہ اس سجدہ کو افرما�ا اور ان کو آدم سے سجدے کا  
حکم دیا۔ اگر اس میں غلطی ہو۔ فی ہے تو (معاذ باللہ) خدا سے  
ہوئی ہے کہ اس نے معصوم فرشتوں سے وہ کام کرایا کہ  
بقول مفتی صاحب جو مستلزم شرک و کفر ہے۔

مگر یہ رت خیز ہے امر ہے کہ مفتی صاحب جو یقینی خدا کے ایک  
بندے ہیں وہ تو کفر دایان کی حقیقت سے اس قدر واقف  
ہوں اور خداوند عالم جو خالق کفر دایان ہے وہ ایسی غلطی کرے  
کہ معصوم فرشتوں سے خاک کے پتے کو سجدہ کرایا جس بحقیقت

مفتی صاحب اعظمؑ کفر ہے۔

اور اسی مقابله میں دوسری غلطی خدا سے یہ ہوئی کہ ایک ایسا یماندار کو جس نے مفتی صاحب کے خیال کے مطابق عیر خدا کے سجدے سے الکار کیا تو حکم الاممین نے اسکا کافروں میں شمار کیا اچانکہ آئی آیت کے آخری حصے میں فرمایا ہے۔ **إِلَّا إِنَّمَا يُنْهَا كُلُّ أُنْجَىٰ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ** یعنی الجیس نے خانما اور تکبر کیا اور ہذا کافروں میں سے۔

یہ مقصنا دھرمون قابل غور ہے کہ مفتی صاحب کا فتویٰ تو خدا کے حکم کی صریح مخالفت کرتا ہے اور خدا کا فرمان مفتی صاحب کے فتوے کی پوری تردید کرتا ہے کیونکہ مفتی صاحب کے فتوے کا تو یہ مضمون ہے کہ سجدہ حقیقت مطلقاً کفر ہے اور جو سجدہ کرے اُس کے مرتب شرک و کفر ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ اور خداوند عالم اس کے برعکس شرعاً تاہی کہ الجیس نے آدم کو سجدہ نہیں کیا اس لجه سے وکان من الکافرین۔ یعنی کافروں میں ہو گیا۔

اب مفتی صاحب کے طرفداروں کو اختیار ہے کہ خدا کے حکم کو صحیح جانیں یا مفتی صاحب کے فتوے کو معتبر نہیں۔ اسکے

وہ دار وہ ہوں بگے مگر ہم جاؤ اور بند کتے ہیں کہ ہر گز ہر گز نہ  
خدا کا ذرا بلال سے کسی غلطی ہوئی ہے اور نہ آیندہ ہوگی  
اور نہ خدا کی رائے پر کسی بندے کی رائے کو ترجیح ہو سکتی ہے  
جو کچھ اُس نے کیا اور کرتا ہے اور آنندہ کرے گا وہ سب  
صحیح و درست ہے۔ مفتی صاحب سجدہ تہمت کو شرک کہیں  
یا انفر مگر ہمارے خیال میں اقوال علماً دین و سلف صالحین  
اور سیرت بزرگان کاملین و انبیاء مرسلین سے سجدہ تہمت  
و تنظیم کی ابادت اور استحباب عقلاءً و نقلاً ثابت ہے۔

اگر یہ شہر ہو کہ عہد انبیاء و سابقین میں غیر خدا کے واسطے ہی  
سجدہ درست تھا اور اب سجدہ مطلقاً کفر ہے۔ تو یہ صریح  
دھوکا ہے اس لئے شریعت محمدی میں جو عبادات اور عقیدہ  
ذات حضرت رب العزت کے واسطے مخصوص ہے کسی نبی کی  
شریعت میں اس کا جواز غیر خدا کے لئے نہ تھا۔ اعمال میں  
اگر تغیرت ہو اے تو وہ بھی اسی قدر کہ مثلاً پہلے چھ مہینے کے  
روزے اور پھر وفات کی نماز فرض کئی تھی تو اب ایک بینے  
کے روزے اور پانچ وقت کی نماز فرض ہے مگر یہ نہیں ہوا۔

کہ آج محض خدا کیوں سطے نماز پڑھی جاتی ہے تو پہلے غیر خدا کیسے  
 بھی نماز پڑھنا درست تھا۔ ہرگز نہیں بلکہ جس طرح آج خدا کو  
 واحد اور قدیم اور خالق عالم جانتے ہیں اُسی طرح ہر بُنی کی شریعت  
 میں خدا کو واحد اور خالق سمجھتے لازمی تھا تو یہ حضرت رب العزت  
 کی تعلیم ہر عہد اور ہر قرن میں یکساں رہی پس الگ آج سجدہ  
 مطلقاً لکھر ہے تو ضرور تھا کہ ہر بُنی کی شریعت میں کفر ہوتا۔ حالانکہ  
 یہ نہیں ہوا بلکہ نہ سرآن شاہزادے کے خود اس شریعت میں ہوتے آدم  
 علیہ السلام کے بحدے کے لئے ملائکہ کو حکم دیا اگر سجدہ رکھنے  
 بھی مثل اقرار توحید خدا ہی کیوں سطے مخصوص ہوتا تو کبھی  
 رکھنے سیم آدم کیلئے ملائکہ کو سجدہ کا حکم نہ ہوتا۔

اور بفرض یاں الگ مفتی صاحب کی فندے سے مان بھی لیا  
 جائے اور سجدہ تحریک کو حرام بھی کہا جائے تو یہ عرض کروں گا  
 کہ فعل حرام کا مرتب گنہگار ہوتا ہے نہ کافر۔ اس صورت  
 میں بھی ہمارے فاضل مفتی صاحب کو لازم تھا کہ قابل سجدہ  
 تحریک کو گنہگار کئے اور کافر کا خطاب نہ مرحمت فرماتے۔

مگر یہم پھر وہی کہیں گے کہ اس سُلہ میں ہمارے فاضل مفتی صاحب  
 اگر کھوڑا غور اور تامل فرماتے تو کبھی یہ غلطی نہ ہوتی۔ چونکہ درختار

کی جلد موجود تھی اس میں علامہ فہستانی کی یہ ذاتی رائے دیکھ کر کہ سجدہ مطلقاً کفر ہے۔ انہوں نے بھی عجلت میں یہی فتویٰ دیدیا۔ ورنہ مفتی صاحب دیکھ چکہ دین اور فقہا کے بھی اقوال اگر دیکھتے تو کبھی یہ فیصلہ نہ کرتے اس لئے کہ مفتی صاحب نے جن عالموں کے سامنے زوال توڑا ہے اور جن کی خرم شفیقین کے آپ خوش چین ہیں وہ بزرگ بھی سلسلہ صاحبوں میں مرید اور خاندان چشت کے علاقہ بگوش ہیں پھر کیونکہ غیرت قبول کرتی کہ مفتی صاحب اپنے استادوں کے پیران طریقت کو دار رہ تکفیر میں محصور فرماتے۔

غرض مفتی صاحب نے جو کہہ کیا اور جس خیال سے یہ فتویٰ دیا اس کے ذمہ دار تو مفتی صاحب ہیں مگر ہم نے بھیثیت مناظر نہیں تسلیم اٹھایا ہے۔ صرف عامہ خیالات کے خیالات کی خانہت منظور تھی اسوا سطے یہ صراحت بھی کی اور مفتی صاحب کی خدمت میں یہ گزارش بھی کرنے ہیں کہ اگر دافعی آپ نے بہ نظر بدایت یہ فتویٰ دیا ہے اور در پر دہ پیر کی قدسیت کے کو منع فرمایا ہے تو لقناً اپنا فرض منصبی آپ ادا کر جسکے اور ایک بھی خواہ قوم کو جو کرنا چاہیے وہ آپ نے کہا

اور ہم بھی اس ہمدردی کا شکر یہ ادا کرتے ہیں لیکن اسی کے  
ساتھ یہ بھی عرض کریں گے کہ جملہ مطیعان اللہ اسلام اور  
خادمان صوفیہ کرام آپ کی اس پدایت و ہمدردی کو زیادہ  
وقت کی نظر سے نہ دیکھیں گے اُن کی فرائش بھی ہو گی کہ  
بقول امیر خسرو دہلوی المرحمة۔

گرے زا پر دعا لئے خیر سیگوئی صراحتیں گو  
کہ ایں آوارہ گوئے ہٹاں آوارہ تپادا

آخریں یہ بھی کہوں گا کہ تائیخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے  
کہ اسلام کی ظاہری قوت کا زوال اسی خانہ جمل کی بدولت  
ہوا ہے۔ اور اتفاق باہمی کی وہ خوبصورت اور عالی شان  
عمارت جو سلف صاحبین نے اپنے مہارک باختوں سے بنائی  
تھی اور اہل اسلام کے فخر و مبارکات کا جس پر انحصار تھا اُسکی  
ہمیاد کو کمزور کرنے والا اگر کوئی ہے تو جاہ طلب اور شہرت پسند  
علماء کا فسل ہے جس کی ایک جنبش نے بھائی کے ہاتھ سے  
دو سکر بھائی کو قتل کرایا۔

افسوس کوئی توہین اور کوئی تذلیل سی فہیں پائی جاتی

جو مسلمانوں کے مقدس پیشواؤں کے واسطے معاصرین علمائے  
ظواہر نے بخوبیہ کی ہو۔ چنانچہ اسی نفاق میں روز بروز ایسی  
ترقی ہوئی کہ اب جہاں اور جب کبھی وہ اپنے مخصوص چہرے  
سے نقاب اٹھاتا ہے تو ملک دبا کی صورت نظر آتی ہے جس کا  
اثر حالیہ بیرونیات ہے۔

اگر اب ہم ہزارہ عجزو نیاز اپنے حکیم مطلق کی جانب میں  
عرض کرتے ہیں کہ خداوند اپنے جیب کے صدقے میں ہم کو  
ایسے سُنکر اشکار اوراتفاق کی توانیں مرحمت فرمائے اُمت محمدی  
پک زبان ہو گر کئے لگے۔ **أَللّٰهُمَّ أَهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ**  
آئیں ثم آمین۔

## حَاجِيُّ اُوكھِتُ شَاكِرٌ وَارِث

(متوفی پھر پول)

(صلیع مراد آباد)

# لُقْرُطِ دِلپُر وَيَا حَبْنِظِير

اَنْتَيْعَمْ فَكَلِسَا صَاحِبِرِمْ نُذْكَارِدِفِرِيدِرِمِدِرِانْ بِحِرِيدِغَاشْ  
حَقْ فَانِ ذَاتِ طَلاقْ عَارِفْ بَالشَّجَانِبَهْ دِمْ شَاهِ صَاحِبْ

فِقِيرْ بَارِگَاهْ وَارِثْ عَالِمْ بَاهْ سِلْمَهْ

ناظرین !! جو ایسا شخص جو مکتب شریعت و طریقت کا ابجر خواں  
بھی نہیں وہ اپنی نادانی سے ایک بیسے علمی رسالہ کے متعلق رائے زانی  
کرے جو محدث تحقیق اور مخزن تدقیق ہو سراپا جسارت ہی جسارت  
ہے اور وہ بھی اس حالت میں گہ امر ارضی روحاں کے علاوہ عوامیں بھائی  
نے اذکار رفتہ کر دیا ہو۔ ابھی ایک جان گسل ملالت کے جملہ پر اپنی  
سمحت جانی سے زندہ، بجا لیکن ضعف و نقاہت کا ہنوز تختہ امشق  
ہوں ہرگز اس قابل نہ تھا کہ کسی دعا غنی محنت کی برداشت کرنے اگر بقول

خیال خاطر احباب چاہئے میر دم  
انیں بھیس نہ لگ جائے آبگینوں کو

امراز احباب حاجی او نگھٹ شاہ صاحبؒ اریٰ پیغمبر الونی کے  
اصرار کے قطعے نظر اپنے مختار بھائیؒ کی یہ جانشناختی دیکھ کر حصلہ پورا  
کر زیادہ خوبیں تو اشقر، یہ طور پر اپنے خجالات کا اظہار کر دیں۔  
بقول غائب۔

### منتظر ہے لزارش عمالِ واقعی

اپا بیان حسن طبیعت نہیں بلکہ  
رسوی الحمد شد علی احسانہ کہ یہ لا جواب کتاب شہاب شاہ قیمت سومؒ  
رَوِيَ كَفْرِيْرَ بِرَدَاجِبِ الاحْتَرَامِ بِرَاوِيْرَ طَرَانِ صَاحِبِ فِضْلٍ وَ تَحْقِيقِ سَلَيْلَةِ  
تعالیٰ کے قلم اعجائز قسم سے زیب قرطاس ہو کر نفع بخش خلاائق ہوئی۔  
حمدوح کی معلومات قابل قدر اور منصفانہ خجالات ہر طرح مستحق  
حسین ہیں کہ آپ کی یہ عرق ریزی حقن حضرات کے لئے سرمایہ  
استدلال قاطع اور مباحثت پسند احباب کے واسطے آئے برائیں  
ساطھ ہے۔

حالانکہ صوفیوں کا ممتازگروہ اس روقدفعے سے ہمیشہ دور  
ربا اور عن علم اور عین حملائی کو صہر و سکوت کے ساتھ سنارا دراگر

گذشتہ زمانے کے مقدس بزرگوں نے ایسے مواقفات ہر کچھ  
فرمایا بھی تو اسی قدر کم

خلق می گوید کہ خسروت پرستی میکنند

آئے آئے سینتم با خلق و عالم کا نیت

اور درحقیقت مؤلف موصوف کا بھی بھی ذائق و مشرب  
ہے۔ خدا نے آپ کو فیر بنا�ا ہے نہ نقیہ۔ مگر جو کچھ لکھا ہے وہ  
”رنگ آمد پنگ آمد“ کام صداق ہے ضبط و تحمل کی بھی حد  
ہوتی ہے جبکہ قدم قدم پر شرک و کفر کے خارج کھانے جاتے ہیں  
اور وہ بھی ایک شخص کے واسطے نہیں بلکہ پھوٹے بڑے اچھے  
بُرے سب کو مردود و ملعون کا خطاب ملتا ہے تو یہ تکلیف دہ  
ہے کہ سخت سے سخت دل کا آدمی بھی بغیر مشائر ہوئے نہیں سکتا۔  
دل ہی تو ہے نہ سُنگ خشت درد سے بہرنا کے لیوں

ردیں گے ہم ہزار بار کوئی ہمیں ستائے کیوں  
پاں اگر خود برادر مکرم کو بے وجہ بھی منفتی صاحب سی سخت  
گناہ کا الزام دیتے تو یقینی مدد و ح الشان اُس کو خاموشی  
کے ساتھ سنتے اور ہر لز تر دید نہ فرماتے مگر جب ایک کثیر التعداد

گروہ فقر کو بے قصور اور اس طرح نشانہ تکفیر بنا یا جس کے اثر سے اسلام کے تمامی مقدس اور برگزیدہ حضرات کی شان جلالت کو بھی نقصان پوچھا تب آپ نے مذہبی ہمدردی سے حمایت حق فرمائی جو در دلیشنا نہ زندگی کا ایک معنی خیز ہاں ہے۔ لیکن با ایں ہمہ یہ رسالہ اس خوبی کے ساتھ تایف ہوا کہ بجز اظہار حق۔ مناظرہ کے داغ سے اپنے شفاف دامن کو حفاظ رکھا۔

ہمارے ملک اعظم کا تو یہ فرض کھا کہ اپنے مواعظ حسنہ سے ہے دینوں کو دیندار ہنستے جس کے صلے میں سرکار رسالت پناہ سے خوشبو دی کا خلقت ملتا۔ اور خدا کی دربار سے پڑھا سندھی کا زر یہ سہرہ آن کے سر پر پاندھا جاتا۔ مگر برخلاف اس کے مسلمانوں کو مشکل اور ایمانداروں کو کافر بنانے کا شوق ہے۔ دوسروں کی املاک پر قبضہ کرنا تو درکنار۔ اپنی ہی رہی سسی پوچھی کھوئے دیتے ہیں۔ الموسوس۔

دوست ہو دوست کا دشمن تو شکایت کسک  
یار آمادہ خون ہر تو بچا کے پھر گوں

آخر میں تاریخ طبع رسالہ نما اپنی کرتا ہوں۔

ایں کتابے کے بہر و شمعیں میں اثرِ قدر کے بہر پا دارد  
پئے تاریخ از فلکِ رفت گفت، بضم ام غبیر آمد

(نقیرتیدم شاہزادی)

تاریخ از تاریخ فکر گہر پار مقبول پار گاہِ صمد مولانا  
قارضی سلیمان احمد صاحب و ارشی مخلصہ کی

ردِ کفر است چنیں کردستم بستہ شد باب سوالات وجواب  
بھر مسواری بیت ره راست بشد الحمد کشا وہ شدہ باب  
در ہمہ بحث و تقاریر لطیف شدہ لمحوظ تمامی آداب  
جملہ مضمون لہو شنیہ شدہ ہست از خطاخالی و مملو بصراب

گلت تاریخ ذکی بیس نادر  
گشت مطبوع کتاب نایاب

# قطعہ نوح طعنانی

از برخوردار حافظ احمد علی شعرا وارثی ابن جناب

حاجی پیاں صاحب ارثی مظلہ

کسی بھاں کلمت تکفیر ہنپٹ گئی  
بیشہرہ دکفر ہنخو شید بے نقاب  
پاروں کو یہ ریخ چارم پہ جا چڑھی  
تحقیق حق و حسن بیان کے لحاظ سے  
رشک دلیل سکی براہین ساطع  
غای خطلے سے اسکا بک لفظ با صواب  
ہے آسمان حق پہ نور امشل صبح  
پایا قلم نے حکم جوتائیخ طبع کا  
اب بول امھیں گے مفتی و داغ طبع حال جد

کیا خوب رو کفر ہے مطبوع لاجواب

(پژنگ اینه بازندگ حاجی شهرزاد مرش)

پاکستان  
 حاجی فقیر عزت شاہ ارشی  
 آستان عالیہ حجۃ الشریف  
 راولپنڈی، پاکستان

پاکستان  
 اندیسا  
 شیخ رضی احمد دارشی  
 آستان عالیہ حجۃ الشریف  
 راولپنڈی، پاکستان